# حکایتوں کا گلدستہ

ڈیڑھ سو سے زائد

## نصیحت آمیز حکایات

حضرت مولانا محمد سعید

فیمس بکس
الوہاب مارکیٹ
اردو بازار لاہور

دلوں میں نورِ ایمان اور شوقِ عبادت ڈالنے والی

کتاب لاجواب

# حکایتوں کا گلدستہ

از

## حضرت مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جس میں

مولانا مرحوم نے دلوں میں روشنی اور ایمان میں تازگی پیدا کرنیوالی ڈیڑھ سو کے قریب معتبر کتابوں سے سچی نصیحت آمیز حکایات اخذ کی ہیں جو نہایت مقبولِ خاص و عام ہیں۔


ملنے کا پتہ

قیمت: ۴۰/- روپے

فیمس بکس الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور

# فہرست مضامین

# دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اما بعد۔ اہلِ علم حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ کچھ انسان کی فطرت حقیقت میں قصہ کہانیاں اور حکایات سُننے کی طرف راغب رہتی ہے۔

اب زیرِ نظر آپ کے جو کتاب ہے" وہ حکایتوں کی ہی کتاب ہے" اس میں میں حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچی اور معتبر کتابوں کی ورق گردانی کر کے بزرگوں اور صالحین کے واقعات نکال کر یہ کتاب مرتب کی ہے۔

اور اس کا نام **حکایتوں کا گلدستہ** رکھا ہے۔

اس کتاب میں تقریباً ڈیڑھ سو حکایتیں ہیں جو نہایت سچی اور معتبر کتابوں سے اخذ کر کے یہ بیش بہا ذخیرہ اکٹھا کیا گیا ہے۔ دِلوں میں روشنی اور ایمان میں تازگی اور اللہ تعالیٰ کی خالص محبت و شوق عبادت پیدا کرنے میں اس سے بہتر حکایات نہیں ملیں گی، مؤلف مرحوم نے ایمان والوں کے قلوب میں نور اور ایمان میں قوت پیدا کرنے کے لئے جس محنت اور معلومات سے کام لیا ہے اس کا اندازہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی لگ سکتا ہے۔ بزرگوں کے حالات و واقعات پر یہ بڑی بہترین کتاب ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف مرحوم کو (جو میرے والد محترم ہیں) جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے ان کی یہ کتاب مقبول فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں وہ مرحوم کیلئے دعاءِ مغفرت فرمائیں آمین۔

فقیر زادہ :۔ **ارشد سعید**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

## یَا فَتَّاحُ

# اِفتتاحیہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ مَنۡ قَالَ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیۡرِ مَنۡ خَلَقَ وَقَصَّ عَلَیۡنَا اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ: اَمَّا بَعۡدُ

سحبان الہند حضرت الحاج الحافظ مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرزمینِ دہلی کے ان علماءِ متاخرین میں گذرے ہیں جن پر دہلی والوں کو صحیح فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

بیس سال تک متواتر حضرت مولانا موصوفؒ نے کسی ذاتی مفاد کے بغیر جمعیۃ علمائے ہند کی نظامتِ اعلیٰ کے فرائض بطریقۂ احسن انجام دیئے، اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں جمعیۃ علماء ہند کی صدارت کا بار حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے برداشت کیا جو سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کے شفیق استاد بھی تھے۔

حضرت سحبان الہند رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی وقت میں جمعیۃ علمائے ہند کے ناظم بھی تھے اور دہلی کے بہترین مقررین و واعظین اور مصنفین میں بھی آپ کا شمار ہوتا رہا، دہلی کی زبان کے خاص محاورے اور اردو زبان کی فصاحت و بلاغت کے تو آپ خود مالک تھے اور اسی بنا پر آپ سحبان الہند کہلائے، چنانچہ اپنے مخالف سے مخالف کو چند باتوں میں موم کر لینا تو مولانا کا ادنیٰ کمال تھا۔

مجھے خود ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۳ء تک دس سال متواتر مولانا مرحوم کی خدمت میں رہ کر جمعیتہ علماء کی خدمت کا موقعہ ملا ہے جس میں میں نے مولانا کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا رح کے وصال کے بعد میرے لئے تو دلی ہی مرحوم ہو چکی ہے، کیوں کہ اب وہ بات کہاں مولوی ملّاں کی سی؟

جن حضرات نے مولانا کی تصانیف جنت کی کنجی" ۔ دوزخ کا کھٹکا "غذا کی باتیں، پردہ کی باتیں، اور تقریر سیرت وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے ان کو زبانِ اُردو کے محاورات، مولانا رح کی علمی معلومات اور اُردو طرزِ نگارش کا اچھی طرح اندازہ ہو چکا ہوگا۔

چلتے چلتے مولانا موصوف رح نے قرآنِ پاک کی عام فہم اُردو تفسیر ایک ایسا شاہکار چھوڑا ہے جو رہتی دنیا تک حضرت مولانا رح کی حیاتِ ابدی کا مترادف بن کر باقی رہ گیا، اور نہ معلوم کس قدر مخلوقِ خدا اس کے ذریعہ کلامِ خداوندی کے اسرار و معارف سے آگاہ ہو کر روحانی فیض حاصل کرتی رہے گی جو یقیناً حضرت مولانا رح کے روحانی سکون کا باعث ہوگا۔

حضرت مولانا رح کو قرآنِ پاک پر جو عبور حاصل تھا اور ایک ہی مجلس میں قرآنِ پاک کی آیاتِ مترادفہ کی تلاوت فرما کر آپس میں ایک دوسری آیت کا جو ربط بیان فرماتے تھے اس کی لذت سے کچھ وہی لوگ اچھی طرح واقف ہیں جو حضرت مولانا رح کے ترجمۂ قرآنِ پاک میں متواتر شریک رہا کرتے تھے۔

حضرت مولانا رح نے اپنی اس تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب رح کے

منہیات کو واضح کرتے ہوئے پھر اس کی جو آسان اور معنی خیز تفسیر فرمائی ہے وہ پڑھنے اور دیکھنے اور بار بار دہرانے سے تعلق رکھتی ہے جس کو پڑھ کر ہر اُردو داں مستفیض ہو سکتا ہے، مگر افسوس کہ حضرت مولانا رحؒ کی حیات میں یہ تفسیر زیرِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکی تھی، جس کا حضرت رحؒ کو ملال رہا اور حالات کے پیشِ نظر کبھی کبھی فرمادیا کرتے تھے، بھائی اب میری زندگی میں تو یہ کیا چھپے گی، یہ تو میرے مرنے کے بعد ہی چھپ سکے گی۔"

چنانچہ حضرت مولانا رحؒ کی یہ پیشین گوئی سچ ہو کر رہی کیوں کہ حضرت مولانا رحؒ کی وفات کے ایک عرصہ بعد مرحوم کے خلف الرشید مولانا حافظ محمد سعید صاحب رحؒ نے محنتِ شاقہ اور صرف زرِ کثیر کے بعد اس کو زیورِ طبع سے آراستہ کر لیا جو ابحمدللہ حاملِ متن دو جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔

حضرت مولانا رحؒ نے جمعیۃ علماء کی نظامت سے برطرفی کے بعد تصنیف و تالیف کا اپنا ایک ذاتی ادارہ "موتمر المصنفین" قائم کیا تھا جس کے ماتحت رفاہِ عام کی غرض سے اُردو بازار جامع مسجد پر دینی بک ڈپو کے نام سے ایک کتب خانہ مولانا حافظ محمد سعید صاحبؒ کی زیرِ نگرانی قائم کیا گیا، جہاں سے حضرت مولانا رحؒ کی اپنی تصانیف کے ساتھ دوسری کتب کے ملنے میں بھی عام لوگوں کو بڑی سہولت ہو گئی۔

اور اسی کتب خانہ یعنی "دینی بک ڈپو" سے مولانا محمد سعید صاحبؒ نے قرآن پاک کی یہ تفسیر شائع فرما کر "پدر چوں نتواند پسر تمام کند" کی مثل کو پورا کر دکھایا۔

مگر افسوس کہ مولانا حافظ محمد سعید صاحبؒ کی عمر نے بھی جن کو اللہ نے حضرت مولاناؒ کا صحیح جانشین اور ہم شبیہ بنایا تھا کچھ وفا نہ کی، اور قرآنِ پاک کی اس تفسیر کی اشاعت کے بعد وہ بھی بہت جلد والدِ مرحوم کے پاس آغوشِ رحمت میں جا سوئے۔ اللہ تعالیٰ تا ابد اُن دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

مولاناؒ نے اپنی حیات میں ایک اور کتاب "موت کا جھٹکا" بھی مرتب فرمائی تھی جس کی تکمیل مولانا محمد سعیدؒ نے کی اور وہ ان کی وفات کے بعد دینی بک ڈپو سے شائع ہوئی ہے۔ اسی کے ساتھ حضرت مولاناؒ کی غیر مطبوعہ تصانیف اور مکاتیب بھی دینی بک ڈپو نے شائع کر کے عوام و خواص کے استفاضہ کی شاہراہ قائم کر دی ہے جس کا سہرا مولانا محمد سعید صاحبؒ کے خلفِ اکبر مولوی ارشد سعید کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، اور اُن کی زیرِ نگرانی دینی بک ڈپو کو بامِ عروج پر پہنچا دے، آمین۔

آپ کی زیرِ نظر کتاب کی بھی ایک تاریخ ہے، مولانا محمد سعیدؒ نے اپنی وفات سے چند سال پیشتر مجھ سے حدیثِ پاک کی ایک مخصوص کتاب کے ترجمہ کی فرمائش کی تھی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ میں پہلے ابوداؤد شریف کا اُردو ترجمہ کر چکا ہوں جس کو مجیدیہ پریس نے شائع کیا تھا، مگر سوء اتفاق سے وہ کتاب جس کو مولانا چاہتے تھے اس وقت میسر نہ آسکی۔ آخر مولانا محمد سعید صاحبؒ نے غور و فکر کے بعد ایک ایسے ادبی اور اخلاقی مجموعہ کی تیاری شروع کی جس کا نام موصوف نے حکایتوں کا گلدستہ تجویز کیا تھا مگر ان کی حیات میں اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔

سالِ گذشتہ مولانا ارشد سعید سلمہٗ، مالک دینی بک ڈپو نے اپنی مصروفیت اور عدیم الفرصتی کے باعث مجھ ناچیز سے فرمائش کی کہ میں اس کام میں موصوف کا ہاتھ بٹاؤں اور میں نے اپنے اوپر مولانا کا حق سمجھ کر اس کا وعدہ تو کرلیا مگر اپنی معذوری اور متواتر علالت کے باعث اس کام کو جلد پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکا تاہم کوشش جاری رکھی اور خدا کی مدد اور توفیق شاملِ حال رہی وقت اور موقع ملنے پر تھوڑا تھوڑا کام کرتا رہا جس کو آج آپ گلدستہ حکایات کی شکل میں دیکھ رہے ہیں اگرچہ اس کی حکایات مختلف معتبر کتابوں "حکایا الصالحین" قلیوبی، گلستانِ سعدی سے انتخاب کی گئی ہیں، لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ حضرت مولانا رحؒ کی اسی کدوکاوش کا نتیجہ ہے جس کی بنیاد موصوف نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم کی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موصوف کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور دینی بک ڈپو کو ایسی ترقی دے جو حضرت مرحوم کی تصانیف کو بار بار شائع کر کے زیادہ سے زیادہ دینی خدمات انجام دیتا رہے۔

اُمید ہے کہ آپ اس کتاب نیز دینی بکڈپو کی دوسری مطبوعات کے مطالعہ کے ساتھ بانیانِ ادارہ کی روحوں کو ایصالِ ثواب فرما کر اجرِ دارین حاصل کرتے رہیں گے۔

نیازمند:۔ خادم العلماء والحکماء عبد الاوّل قاسمی مترجم ابوداؤد وغیرہ

مہتمم جامعہ عربیہ انوار الاسلام جامع مسجد اجراڑہ۔ ضلع میرٹھ۔

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

---

نوٹ:۔ مولانا عبد الاوّل صاحب قاسمی کا بھی ماہ دسمبر ۱۹۸۷ء میں انتقال ہو گیا۔ کتاب کا مطالعہ کرنے والے حضرات مرحوم کو بھی دعائے مغفرت میں یاد رکھیں۔ ارشد سعید غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حکایت ۱

## لطفِ خداوندی

حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار بندہ اپنی پریشان حالی کے باعث دربارِ خداوندی میں قبولیت کی اُمید پر ہاتھ پھیلائے گا مگر پروردگارِ عالم اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائیں گے، پھر وہ گنہگار بندہ اپنے گناہوں کی مغفرت کی درخواست کرے گا لیکن پھر بھی باری تعالیٰ اس کی دُعا پر التفات نہ فرمائیں گے، پھر ایک مرتبہ گریہ وزاری کے ساتھ اپنے مولا کے دربار میں ہاتھ پھیلا کر دُعا مانگے گا تو جس طرح ماں باپ کو اپنے ضدی بچے کے رونے پر رحم آجاتا ہے اور وہ اس کی ضد پوری کر ہی دیتے ہیں اسی طرح رحمتِ الٰہی جوش میں آکر کہے گی اے میرے فرشتو! مجھے تو اب اپنے بندہ کی گریہ وزاری اور مسلسل مانگتے رہنے پر شرم محسوس ہونے لگی خصوصاً جبکہ میرے علاوہ اس کا کوئی سُننے والا اور قبول کرنے والا ہے ہی نہیں۔ لہٰذا میں نے اس کی دعا قبول کرلی اور اُمید پوری کردی۔ (گلستان سعدی)

## ۲۔ حکایت۔

## صدقہ کی فضیلت

حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص جنگل میں تھا اسے ایک بدلی نظر آئی اور اسی کے ساتھ ایک آواز سُنی کہ کوئی کہنے والا اس بدلی سے کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص کے کھیت کو پانی دے ــــ چنانچہ اس آواز کے

سُنتے ہی وہ بدلی روانہ ہوئی اور ایک چٹیل میدان میں پہنچ کر برسی جہاں سے اس کا پانی جمع ہو کر ایک نالی کے ذریعہ بہہ چلا۔ یہ دیکھ کر جس شخص نے وہ آواز سُنی تھی وہ اس پانی کے ساتھ ہولیا، دیکھتا کیا ہے کہ وہ پانی اس نالی کے ذریعہ سے ایک باغ تک پہونچ گیا جہاں ایک شخص پھاوڑا لئے اپنے باغ میں پانی پھیر رہا ہے یہ دیکھ کر اس شخص نے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے وہی نام بتایا جو اس شخص نے بدلی میں سُنا تھا اس کے بعد باغ والے نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آپ میرا نام کیوں معلوم کر رہے ہیں تو اس نے تمام واقعہ بتا کر معلوم کیا کہ آخر آپ اب کیا عمل کرتے ہیں جس کی اس قدر مقبولیت ہے۔ اس وقت اس باغبان نے بتایا کہ آپ کے معلوم کرنے پر اب مجھے کہنا ہی پڑا میرا عمل صرف اس قدر ہے کہ میں اس باغ کی کُل پیداوار میں سے ایک تہائی خدا کے نام پر صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی اپنے اہل وعیال کے مصارف کے لئے رکھ لیتا ہوں باقی ایک تہائی پھر اسی باغ پر صرف کر دیتا ہوں (بہشتی زیور)

معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والے کے کام اللہ تعالیٰ غیب سے پورے کر دیتا ہے جو اس کی قدرت سے بعید نہیں۔

## ۳ حکایت

## نافرمانی کا انجام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد اصحاب کرامؓ سے دریافت فرما لیا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو آپ اس کی تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ

نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا اور کسی نے بھی خواب کا تذکرہ نہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج خود میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے ہیں جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک مقدس سرزمین کی طرف لے چلے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ میں زنبور لئے ہوئے کھڑے اُس بیٹھے ہوئے شخص کے کلّے چیر رہا ہے اور جب ایک کلّا گدّی تک چِر جاتا ہے تو دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے اور اتنی دیر میں اُس کا پہلا کلّا درست ہو جاتا ہے مگر وہ شخص پھر اُس کے ساتھ یہی عمل کرتا ہے یہ دیکھ کر میں نے دریافت کیا آخر یہ کیا بات ہے؟ تو وہ دونوں کہنے لگے آگے چلئے، ہم آگے چلے تو ایک ایسے شخص پر سے گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اپنے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر لئے اُس لیٹے ہوئے سر کو نہایت بے دردی سے کچل رہا ہے، چنانچہ جب وہ شخص اس کے سر پر زور سے پتھر مارتا ہے تو پتھر لڑھک کر دور جا پڑتا ہے اور وہ شخص ابھی اس پتھر کو لانے بھی نہیں پاتا کہ اس کا سر پھر درست ہو جاتا ہے اور پھر وہ اسی طرح اس کا سر پھوڑتا ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ تو وہ دونوں آدمی کہنے لگے آگے چلئے۔ جب آگے چل کر ہم ایسے غار پر پہنچے جو تنور کی طرح اندر سے کشادہ تھا اور اوپر سے تنگ جس میں آگ دہک رہی تھی۔ اور بہت سے مرد عورت اس میں پڑے تھے جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے تو وہ سب اوپر اٹھ آتے اور نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ اور جب آگ نیچے بیٹھتی تو اس کے ساتھ نیچے چلے جاتے تھے، یہ دیکھ کر میں نے معلوم کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو وہ دونوں کہنے لگے آگے چلئے، آگے چل کر ہم نے دیکھا کہ ایک خون کی نہر

میں ایک شخص کھڑا ہے اور دوسرا شخص نہر کے کنارے پر کھڑا ہے جس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں جس وقت اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا اور نکلنا چاہتا ہے تو کنارے والا شخص اس زور سے اس کے مُنہ پر پتھر مارتا ہے کہ وہ پھر اسی جگہ پہونچ جاتا ہے پھر نکلنا چاہتا ہے تو مارکر اس کو اسی جگہ پہنچا دیتا ہے۔ اس حال کو بھی میں نے معلوم کرنا چاہا تو وہ دونوں کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ آگے چل کر ہم ایک ایسے سرسبز شاداب باغ میں پہنچے جس میں ایک بڑے درخت کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اسی درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے جس کے سامنے آگ جل رہی ہے جس کو وہ دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھ کو اس درخت پر چڑھا لے گئے جس کے درمیان میں ایک خوبصورت مکان تھا وہ دونوں مجھے اس مکان میں لے گئے، اتنا عمدہ مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا جس میں بہت سے بوڑھے، جوان اور بچے موجود تھے۔ پھر باہر لاکر اس سے بھی اوپر لے گئے جہاں پہلے گھر سے بھی زیادہ عمدہ مکان تھا جس میں صرف بوڑھے اور جوان تھے اب میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تمام رات تم مجھے لئے پھرے ہو آخر ان اسرار کی حقیقت سے بھی تو آگاہ کرو۔ جب انہوں نے بتایا کہ جس شخص کے کلّے چیرے جا رہے تھے وہ جھوٹا شخص ہے جس کی جھوٹ باتیں دُنیا میں مشہور ہو جاتی تھیں، قیامت تک وہ اسی سزا میں مبتلا رہے گا۔ اور جس کا سر پھوڑا جا رہا تھا وہ ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن عطا فرمایا، مگر رات کو وہ غافل ہو کر سو رہتا اور دن کو اس پر عمل نہ کرتا تھا، قیامت

تک وہ اس عذاب میں مبتلا رہے گا، اور آگ کے غار میں زناکار پڑے ہیں اور خون کی نہر میں سود خوار ہے۔ ہاں وہ بڑے میاں جو سرسبز درخت کے نیچے بیٹھے تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اُن کے گرد لوگوں کی نابالغ اولاد۔ اور اسی درخت کے قریب جو آگ دھونکنے والا شخص آپ نے دیکھا وہ مالکِ داروغہ دوزخ ہے اور درخت کے اوپر وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور دوسرا شہیدوں کا ہے۔ ہم دونوں آدمیوں میں میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگے ذرا سر اوپر اُٹھایئے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے اوپر ایک سفید بادل مجھے نظر آیا وہ کہنے لگے یہ آپ کا گھر ہے اس پر میں نے کہا تو مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں اس پر انہوں نے کہا نہیں ابھی آپ کی عمر پوری نہیں ہوئی اگر پوری ہو چکی ہوتی تو ابھی چلے جاتے۔ (بہشتی زیور)

فائدہ:۔ انبیا کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، اس سچی حکایت سے جھوٹ، بے عملی، یعنی قرآنِ پاک کا علم ہونے کے باوجود جو اس پر عمل نہ کریں اور غفلت اختیار کریں، نیز زناکار اور سود خوار کی سزاؤں کا حال نابالغوں، عام مسلمانوں اور شہداء کے درجات کا حال معلوم ہوا اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ رکھے اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

۱۴ حکایت۔

## اطاعتِ الٰہی کا ثمرہ

کسی صابر و شاکر اور عیال دار شخص کی بیوی بڑی بد زبان اور ناشکر تھی جس کی وجہ سے وہ صاحب ایمان سخت پریشان رہتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ جب دو تین روز تک کچھ کھانے کو میسر نہ آیا تو اس عورت

نے اپنے شوہر کو بہت کچھ سخت و سُست کہا کہ بال بچے بھوک سے مرے جاتے ہیں اور تو نکھٹو گھر میں بیٹھا ہے کچھ تو شرم کر اور کما کر لا تاکہ بچوں کی مصیبت دور ہو۔ یہ سُنکر شوہر کہنے لگا کہ خدا کی بندی رات کے وقت شور و غل نہ مچا میں صبح کو کچھ مزدوری کر لاؤں گا اور جو کچھ اُجرت ملے گی تیرے سامنے لا کر رکھ دوں گا۔ چنانچہ جب وہ اللہ کا بندہ صبح کو مزدوری کرنے گیا تو کسی نے اس کی بات نہ پوچھی، باقی سب مزدور اپنے اپنے کام پر لگ گئے جب اس بندۂ خدا نے یہ حال دیکھا تو جنگل میں جا کر عشا تک عبادتِ الٰہی میں مشغول رہا اور رات کو چپکے سے گھر میں جا پڑا کہ خالی ہاتھ دیکھ کر خدا جانے عورت کیا طوفان برپا کرے گی، صبح اُٹھ کر پھر کہیں سے مزدوری کر لاؤں گا۔ رات کو جب عورت کی آنکھ کھُلی تو کہنے لگی، میاں! اب تک کہاں تھے اور کیا کما کر لائے؟ اس نے جواب دیا میں نے جس کی مزدوری کی ہے وہ بڑا رحیم و کریم ہے اس نے کل کو مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس پر عورت نے جھلا کر کہا ہمارے بال بچے تو بھوکے مر رہے ہیں اور آپ وعدہ کرتے پھرتے ہیں پھر صبح کو وہ شخص مزدوری کے لئے آیا مگر خدا کی شان پھر بھی اس کو کسی نے نہ پوچھا اور وہ مجبور ہو کر اسی مقام پر جنگل میں عبادتِ الٰہی اور گریہ و زاری میں عشاء تک مصروف رہا۔ بڑی رات گئے جب ڈرتے ڈرتے گھر میں گیا تو وہ عورت کہنے لگی دونوں دن کی مزدوری لائے ہو؟ اس بیچارے نے گھبرا کر کہا آقا نے کل تینوں دن کی مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہے یہ سُنتے ہی عورت آگ بگولہ ہو کر کہنے لگی اپنا بھلا چاہتے ہو تو صبح کو تینوں دنوں کی مزدوری لے آؤ ورنہ منہ نہ دکھانا۔ صبح کو اس عورت نے ایک تھیلی اس مرد کے حوالے کر کے کہا، تینوں دن کی مزدوری اس میں لے آنا اور خبردار خالی ہاتھ گھر میں

نہ آنا یہ سن کر اس بندۂ خدا کی نظر عالمِ اسباب سے اٹھ کر مُسبّب حقیقی کی طرف جا پڑی اور اسی وقت سیدھا جنگل میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا اور بہت رات گئے عورت کے خوف سے اس تھیلی میں ریتا بھر لایا کہ رات اس حیلہ سے گذر جائے گی اور عورت کے ٹرّانے کی آفت سے بچ جاؤں گا۔

مگر جس وقت گھر کے دروازے میں پہونچے تو عورت کا ڈر اس قدر غالب ہوا کہ خدا جانے آج کیا آفت برپا کرے گی اس لئے اس نے تھیلی ڈال کر واپسی کا ارادہ کر لیا مگر اچانک گھر میں سے ایسی خوشبو آئی جس نے دل و دماغ کو معطّر کر دیا اور وہ عورت خوش ہوتی ہوئی گھر سے نکل آئی، اس خدا کے بندہ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگی کہ اندر چل کر اس کی حقیقت سنو اور خدا کا شکر ادا کرو یقیناً تم سچ کہتے تھے اور تمہارا مزدوری دینے والا ابھی سچا ہے واقعہ یہ ہے کہ میں بچوں کے کھانے پینے کی فکر میں مدہوش بیٹھی تھی اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے جا کر دیکھا کہ ایک سبز پوش سوار دروازے پر کھڑا کہہ رہا ہے لے اپنے شوہر کی تین دن کی مزدوری لے لے اور اب اس کو کچھ ایذا نہ دینا، اور اس سے کہہ دینا کہ جس قدر تو نے مزدوری کی تھی اسی قدر اُجرت مل گئی، زیادہ کرتا تو اور زیادہ پاتا آئندہ اس کا خیال رکھنا۔ پس طباق اس نے دیا ہے جس میں پچاس درہم ہیں اور دم بدم اس کی خوشبو دل و دماغ کو معطّر کر رہی ہے یہ سنکر وہ بندۂ خدا گریہ وزاری کے ساتھ خدا کی حمد و ثنا میں کھو گیا، اور عورت اس کا شکستہ حال دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بارِ خدایا یہ کیا معاملہ ہے، خوشحالی میں یہ پریشان حالی کیسی؟

چنانچہ جب ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ اے ناشکر عورت حقیقت یہ ہے کہ تینوں دن میں نے کسی کی مزدوری نہیں کی بلکہ دن اور رات عبادتِ الٰہی میں مشغول رہا رات کو آ کر تیرے خوف سے یہ حیلہ کر دیتا تھا کہ آقا نے کل مزدوری دینے کو کہا ہے مگر میرے مالکِ حقیقی نے اپنے غلام کو سچا کر دکھایا اور تیری رات دن کی آفت سے مجھ کو نجات دیدی اس پر جتنا بھی اس کا شکر ادا کروں کم ہے دیکھ آج میں اس تھیلی میں تیرے ڈر سے ریتا بھر کر لایا ہوں تو اس کو خالی کرے اور ریتے کو پھینک دے جب اس کی بیوی نے چاہا کہ تھیلی خالی کرے تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تھیلی تو ایسے زر و جواہرات سے پُر ہے جن سے تمام گھر روشن ہو رہا ہے، یہ حال دیکھ کر اس مردِ صالح نے اپنی تمام عمر خدا کی شکر گذاری میں گذار دی (حکایات الصالحین)

فائدہ:۔ سبحان اللہ جو بندہ اپنے خدا پر بھروسہ کر کے اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد کرتا ہے۔

## ۵۔ حکایت۔

## ایک ولی اللہ کی مقبولیت

بصرہ کا ایک سردار ہمیشہ اُداس اور غمگین رہتا تھا، کسی نے اس سے دریافت کیا کہ آخر اس پریشانی کا سبب کیا ہے؟ اس پر سردار نے جواب دیا کہ بات کہنے کی نہیں پر کہی جاتی ہے، مجھ سے ایک ولی اللہ کی خدمت میں کچھ بے ادبی ہو گئی تھی اس لئے ڈرتا ہوں کہ قیامت کو اس کے مواخذے میں گرفتار نہ ہو جاؤں واقعہ یہ پیش آیا کہ میں ایک مرتبہ زیارتِ بیت اللہ کو چلا اور سب دوست و آشنا عزیز و اقارب رخصت کرنے آئے حسبِ دستور کچھ دعوت

چل کر میں نے سب کو لوٹا دیا مگر ایک شخص زید جو میرے خواص میں سے تھا واپس نہ ہوا اور اس نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ مجبور ہو کر میں نے اس کو جھڑک دیا کہ بیت اللہ کا جانا بھی کوئی آسان سمجھا ہے جو پیادہ پا چلنے کو تیار ہو گیا میرے ساتھ نہ آ! اور جس راہ سے تیرا جی چاہے چلا جا۔ کہنے لگا اے آقا کیا خدا اس پر قادر نہیں کہ تم کو زاد راہ جلد سے پہنچا دے اور مجھ کو بے یار و مددگار اور بلا توشہ یہ کہہ کر اس نے اپنی راہ لی اور میں اپنے راستے سے چلتا بنا راستہ بھر کہیں وہ مجھ کو نظر نہ آیا واللہ اعلم کہاں پوشیدہ ہو گیا۔

جب خدا کے فضل سے مناسکِ حج سے فارغ ہو کر میں مدینہ طیبہ کو چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ زید آ گیا، اور السلام علیکم کہہ کر میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ حج کر آیا؟ کہا ہاں! پھر میں نے ظرافتاً کہا حج کی سند بھی ملی تو کہنے لگا کیسی سند! وہ کس کام آتی ہے میں نے کہا حج کرنے والے کو بیت اللہ میں غیب سے چٹھی ملتی ہے جس میں لکھا ہوتا ہے فلاں ابن فلاں حج کو آیا تھا اور اس کا حج قبول ہو گیا پھر اسی سند کے ذریعہ قبر اور حشر کے عذاب سے نجات ہوتی ہے یہ سنکر زید روتا چلا آیا بیت اللہ کو واپس چلا گیا جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فارغ ہو کر لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ زید پھر آ گیا اور السلام علیکم کے بعد ایک چٹھی میرے سامنے رکھدی جو ایک نہایت عمدہ ریشمی کپڑے میں سبز خط سے زید کے عذاب قبر اور حشر سے نجات کے لئے لکھی تھی یہ دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے پھر ذرا سکون ہونے پر میں نے معلوم کیا کہ اے زید بتا تو اس کی حقیقت کیا ہے آخر یہ دولت بے مثال تجھ کو کس طرح میسر آئی۔ تب اس نے بتایا کہ ستو کھائی جب میں بیت اللہ پہنچا تو کعبۃ اللہ حاجیوں سے بالکل خالی تھا اس وقت میں نے

گڑگڑا کر زار و قطار رونا اور چلانا شروع کیا کہ اے مالکِ دو جہاں کیا غریب گنہگاروں کا حج بھی قابلِ قبول نہیں جو مجھ کو سند نہیں ملی کیا غریبوں کا کعبہ اور صاحب کعبہ اور ہے جو وہاں جاکر سند لاؤں مجھ کو قسم ہے تیرے عزت و جلال کی جب تک چٹھی نہ پاؤں گا کعبہ سے باہر نہ جاؤں گا اور روتے روتے یہیں مر جاؤں گا اچانک غیب سے آواز آئی کہ اے زید نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ لے ابھی یہ چٹھی میرے ہاتھ میں آگئی جس کو لے کر میں چلا آیا یہ سنکر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اللہ اللہ! اس شخص کا یہ عالی مرتبہ ہے جس سے میں آج تک واقف نہ تھا۔ پھر عزت و اکرام کے ساتھ میں اس کو اپنے ہمراہ بصرہ سے لے آیا اور وہ چٹھی نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ معطر و معنبر کر کے صندوق میں بند کر دی جب کبھی جی چاہتا تو کمال ادب و احترام سے نکال کر اس کی زیارت کر لیتا چومتا اور آنکھوں سے لگاتا تھا اور پھر محفوظ کر دیتا۔ اتفاقاً میں کہیں سفر میں تھا کہ میرے پیچھے زید کا وصال ہو گیا جب میں واپس ہوا تو اس خبر سے میرے قلق کی انتہا نہ رہی کہ افسوس میں ایسے ولی کی تجہیز و تکفین میں بھی شریک نہ ہو سکا پھر اچانک مجھ کو وہ چٹھی یاد آئی جو میرے بکس میں محفوظ تھی اب تو میں اور بھی بیتاب ہو گیا اور اپنے اوپر افسوس کرنے لگا کہ سفر کو جاتے وقت میں نے وہ چٹھی زید کو کیوں نہ دی، پھر اپنا مُہر شدہ صندوق منگا کر دیکھا جو اسی طرح با مہر بند تھا جب میں نے کھولا تو اس میں چٹھی نہ پائی اب تو میرے غم و الم کا کچھ ٹھکانہ نہ رہا اور ایک حشر کا عالم برپا ہو گیا، زار و قطار رونے لگا اور روتے روتے سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ طرح طرح سے سجی ہوئی جنت میں زید سر پر ایک تاج رکھے ہوئے زرق برق لباس

میں تختِ جواہر پر جلوہ افروز ہے اور اس کے چاروں طرف حوروں کے جمگھٹے ہیں میں نے قریب جا کر سلام کیا تو اس نے کہا اے آقا! اس قدر پریشان کیوں ہو میں نے کہا: مجھے یاد نہیں وہ چٹھی تو مجھے دیدی تھی کہنے لگا وہ تو بہ موجود ہے اور اس کی بدولت یہ دولت و حشمت مجھ کو حاصل ہوئی اب آپ کچھ تردد نہ کیجئے میں اپنی من مانی مُراد کو پہنچ گیا۔

فائدہ:۔ سُبحان اللہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سب مرادیں پوری کر دیتا ہے۔ (حکایات الصالحین)

۶۔ حکایت۔

## ذوالنون مصریؒ

حضرت ذوالنون مصریؒ جو بڑے پایہ کے اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں ایک مرتبہ سفرِ حج کے لئے کشتی پر سوار ہو کر جا رہے تھے جس میں امیر و غریب، تاجر و سوداگر، ہر قسم کے آدمی سوار تھے۔ اتفاقاً کسی سوداگر کا ایک قیمتی موتی گم ہو گیا اس نے کشتی کے تمام لوگوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ ایک شخص پر جو پھٹے ٹوٹے حال سے کشتی پر سوار تھا اس پر شبہ ہوا یہ دیکھ کر اس فرسودہ حال نے دربارِ الٰہی میں گریہ و زاری شروع کی کہ اے رب العزت عزت و ذلت تیرے ہی ہاتھ ہے، چنانچہ اس کی دعا مقبول ہوئی، اور یکایک ہزاروں مچھلیاں تیرتی ہوئی پانی پر آ گئیں، جن میں سے ہر ایک مچھلی اپنے منہ میں ایک ایک بے بہا موتی لئے ہوئے تھی اس درویش نے اس میں سے ایک موتی لے کر سوداگر کو دے دیا اور بلا خوف و خطر اسی وقت کشتی سے اُتر کر پانی میں چلا گیا، جب ہی سے ان کا نام ذوالنون (مچھلی والے) مشہور ہو گیا۔ (حکایات الصالحین بفائدہ)

یہ درویش وہی حضرت ذوالنون مصریؒ تھے جن کی مقبولِ بارگاہ ہونے کی یہ دلیل تھی کہ بجائے ایک موتی کے ہزاروں موتی قدرت نے نمودار کر دیئے۔

## ۷۔ حکایت۔

## دینداروں کی مقبولیت

کسی شہر میں دو میاں بیوی رہتے تھے جو نہایت محتاج، مگر دیندار اور دولتِ صبر و شکر کے تاجدار تھے ہر حالت میں شکرِ خدا بجا لاتے۔ ایک مرتبہ جب چند روز تک کچھ کھانے کو میسر نہ آیا تو مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ دو تین دن سے ہمارے گھر میں آگ تک نہیں جلی ایسا نہ ہو کہ ہمارے ہمسایوں کو ہمارا یہ حال معلوم ہو کر ملال ہو اور ہم ان کی نظروں میں حقیر معلوم ہونے لگیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم تنور میں آگ جلا دو تا کہ ہمسایوں کی یہ بدگمانی دور ہو جائے یہ سنکر اس نیک سیرت بیوی نے ایسا ہی کیا، تنور سے دھواں اُٹھتا دیکھ کر کوئی پڑوسن آگ لینے آئی۔ دیکھتی کیا ہے سارا تنور روٹیوں سے بھرپور ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے اس نیک سیرت بیوی سے کہا کہ تنور میں روٹی لگا کر ایسی بے خبر ہو گئیں کہ پھر خبر بھی نہ لی، یہ سُن کر گھر والی عورت نے جا کر تنور کو دیکھا تو واقعتہً قدرتِ خدا کا عجیب تماشا نظر آیا اور تنور کو روٹیوں سے لبریز پایا جن کو نکال کر اس نے شوہر کے سامنے لا رکھا اور وہ خود حیرت میں ہو گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے، یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے بتایا کہ اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے، وہ قادرِ مطلق تو اس سے بھی زیادہ ہزاروں قدرتیں رکھتا ہے۔ پھر سب گھر والوں نے خوب شکم سیر ہو کر روٹیاں کھائیں اور خدا کا شکر ادا کیا۔

اب عورت نے قرینے سے پہچانا کہ میرا شوہر صاحبِ کرامت ہے اور یہ سب کچھ اس کی قوتِ ایمانی کا ظہور ہے۔

کہنے لگی جناب باری میں ایسی دعا کرو کہ وہ ہم کو کوئی ایسی چیز عنایت فرما دے جس سے دنیا کے روز روز کے فکر دور ہو جائیں۔ اور فارغ البالی کے ساتھ ہم دن رات خدا کی عبادت میں لگے رہیں شوہر نے کہا وہ ہمارے سب حال سے واقف ہے اور جو اس کے نزدیک بہتر ہوتا ہے اپنے بندوں کے ساتھ وہی کرتا ہے، اس میں عرض معروض کی کیا حاجت ہے۔ مگر جب عورت نے زیادہ مجبور کیا تو ایک دن آخری شب میں جو اجابتِ دعا کا وقت ہے دعا کی میرے مولا تو ہمارے حال سے اچھی طرح واقف ہے، تیرے سامنے کسی بات کے عرض کرنے کی حاجت نہیں مگر تیری لونڈی نے مجھے مجبور کر دیا ہے اگر تو چاہے تو اس کی اُمید پوری کر دے اور اس غلام کو اس کی کشاکش سے نجات دے چنانچہ اس کی دعا پر ایک طاق سے کوئی ہاتھ باہر نکلا جس میں ایسا روشن جوہر تھا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا، پھر وہ ہاتھ غائب ہو کر طاق بند ہو گیا، یہ دیکھ کر شوہر نے بیوی کو جگایا کہ جلدی اُٹھ خدا نے تیرے دل کی مراد پوری کر دی یہ سُنکر وہ عورت جھنجھلاتی ہوئی بیدار ہوئی کہ مجھ کو کیوں جگایا میں تو ایک لطیف خواب دیکھ رہی تھی کہ جنت ہر طرح سے سجی ہوئی ہے اور اس میں ایک نہایت عمدہ مکان زر و جواہر سے بنا ہوا اس قدر مزین اور روشن ہے جو آفتاب عالم تاب کو شرماتا ہے اس کی زرق برق دیکھ کر میں حیرت سے کھوئی ہوئی تھی جب کچھ ہوش آنے پر میں نے پوچھا یہ عالی شان مکان کس خوش نصیب کو ملے گا تو جواب ملا تم دونوں

میاں بیوی کے لئے ہے یہ سُنکر میری خوشی کی انتہا نہ رہی پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ایک روشن موتی اس مکان سے گم ہو گیا اور وہ مکان بدنما اور بدزیبا معلوم ہونے لگا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہوا تو جواب ملا کہ وہ روشن موتی جس سے تیرا مکان روشن تھا تیری خواہش کے مطابق دنیا میں چلا گیا، جس قدر تو دنیا میں راحت و آرام اور رونق و آسودگی چاہے گی اسی قدر یہاں کی راحتوں میں کمی آجائیگی یہ سُن کر میں بدحواس ہو گئی اور دنیا کی لذت و آرام سے بے نیاز۔ میں اسی کش مکش میں تھی کہ تم نے مجھے جگا دیا، لہٰذا بارِ خدا جناب باری میں پھر دعا کیجئے کہ یہ روشن موتی جہاں سے گم ہوا ہے پھر اپنے مقام میں چلا جائے۔ کیوں کہ دنیا کی حیات بے ثبات پر باقی مکان کو ناقص بنا دینا سخت حماقت ہے، چنانچہ اس کے شوہر نے پھر کمال گریہ وزاری سے عرض کیا کہ خداوند تو بڑا رحیم و حکیم ہے تو نے اپنی لونڈی کو جنت کی لذتوں کا مزہ چکھا کر دنیاوی لذتوں سے چھڑا دیا اور اس طرح ایک مخالف کو موافق بنا دیا میں تیری اس عنایت کا کس زبان و دل سے شکر ادا کر سکتا ہوں تو اچانک اسی طاق سے پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس روشن گوہر کو لے جا کر اس کے مقام پر پہنچا دیا۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اللہ کی کیا عجیب قدرت ہے کہ اپنے فرمانبردار بندوں کو دنیا ہی میں جنت کے دیدار سے مشرف فرما دیتے ہیں۔

## حکایت۔

## ۸۔ صدقہ کی فضیلت

حضرت عمر بن عبدالرحمٰن اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو ایک پڑوسی نے آکر مجھ سے کہا صبح کو عید ہے اور میرے پاس بچوں کی

عیدی کے لئے کچھ نہیں ہے لہٰذا اگر آپ کچھ عنایت فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا مجھے اس کی اس پریشان حالی پر بڑا رحم آیا اور اپنے بچوں کی عیدی کے لئے جو پچیس ۲۵ درہم میرے پاس موجود تھے میں نے اس کو دیدیئے اس امید پر کہ خدا مجھ کو اور دے گا۔ خدا کی شان تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور کمال ادب سے میرے ہاتھ پیر چومنے لگا میں حیرت میں تھا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے جب میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے تو کہنے لگا میں آپ کے والد کا غلام ہوں عرصہ ہوا شیطان کے ورغلانے سے بھاگ گیا تھا اور ندامت کی وجہ سے منہ نہ دکھاتا تھا میرے پاس یہ ۲۵ اشرفیاں ہیں آپ میرے مالک ہیں جو چاہیں کریں میں وہ پچیس ۲۵ دینار لے کر خدا کا شکر کرتا ہوا گھر میں آیا اور گھر والوں سے کہا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے پچیس درہم کے بدلے پچیس ۲۵ دینار سُرخ عطا فرمادیئے ہیں میں نے اس خوشی میں اس غلام کو آزاد کردیا جس سے وہ بھی خوش ہوکر دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

(حکایات الصالحین)

فائدہ: سچ ہے جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس سے کئی گُنا عطا فرمادیتے ہیں۔

۹: حکایت۔

## فضیلتِ صدقہ

بنی اسرائیل کے کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا تھا کہ روٹی پکا کر کھیت میں لے آنا، چنانچہ جب عورت روٹی پکا کر لے چلی تو راستہ میں ایک سائل نے اس سے سوال کیا اور عورت نے روٹی کا ٹکڑا توڑ کر اس کو دیدیا

اور چلتے چلتے گود کے بچے کو کسی جگہ بٹھا کر رفع حاجت کے لئے چلی گئی، اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور بچے کو اٹھا کر لے گیا، عورت نے آکر دیکھا تو بچہ بھیڑیئے کے منہ میں تھا، وہ بیچاری یہ دیکھ کر بہت گھبرائی اور کچھ تو بن نہ پڑا بچے کی مامتا سے دل بھر آیا اور جناب باری میں گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی، اے پروردگار تیرے سوا اور کون میرا مددگار ہے، اس لق و دق جنگل کی تنہائی میں بس تو ہی میرے دل کی آواز کو سننے والا ہے۔ بار خدایا! میرے بچے کو اس مصیبت سے چھڑا دے اس عورت نے کچھ اس طرح آہ و بکا اور گریہ وزاری کے ساتھ دل کی گہرائی سے دربارِ الٰہی میں دعا کی کہ فوراً اس کی دعا مستجاب ہوئی۔ اچانک ایک بڑا جانور نمودار ہوا اور بھیڑیئے کی گردن پکڑ کر اس کے سامنے لا کھڑا کیا اور گویا ہوا کہ اے عورت تیرے اس ایک نوالہ ٹکڑے نے جو تو نے سائل کو دیا تھا تیرے اس بچے کو بھیڑیئے کے منہ کا لقمہ ہونے سے بچا لیا، چنانچہ اس عورت نے دیکھا تو اس کا معصوم بچہ بالکل صحیح و سالم تھا یہ دیکھ کر اس عورت نے اطمینان کا سانس لیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:- اللہ کی عجب شان ہے اپنے بندہ کی معمولی نیکی اور معمولی صدقہ کو بھی قبول فرما کر اس کے بدلے میں اس کو بے انتہا نعمت و رحمت سے نواز دیتا ہے۔

## ۱۰۔ حکایت۔ مقبولیتِ دعا

حضرت بایزید بسطامیؒ ہمہ وقت انوار الٰہیہ میں مستغرق رہتے تھے اور خدا کی راہ میں اس قدر کثرت سے خرچ کرتے تھے کہ ہمیشہ مقروض رہتے مگر ان کے مریدین میں سے اہلِ دولت خدمت گذار فوراً ان کا قرضہ ادا کر دیا کرتے۔ ایک مرتبہ اس قدر مقروض ہو گئے کہ کوئی صورت ادائیگی کی متصور نہ ہوتی تھی، اتفاقاً آپ بیمار ہو گئے تو یہ سُن کر قرض خواہوں نے سخت تقاضے شروع کئے، کسی خادم نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت قرض خواہوں کا سخت تقاضہ ہے آخر ان سے کس طرح پیچھا چھڑایا جائے، یہ سُنکر حضرت بایزید بسطامیؒ نے دربارِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا کہ الٰہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ میں اس مرتبہ بیحد مقروض ہو گیا ہوں جو کچھ بھی میں نے خرچ کیا سب تیری راہ میں کیا اپنے لئے کچھ نہیں کیا جب تک میں سالم و تندرست تھا تو قرض خواہوں کو اطمینان تھا اور میں گروی چیز کی طرح ان کے قبضے میں رہتا تھا مگر اب جب کہ وقتِ رحلت قریب ہے اور تو اپنے پاس بلا رہا ہے تو یہ بات دیانتداری اور راست سلکی سے بعید ہوگی کہ گروی چیز تو لے لی جائے اور زرِ دَین ادا نہ کیا جائے، لہٰذا پہلے بایزید کو قرضہ سے چھڑا، اور اس کے بعد اپنے پاس بلا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دروازے پر ایک سوار آیا ہے اور حضرت بایزیدؒ کے سب قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر دیا اور کہا کہ تم حضرت بایزیدؒ سے کوئی تعرض نہ کرو جب ان سب قرض خواہوں نے اپنا قرضہ ایک ایک پیسہ وصول کر لیا تب حضرت بایزیدؒ کی روح نے قفسِ عنصری پر پرواز کیا اور سب لوگوں نے

مل کر حضرت بایزیدؒ کی میت کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا، اس کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حضرت بتائیے تو سہی آخر کیسے کیسے چھٹکارا ملا؟ انہوں نے فرمایا کہ رحمتِ الٰہی کی کوئی حد و شمار نہیں حکم ہوا کہ میرے بایزیدؒ تو نے اس تھوڑے سے قرضہ پر مجھ کو ضامن بنایا اگر تو تمام دنیا کا مال بھی قرض لے کر خرچ کر دیتا تب بھی میں اس کو فوراً ادا کر دیتا۔

فائدہ:۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضروریات کس طرح غیب سے پوری کرتا ہے۔ (حکایات الصالحین)

## ۱۱ حکایت۔

## اہلِ کتاب کی مقبولیت اور خدا کے نام کی برکت

مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک مجوسی یعنی آتش پرست بادشاہ رہا کرتا تھا اور اسی شہر میں ایک نصرانی اور دوسرا مجوسی دو مشہور عالم رہا کرتے تھے، بادشاہ نے اپنے لڑکے کو اپنے مذہب کے مطابق مجوسی عالم کے پاس تعلیم حاصل کرنے کو بٹھا دیا لیکن وہ لڑکا سنِ شعور میں بھی اس قدر ذی شعور تھا کہ اپنے فارغ وقت میں راستے میں نصرانی عالم کے پاس جاکر مختلف مسائل معلوم کیا کرتا تھا، اتفاقاً ایک مرتبہ کہیں سے ایک اژدہا راستہ میں آکر پڑ گیا جس کے خوف سے آنے جانے والوں کا راستہ بند ہو گیا اور لوگوں نے اس لڑکے کو بھی روکنا چاہا اور سمجھایا کہ جان بوجھ کر کیوں موت کے منہ میں جاتا ہے نہ معلوم کتنے لوگوں کو اس اژدہے نے لقمۂ اجل بنا دیا ہے مگر وہ لڑکا کسی کے منع کرنے سے نہیں رکا اور کودتا پھاندتا اس اژدہے کے پاس جا پہنچا اور

ایک چھوٹا پتھر اُٹھا کر یہ کہہ کر اس اژدہے کے مارا کہ بارِ خدایا اگر یہ نصرانی عالم سچّا ہے تو اس پتّھر سے یہ اژدہا مر جائے، چنانچہ پتھر لگتے ہی وہ اژدہا مر گیا اور اہلِ کتاب و مجوسی کے حق و باطل کا فیصلہ کُھل کر لڑکے کے سامنے آگیا، اس کے بعد وہ لڑکا اس عالم نصرانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصّہ ان سے کہہ سنایا یہ سُنکر نصرانی عالم نے کہا کہ دیکھو یہ واقعہ تمام شہر میں مشہور ہو جائے گا، لیکن خدا کے لئے کسی کے سامنے میرا نام مت لینا ورنہ لوگ مجھے بہت پریشان کریں گے۔

چنانچہ جب وہ لڑکا اپنے گھر پہنچا تو یہ واقعہ معلوم ہونے پر جوق در جوق لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اور لڑکے سے معلوم کرنے لگے کہ اژدہے کی ہلاکت کا سبب کیا ہے اس پر لڑکے نے جواب دیا کہ اللہ میں بڑی قدرت ہے، اسی نے اپنی قدرت سے اژدہا کو ہلاک کر دیا ورنہ میری اور پتھر کی کیا حقیقت ہے کہ اژدہا کو ہلاک کر سکتے۔

شدہ شدہ جب یہ بات اس شہر کے ظالم بادشاہ تک پہونچی تو وہ بہت برانگیختہ ہوا اور حکم دیا کہ اس لڑکے نے تو مجھے بدنام کر دیا اور تمام قوم کے نام پر دھبہ لگا دیا لہٰذا فوراً اس کو کشتی میں بٹھا کر دریا میں غرق کر دیا جائے تاکہ خدا کے نام لینے والے کا قصّہ ہی پاک ہو جائے، اور آئندہ کو اس قسم کا کوئی خطرہ پیدا نہ ہو سکے، چنانچہ جب کشتی میں بٹھا کر اس کو دریا میں لے چلے تو کچھ دور چل کر کشتی اُلٹ گئی اور کشتی پر جو ظالم سوار تھے سب غرق ہو گئے مگر یہ لڑکا جس کے دل میں خدا کے نام کا نقش نگیں ہو چکا تھا بالکل

صحیح وسالم رہا۔

یہ واقعہ سُنکر وہ ظالم بادشاہ بہت جھنجھلایا اور حکم دیا کہ کسی اونچے پہاڑ پر لے جاکر اس لڑکے کو غار میں دھکیل دو تاکہ اس کی ہڈی پسلی کا بھی پتہ نہ رہے اور ہم کو اس مصیبت سے نجات مل جائے مگر جب لوگ اس کو لے کر پہاڑ پر گئے تو خدا کی قدرت آندھی کا ایک ایسا طوفان آیا کہ اس میں لڑکے کو لے جانے والوں کا کچھ پتہ نہ رہا مگر لڑکا خدا کی قدرت سے صحیح وسالم رہا اس کا بال تک بانکا نہ ہو سکا۔ اس واقعہ کو سُنکر تو وہ ظالم بادشاہ بالکل آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ فوراً جلادوں کو بُلا کر اس کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں کہ گوشت پوست اور ہڈی کا پتہ نہ رہے۔ یہ سُنکر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ بے وقت کیوں حماقت میں مبتلا ہے اگر تو اور تیرا سارا لشکر بھی جمع ہو جائے تب بھی میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ ہاں اگر تو یہی چاہتا ہے کہ اس مصیبت سے تجھ کو نجات مل جائے تو میرے کہنے پر عمل کر تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے تمام لاؤ لشکر اور تمام شہر والوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کر اور مجھ کو عُود کی لکڑی پر سولی کی طرح چڑھا کر پھر میرے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہہ کر مجھ پر تیر چلا کہ "تجھ کو تیرے خدائے برحق کے نام سے مارتا ہوں" اس تدبیر سے میں فوراً مر جاؤں گا چنانچہ اس ظالم اور عقل باختہ نا عاقبت اندیش نے ایسا ہی کیا جو اس فرزند دانا کی حکمت سے نا آشنا تھا کہ جب بادشاہ اپنے تمام لشکر اور اہلِ شہر کے روبرو یہ کہہ کر مجھ پر تیر چلائے گا تو خود اپنی زبان سے اس کے

دین کا انکار اور دینِ حق کا اقرار سُن کر حاضرین ایمان لے آئیں گے ہمیری ایک جان کے بدلے بے شمار مخلوق کو ایمان کی دولت نصیب ہو گی اور میں کیوں نہ اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر دوں۔ چنانچہ وہی ہوا جو لڑکے نے سوچا تھا کہ تیر لگتے ہی لڑکا تو جاں بحق ہو گیا اور حاضرین میں سے اکثر لوگ ایمان لے آئے۔ لڑکے کی موت سے مجمع پر اس قدر غم کے بادل چھا گئے کہ زار و قطار رونے چلانے کی آوازیں آنے لگیں اور لوگ یہ کہہ اُٹھے کہ ہم تو اس سچے لڑکے کے سچے خدا پر ایمان لے آئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو اپنے ظلم اور اپنی حماقت کا احساس ہوا کہ لڑکا کیا مرا یہ تو میری بادشاہت اور میرا مذہب سب کچھ تہہ و بالا کر گیا۔ آخر اس کے غصہ کی آگ اور تیز تر ہو گئی اس نے ایک گہرا گڑھا کھدوا کر آگ دہکا دی اور جو لوگ ایمان لے آئے تھے ان کو اس آگ میں ڈال کر جلانا شروع کر دیا۔

اتفاقاً اسی مجمع میں ایک عیالدار صاحبِ ایمان عورت بھی موجود تھی جس کو اس کافر و ظالم بادشاہ نے بہت ڈرایا دھمکایا کہ یا تو ایمان سے باز آجا ورنہ تیرے بچوں کو آگ میں جلا دیا جائے گا مگر اس خدا کی بندی نے جس کا دل ایمان کی روشنی سے منوّر ہو چکا تھا اس کا کچھ غم نہ کیا اور صاف جواب دیدیا کہ جو چاہے ظلم و ستم برپا کر مگر میں دولتِ ایمان سے نہ پھروں گی، چنانچہ ایک ایک کر کے اس کے بچوں کو آگ میں ڈال کر جلانا شروع کیا اور وہ صبر کے ساتھ دیکھتی رہی اُف تک زبان پر نہ لائی لیکن جب اس کے گود کے بچہ کو چھین کر آگ میں ڈالا تو ممکن تھا کہ بچہ کی ممتا غالب آجائے اور شیطان

ورغلا کر دولتِ ایمان پر ڈاکہ ڈالے خدا کی قدرت سے وہ معصوم بچہ گویا ہوا اور کہنے لگا کہ اماں ہرگز ملال نہ کرنا، صبر و شکر سے کام لینا، میرے سب بھائی جنت میں جا چکے میں بھی جا رہا ہوں۔ معصوم بچے کے ان الفاظ نے ماں کے دل کو ڈھارس دی اور اپنے ایمان پر قائم رہی لیکن کہاں تک صبر کرتی اپنے لختِ جگر سے گود خالی پا کر اس کے دکھے دل سے ایک چیخ نکلی جس کے ساتھ ہی اس گڑھے کی آگ کی لپٹ بڑھی جس کے شعلوں نے چالیس چالیس گز تک ظالم کافروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، نہ اس ظالم بادشاہ کا نام و نشان باقی رہا نہ وزیر اور لشکر ہی کا وجود، سب ظالموں کو ہاتھ کے ہاتھ ظلم کا نتیجہ مل گیا اور ظالم کی خودی کی حسرت دل کے دل میں رہ گئی ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ (حکایات الصالحین)

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

نتیجہ:۔ ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں۔ ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

۱۲۔ حکایت۔

## خوفِ خدا کی برکت

بیان کرتے ہیں کہ کسی شہر میں کوئی حسین و جمیل سوداگر سامان تجارت فروخت کر رہا تھا کہ کسی امیر گھرانے کی لونڈی کی نظر اس پر پڑی جس کو دیکھ کر

وہ سوداگر کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور خریداری کے حیلے سے سوداگر کو بلا کر ڈیوڑھی میں لے گئی اور امیر کی بیوی کو اس کے حسن و جمال سے مطلع کیا بیوی نے اس شہرۂ آفاق حسین سوداگر کو اندر بلا لیا اور اس کا حسن و جمال دیکھ کر از خود فریفتہ ہو گئی اور لونڈی کے ذریعہ سوداگر کو پیام دیا کہ وہ سوداگری چھوڑ کر رات دن ہمارے پاس رہے ہم اس کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں گے مگر اس خدا کے بندے نے ظاہری دولت کی خاطر پیامِ معصیت کو قبول نہ کیا، اس پر لونڈی نے کہا: اگر تو خوشی سے قبول نہیں کرے گا تو تجھے جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا یہ ماجرا دیکھ کر نوجوان حسین سوداگر بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا، بارِ الٰہا میں کس مصیبت میں گرفتار ہو گیا آخر اس نے جان پر کھیل کر لونڈی سے کہا اچھا مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ لونڈی نے جواب دیا: اچھا بالاخانہ پر جا کر اطمینان سے وضو کر کے نماز پڑھ لو، چنانچہ اس نوجوان سوداگر مردِ صالح نے اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ کر جنابِ باری میں دعا کی کہ الٰہ العالمین مجھے اس مصیبت سے چھڑا مجھے موت قبول ہے مگر یہ دولت و معصیت قبول نہیں اس دعا کے بعد اس نیک بخت نے ہمت کر کے اللہ کا نام لے کر بالاخانہ سے نیچے چھلانگ لگائی فوراً بحکمِ خدا سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کا پکڑ کر زمین پر اتار دیا اور اس طرح اس ایماندار کی جان بھی بچ گئی اور معصیت سے بھی خدا نے اس کو بچا دیا ۔

ایمان سلامت لے جائے یہ اس خدا سے ۔ چھنتی ہے اگر دولت تو چھن جا بلا سے

(حکایات الصالحین)

۱۳ - حکایت۔

## اولیاء اللہ کی وفات

جب امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رح کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے تمام عزیز و اقربا اور دوست آشناؤں کو علیحدہ کرکے دروازہ بند کردیا جب صبح کو ان کی بیوی نے اندر جاکر دیکھا وہ کفن پہنے ہوئے رو بقبلہ لیٹے ہیں تو یہ دیکھ کر ان کو بڑی حیرت ہوئی اور علماء وقت کو بلا کر حال معلوم کیا تو ان کو بتایا گیا کہ اللہ کے نزدیک پرہیزگاری اور تقوی کی بڑی قدر ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:-

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔۔۔ یعنی تم میں سے جو شخص خدا سے زیادہ ڈرتا ہے وہی خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے

حضرت عمر بن عبد العزیز بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اس لئے فرشتوں نے خدا کے حکم سے غسل دیکر ان کو حلۂ بہشتی پہنا دیا ہے، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، ہاں اگر تم چاہو تو تم بھی ان کو غسل دے سکتی ہو یہ اور بھی افضل ہے، چنانچہ جب غسل کے بعد نماز کی تیاری ہوئی اور صف آراستہ ہوکر امامت کے لئے مسلمہ بن عبد الملک بن مروان آگے بڑھا تو اچانک کسی نے اس کو زمین پر پٹخا، اس کے بعد الیاس بن حبیب کو امام بنایا گیا تو وہ بھی سینے میں دھکا لگنے سے گر گئے، یہ ماجرا دیکھ کر لوگ حیرت میں رہ گئے کہ آخر کیا تدبیر کی جائے امیر المومنین کا جنازہ بغیر نماز کے دفن کرنا پڑیگا اور پھر کسی کو جرأت نہ ہوئی، کہ امامت کے لئے آگے بڑھے۔ اتنے میں تکبیر کی

آواز آئی مگر امام کوئی نظر نہیں آیا اب لوگوں نے مل کر نماز ادا کی اس پر سب لوگوں پر عجیب ہیبت طاری ہوگئی تو علماء وقت نے بتایا کہ غالباً امیر المومنین کے جنازہ کی امامت حضرت خضر علیہ السلام نے فرمائی ہے کیوں کہ اللہ کے نزدیک ان کا درجہ بہت بلند تھا، اب ان کی تجہیز و تکفین کے تین یوم بعد ان کی قبر پر ایک رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ اللہ بزرگ و برتر کی جانب سے یہ عمر بن عبد العزیز کی نجات کی چٹھی ہے اس واقعہ نے لوگوں کو اور بھی حیرت میں ڈال دیا اور وہ چٹھی خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کی گئی جس کو دیکھ کر خلیفۂ وقت نے اپنے وقت کے علماء اور صلحاء کو جمع کر کے دریافت کیا کہ یہ چٹھی کس چیز پر لکھی ہوئی ہے مگر کسی کے ذہن نے وہاں تک رسائی نہیں کی لیکن حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہماری اُمت میں اصغر نامی ایک شخص کے لئے جنت کے درخت کے پتے پر نجات کا رقعہ لکھا جائے گا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ (حکایات الصالحین)

**فائدہ:**۔ سبحان اللہ! اللہ کے نیک بندوں کے کیسے عالی درجات ہیں، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

## حکایت ۱۴

## حضرت ذوالنون مصریؒ کی مقبولیت

حضرت ذوالنون مصریؒ بہت کم گو تھے ہر وقت دریائے محبت الٰہی میں مستغرق رہتے تھے اور لوگ ان کو مجنوں سمجھتے تھے، چنانچہ ان کا وصال ہوا

ہے تو شدید گرمی تھی جس میں کسی کو جنازے کے ہمراہ جلنے کی تاب نہ ہو سکی مگر چند کامل الایمان کسان حضرت کے جنازے کو لے کر چلے تو دیکھا کہ پرندے حضرت کے جنازے پر سایہ کیے چلے جارہے ہیں، حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر تمام شہر کے باشندے جنازے کے ساتھ ہو لئے اور کسی مسجد کے دروازے پر نماز کے لئے جنازہ لیجاکر رکھدیا، اتنے میں مسجد میں مؤذن نے اذان پڑھی تو ان باکرامت بزرگ نے کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُنکر کفن سے ہاتھ نکال کر انگشت شہادت بلند کی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر شہادت دی، یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور کفن کھول کر دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہیں کلمۂ شہادت پڑھ کر انگلی اُٹھا رہے ہیں مگر جب دیکھا تو وہ اسی حالت میں مُردہ تھے مگر انگشت شہادت اسی طرح کھڑی تھی چنانچہ نماز پڑھ کر سب نے بکمالِ ادب تجہیز وتکفین سے فراغت پائی، دوسرے دن دیکھتے ہیں کہ ان کی قبر پر ایسے جلی خط میں لکھا ہوا تھا جو کسی خط کے مشابہ نہ تھا کہ "ذوالنون حبیب اللہ نے اللہ ہی کے ذوق وشوق اور محبت میں اپنی جان نثار کی ہے جو اُن کے مقبولِ بارگاہ ہونے کی دلیل تھی۔

**فائدہ:-** سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کی ہر طرح مدد فرماتا اور درجات بلند فرما دیتا ہے۔

## ۱۵۔ حکایت

## حضرت عثمان رضؓ کے صدقہ کی فضیلت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں لوگ

قحط سے پریشان ہو کر حاضر ہوئے کہ تمام مخلوق بھوک سے پریشان ہے للہ کچھ تدبیر فرمائیے، حضرت صدیق رضؓ نے ارشاد فرمایا: تم مطمئن رہو آج انشاء اللہ کچھ تدبیر ہو جائے گی۔

چنانچہ دیکھا تو اسی روز شام کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دو سو اونٹ غلّہ سے لدے ہوئے مُلکِ شام میں آ پہونچے ان کو دیکھ کر سب لوگ خوش ہو گئے اور دلال حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دس گیارہ سیر تک غلہ کا بھاؤ لگانے لگے اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہمیں تو اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے لہٰذا ہم اسی کو کیوں نہ دیں جس سے زیادہ نفع کی توقع ہو، دلالوں نے عرض کیا کہ شہر میں تو اس سے زیادہ نرخ پر کوئی خریدے گا نہیں اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ بے شمار نفع دینے کا وعدہ فرمایا ہے پھر میں اور کسی کے ہاتھ غلّہ کیوں فروخت کروں، بس میں تو خدا ہی کے ہاتھ بیچوں گا اور یہ فرما کر تمام غلہ مساکین اور فقراء کو خوشی خوشی تقسیم کر دیا۔

اسی رات کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جنھوں نے یہ روایت بیان فرمائی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا حضورؐ عبداللہ تو مدت سے مشتاقِ دید اتھا، اللہ نے اس کی آرزو پوری کی آخر حضور کہاں تشریف فرما ہوئے ہیں کہ اس قدر ہشاش و بشاش ہو کر براق پر سوار تشریف لے جا رہے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج قحط زدہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلّہ تقسیم کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت ہی پسند آیا ہے اور اس کو قبول فرما کر اس صدقہ کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلّہ بہشتی سے

آراستہ و پیراستہ بیشمار حسین و جمیل حوریں انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور مجھے بھی ارشاد ہوا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی حضرت عثمان رضؓ کے اس تزک و احتشام کو ملاحظہ فرمائیے جو اس کے مالک نے اس صدقہ کے صلے میں عطا فرمایا ہے چنانچہ میں اس وقت اسی رحمتِ خداوندی کی رونق کو دیکھنے جا رہا ہوں جس سے پروردگارِ عالم نے حضرتِ عثمانؓ کو نوازا ہے۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:- اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اخلاص کے ساتھ صدقہ کیا جاتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بہتر جزا عطا کی جاتی ہے۔

## ۱۶۔ حکایت

## راہِ خدا میں دو روٹی کی فضیلت

حضرتِ عکرمہ رضؓ سے روایت ہے کہ کسی شہر کا حاکم بے حد ظالم اور مردم آزار تھا چنانچہ اس نے شہر میں منادی کرا دی تھی کہ جو شخص کسی فقیر کو کچھ دے گا اس کا ہاتھ کاٹ کر شہر بدر کر دیا جائے گا اتفاقاً کسی دن ایک بھوک کا مارا فقیر جو زندگی سے مایوس ہو چکا تھا شہر میں آ کر ایک عورت سے بڑی لجاجت اور عاجزی کے ساتھ کچھ طلب کرنے لگا عورت نے کہا بندۂ خدا کیا تو نے حاکمِ وقت کا حکم نہیں سنا جو میری ذلت و رسوائی کا سامان کرنا چاہتا ہے۔ کہنے کو تو اس نے یہ کہہ دیا مگر اس فقیر کی حالتِ زار کو دیکھ کر عورت سے نہ رہا گیا اور دو روٹیاں نکال کر اس فقیر کو دے ہی دیں اور کہنے لگی اب حاکم کا جو جی چاہے کرے مجھ سے تو بھوک کی حالتِ زار دیکھی نہیں جاتی۔

جب اس ظالم حاکم کو واقعہ کی خبر ملی تو اس نے عورت کا ہاتھ کٹوا کر اس کو شہر بدر کر دیا جس کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا شہر سے نکل جانے کے بعد وہ عورت جنگل و بیابانوں میں ماری پھرتی تھی کہ شدت گرمی کے باعث پیاس سے بے تاب ہو گئی مجبوراً کہیں پانی نہ ملا تو ایک نہر کے کنارے جا کر پانی پینے کو جھکی ہی تھی کہ اچانک وہ شیر خوار بچہ اس کی گود سے چھوٹ کر نہر میں جا پڑا جس سے وہ سخت بیقرار ہو کر کہنے لگی کہ افسوس میری یہ پیاس میرے فرزند دل بند کے خون کی پیاسی تھی بچہ کی جدائی اور بے تابی سے جب اس کا دل بھر آیا اور زار و قطار رونے لگی تو یکایک کیا دیکھتی ہے کہ دو خوبصورت نوجوان جو بہترین پوشاک سے ملبوس تھے ظاہر ہو کر اس عورت سے معلوم کرنے لگے آخر تو اتنی پریشان کیوں ہے اور زار و قطار رو رو کر تیرا یہ کیا حال بنا ہے جس پر کسی کا دست شفقت تیری طرف نہیں بڑھتا، عورت نے تمام حال اُن نوجوانوں سے کہہ سنایا بس اب کیا تھا فوراً ایک نوجوان دریا میں کودا اور اس عورت کے بچہ کو صحیح سلامت نکال لایا اور دوسرے نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو صحیح و درست کر دیا، اب وہ دونوں عورت سے کہنے لگے کہ تو نے ہمیں پہچانا بھی؟ عورت نے کہا نہیں تو وہ بولے ہم دونوں وہی تیری دو روٹیاں ہیں جو تو نے اللہ کے لئے اس بھوکے فقیر کو دی تھیں اور جن کے سبب تو ظالم کے ہاتھوں اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی خدا کا شکر ہے کہ اب انہیں دو روٹیوں کے صدقے سے نجات ملی ہے۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:۔ یہ حکایت اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ کا مصداق ہے۔ جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ ایک عورت صرف ڈو روٹی اللہ کی راہ میں ایک ضرورت مند کو دینے کے سبب سے بڑی مصیبت سے نجات پا گئی۔

## ۱۷۔ حکایت:۔

## خوفِ خدا سے گریہ وزاری

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوفِ خدا سے اس قدر آہ وبکا فرماتے تھے کہ ان کے رخساروں کے گوشت وپوست میں آنسوؤں کے بہنے سے غار پیدا ہو کر دانت نظر آنے لگے تھے، چنانچہ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کی مادر مشفقہ بھی زار وقطار روتی تھیں اور ان کے زخموں پر کپڑا رکھ دیتی تھیں مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خوفِ الٰہی سے گریہ وبکا کے باعث اس قدر آنسو بہتے جن سے وہ کپڑے بھی بہہ جاتے تھے غرضیکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دن رات رونے ہی سے کام تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کسی مجلس میں وعظ نہ فرماتے تھے کیوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قبر وحشر کے عذاب کے حالات سننے کی برداشت نہ تھی۔

چنانچہ ایک مرتبہ جب انھوں نے وعظ فرمانے کا ارادہ کیا تو دریافت کیا کہ اس مجمع میں کہیں یحییٰ تو نہیں ہے مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک طرف چھپے بیٹھے تھے اور کسی کو اطلاع نہ تھی۔ اس لئے سب لوگ خاموش رہے اور زکریا علیہ السلام نے اپنا وعظ فرمانا شروع کر دیا جس میں عذابِ دوزخ

اور عذابِ قبر کا ذکر تھا اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرئیلؑ وحی لیکر
آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ایک بڑا گڈھا بنایا ہے جس کا نام سکران
ہے اور ایک بلند پہاڑ بنایا ہے اس کا نام غضبان رکھا ہے اس عذاب سے
کوئی شخص پناہ نہ پائے گا سوائے ایسے شخص کے جو رات دن خوفِ الٰہی سے
اشکبار رہے، یہ سنکر حضرتِ یحییٰ ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش
ہو گئے اور جب ذرا افاقہ ہوا تو روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے اور سر میں خاک
ڈالتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے، یہ دیکھ کر سب لوگ بیقراری اور اضطراب
کی حالت میں روتے ہوئے ان کے پیچھے ہو لئے مگر کسی کو ان کا پتہ نہیں چلا
مجبوراً سب لوگ واپس چلے آئے اور آکر دیکھا تو یہاں حضرت زکریا علیہ السلام
بیہوش پڑے چلا رہے ہیں جن کو حفاظت کے ساتھ گھر لے گئے، یہ حال دیکھ کر
حضرتِ یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے دریافت کیا میرا یحییٰ کہاں ہے؟
جب لوگوں نے حالات سے آگاہ کیا تو پریشان ہو کر خود ہی حضرت یحییٰؑ
کی تلاش میں جنگل کو نکل گئیں اور بھوکی پیاسی تین دن تک برابر ڈھونڈتی
رہیں جب کچھ پتہ نہیں چلا تو انہوں نے ایک چرواہے سے معلوم کیا تم نے
کوئی ایسا آدمی دیکھا ہے جو روتا چلاتا سر میں خاک ڈالتا چلا جا رہا ہو تو
اس نے بتلایا کہ کل شام اس پہاڑ کی طرف سے رونے چلانے کی آواز
آرہی تھی چنانچہ ان کی والدہ نے جب اس پہاڑ میں جا کر تلاش کیا تو کیا
دیکھتی ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک گڑھے میں بیٹھے ہوئے عذابِ دوزخ
کی سختی سے واویلا کر رہے ہیں فوراً کلیجے سے لگا کر تسلی دی اور سمجھا بجھا کر گھر لے

آئیں اور کھانا سامنے رکھ کر کہنے لگیں کہ برائے خدا کچھ کھا پی کر سو رہو تاکہ قدرے اطمینان ہو جائے اور تمہاری کلفت اور پریشانی دور ہو، چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنی مادرِ مشفقہ کی دلداری کے لئے کچھ کھا کر سو رہے، صبح کو حضرت جبرئیلؑ نے ان کو جگا کر کہا کہ اے یحییٰ خدائے تعالیٰ تم پر رحمتِ کاملہ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اطمینان رکھو عنقریب تم جنت میں داخل ہو کر وہاں کی راحت و آرام سے مسرور ہو گے، یہ سُنکر حضرت یحییٰ علیہ السلام خوش ہوتے ہوئے پھر جنگل کو نکل گئے تھے اور پتہ نہیں چلا تھا کہ کہاں غائب ہوئے تھے۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ :۔ خدا کے سچے عاشق اور محبِ صادق اسی طرح اس کی محبت میں گم رہتے ہیں اور دیکھنے والے ان کی حقیقت سے ناآشنا ہیں

## ۱۸۔ حکایت

## بخشش کا بہانہ

حضرت منصور بن ذکین رحمتہ اللہ علیہ خوفِ الٰہی سے اس طرح روتے تھے جس طرح کوئی جوان بیٹے کی موت پر واویلا کرے کسی نے دریافت کیا کہ اے شیخ وقت آخر آپ کیوں اس قدر زار و قطار روتے اور چلاتے ہیں آپ دنیا دار تو نہیں ہیں کہ دنیا کے معاملات پر صدمہ پہنچا ہو، اَسّی برس سے عبادتِ الٰہی میں آپ مشغول ہیں پھر اس رونے دھونے کا سبب کیا ہے! جواب ملا کہ عبادت تو سب دیکھتے ہیں اور گناہ خدا کے سوا کوئی نہیں دیکھتا نہ معلوم میری کوئی عبادت قبول ہوئی یا نہیں، بس اسی لئے روتا اور گڑگڑاتا

ہوں کہ معبودِ حقیقی بندۂ ناچیز کی بندگی کو قبول فرمالے اور میرے گناہوں سے درگذر فرمائے اس کے بعد بیٹے کو وصیت کی کہ مرتے وقت میرا منہ قبلہ کی جانب کر دینا اور اگر میری آنکھوں میں آنسو اور منہ پر پسینہ دیکھو تو کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سے میری مدد کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو اور دفن کے بعد کلمۂ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بلند آواز سے پڑھنا تاکہ منکر نکیر کے جواب میں آسانی ہو، پھر جناب باری میں گریہ وزاری سے عرض کرنا کہ الٰہی یہ تیرا غلام ہے، سوائے گناہ کے اس کے پاس نیکی کا نام نہیں ہے اگر تو عذاب کرے گا تو وہ اس کے لائق ہے اور اگر تو بخشش کرے گا تو تو اس کے لائق ہے اس وصیت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور بیٹے نے کما حقہٗ وصیت پوری کی پھر دوسرے روز خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال گذرا جواب ملا کہ کچھ مت پوچھ بڑا نازک مقام ہے حساب کے وقت مجھ سے کہا گیا کیا نیک کمائی لایا ہے؟ میں نے کہا بستر ہ دلیلیں لایا ہوں جواب ملا ایک بھی قابلِ قبول نہیں یہ سنتے ہی میں تھرّا گیا اور حشر کا عالم برپا ہو گیا پھر پوچھا گیا اور بھی کچھ لایا ہے؟ میں نے کہا ہاں پندرہ لڑائیاں کفار سے لڑی ہیں حکم ہوا یہ بھی قبول نہیں پھر معلوم کیا اور بھی کچھ کہتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں سو ہزار درہم اللہ کی راہ میں دیئے ہیں حکم ملا یہ بھی قبول نہیں پھر تو میں ایسا گھبرایا کہ کوئی صورت نجات کی نہ رہی کیوں کہ جن چیزوں پر بھروسہ تھا وہ سب مسترد ہو چکیں اسی مایوسی کے عالم میں آواز آئی کیا تجھ کو یاد نہیں تو نے راستہ سے

ایک کانٹا اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا تھا کہ ایسا نہ ہو کسی راہگیر کو تکلیف پہنچے بس تیری اس نیکی کے بدلے ہم نے تجھے بخش دیا۔

(حکایات الصالحین)

فائدہ :۔ رحمتِ حق بہا نمی جوید، رحمتِ خدا بہانہ می جوید۔ خدا کی رحمت کسی کی عبادت کی بھوکی نہیں اس کو تو بخشش کے لئے کوئی بہانہ چاہیئے۔

۱۹۔ حکایت :۔

## خوفِ الٰہی اور یقینِ کامل

حضرتِ عمر رضؓ نے ایک مرتبہ اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت سعید حمصیؒ کو کسی شہر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا اور سال پورا ہونے پر حکم بھیجا کہ مع بیت المال کے یہاں چلے آؤ، چنانچہ جب وہ حاضر ہوئے تو ان کے پاس صرف ایک لاٹھی، لوٹا، اور ایک پیالہ تھا، یہ حال دیکھ کر امیر المومنین نے فرمایا خیر تو ہے کیا کچھ بیمار ہو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی آب و ہوا تم کو موافق نہیں آئی؟ یہ سُنکر حضرت سعیدؒ نے عرض کیا میں تو بفضلہٖ تعالیٰ اچھا ہوں اور ضروری سامان بھی رکھتا ہوں یہ سُنکر حضرت عمر رضؓ نے دریافت کیا وہ سامان کیا ہے؟ تو حضرت سعیدؒ نے جواب دیا کہ یہی تینوں چیزیں لاٹھی، لوٹا، اور پیالہ۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا وہاں کی رعایا نے سرکشی کی اور تمہاری تابعداری نہیں کی اس کے بعد دوسرا حاکم مقرر کر کے حکم دیا کہ زرِ سرکار جلد وصول کر کے بھجوا دو اس سلسلہ میں لوگوں کا کوئی عذر نہ سنو، پھر حضرت عمرو بن سعیدؒ سے فرمایا کہ تم کو از سرِ نو سند

لکھدوں تو انہوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین مجھے تو خدارا اس خدمت سے معاف رکھئے کیوں کہ حکومت میں آفات بہت ہیں مجھے اندیشہ ہے کسی مواخذہ الٰہی میں گرفتار نہ ہو جاؤں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شرمندہ ہونا پڑے۔ یہ سُنکر امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے اور حضرت عمرو بن سعید رح اُٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد امیرالمومنین رضہ نے سو دینار سُرخ دیکر خادم کو حکم دیا کہ عمرو بن سعید رح کو تلاش کر کے چپکے سے دے آؤ۔ خادم نے یہ حکم پاکر تین دن برابر تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہیں چلا۔ اتفاقاً جب وہ ملے تو معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ خادم نے سلام و پیغام کے بعد وہ سو دینار ان کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کرض کہ خلیفۂ وقت نے آپ کو یہ رقم عنایت فرمائی ہے۔ اس کو دیکھ کر حضرت سعید رح زاروقطار رونے لگے خادم نے متحیر ہو کر کہا۔ آخر آپ اس طرح اس قدر کیوں روتے ہیں تو جواب دیا کہ میں نے تو صحبتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی دولت کا مزہ چکھا ہے لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ اس دولتِ ناپائیدار کی بدولت دولتِ پائیدار سے محروم نہ ہو جاؤں۔ اس کے بعد وہ دینار لے لیا اور اس میں سے پانچ چھ دینار لے کر باقی سب غربا کو تقسیم کر دیا ایک مدت کے بعد جب حضرت امیرالمومنین رضہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو دریافت کیا کہ وہ سو دینار کیا کئے۔ تو حضرت سعید رح نے عرض کیا کہ اللہ کے حوالے کر دیئے۔ قیامت کو لے لوں گا۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ: سچ ہے جس کا ایمان اور یقین اللہ پر ہوتا ہے اس کی امانت کی حفاظت اللہ سے زیادہ کون کر سکتا ہے۔

۲۰۔ حکایت۔

## حضرت عثمانؓ کی سادہ زندگی

حضرت عثمانؓ انتہائی دولت مند اور صدہا کنیزوں اور غلاموں کے مالک تھے اس وجہ سے آپ کو عثمانِ غنیؓ کہا جاتا ہے مگر کبھی لباس فاخرہ نہیں پہنتے تھے البتہ خطبہ پڑھتے وقت صرف چار پانچ درہم کی قیمت کا لباس ہوتا تھا اور تہجد کی پابندی کے باوجود کسی کنیز یا غلام کو بیدار نہ فرماتے بلکہ تمام کام خود ہی انجام دیتے تھے تمام تمام رات عبادت اور کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول رہتے اور جمعہ کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے تھے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو حافظ ہیں، قرآنِ پاک دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ ایک شہنشاہی فرمان ہے اس لئے میں اوامر و نواہی کو دیکھتا رہتا ہوں تاکہ آنکھیں زبان اور جان سب ہی اس کی لذت سے فائدہ اٹھا سکیں بغیر دیکھے قرآن پڑھتے سے آنکھیں اس حقانی دولت سے محروم رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد زمین و آسمان آپ کی جدائی میں آہ و بکا کر رہے تھے۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ خدا کے نیک بندے باوجود دولت و ثروت کے سادہ زندگی پسند کرتے ہیں۔

۲۱۔ حکایت

## ایک یہودی عورت کی حق پرستی

مشہور ہے کہ ایک یہودی عورت ہمیشہ محبتِ الٰہی میں غرق رہتی تھی۔ اور کسی وقت بھی خدا کی یاد سے اس کی زبان غافل نہ رہتی تھی، اس

حق پرستی کی بنا پر اس کا قلب منور تھا مگر اس کا شوہر سیاہ باطن اس کی حق پرستی سے ہر وقت متنفر رہتا تھا، چنانچہ اس نے اپنی بیوی کے بارے میں اپنے دوستوں کے مشورہ سے ایک گہرا گڈھا کھود کر اس میں آگ جلائی جب وہ آگ روشن ہو گئی تو اس کے شوہر نے اپنے تمام عزیز و اقارب کو جمع کر کے اس نیک سیرت بی بی سے کہا تو ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہتی ہے لہٰذا اس آگ کے گڈھے میں داخل ہو جا، اگر تو واقعی سچی ہے تو بچ جائے گی، ورنہ جل کر رہ جائے گی، شوہر کا یہ حکم سُنکر وہ نیک سیرت اور پاک باطن بیوی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھ کر اُسی جلتی آگ میں کود پڑی اور وہ آگ اس کی ایمانی آب و تاب سے بُجھ گئی یہ حال دیکھ کر یہودیوں کی آتشِ حسد اور بھڑکی اور تین دن متواتر اس کے اوپر آگ جلا کر گڑھا بند کر دیا پھر جب اس گڑھے کو کھول کر دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ وہ نیک سیرت بی بی صحیح و سالم نماز میں مشغول تھی یہ دیکھ کر کہ واقعی اس کا دین سچا ہے وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔

فائدہ:- سچ ہے خدا کی محبت سچی ہر حالت میں انسان کو نجات دلاتی ہے اور اکثر دوسروں کی نجات کا بھی باعث بن جاتی ہے۔

## ۲۲۔ حکایت۔
## حضرت رابعہ بصریؒ کا تقویٰ

کہا جاتا ہے کہ حضرت رابعہ بصریؒ کے آخری وقت میں مالک بن دینارؓ مزاج پُرسی کے لئے تشریف لائے اور دریافت کیا کہ آپ کو

کس نے تکلیف دی ہے تو کہنے لگیں معصیت نے پھر معلوم کیا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ تو بولیں مغفرت کو، کہنے لگے دنیا کی کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو فرمایا تیس ۳۰ برس سے تازہ چھوہارے کو جی چاہتا ہے اور اب تک نہیں کھایا یہ سُنکر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا یہ تو کچھ دیر کی مہمان ہے تازہ چھوارہ اس وقت کہاں سے آئے؟ اسی اثناء میں کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک ایک پرندہ نے ایسا عمدہ چھوارہ ان کے سامنے لاڈالا جو کبھی دیکھا نہ سُنا تھا، چنانچہ وہ فوراً اس کو لے کر حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دریافت کرنے لگیں یہ کہاں سے آیا ہے؟ جب ماجرا معلوم ہوا تو بولیں واللہ اعلم پرندہ کس کے باغ سے لے آیا میں نہیں کھاؤں گی، بس اب تو اپنے پیارے رب کے پاس ہی جا کر کھاؤں گی پھر فرمایا، اب مجھ کو تنہا مکان میں میرے اکیلے خدا کے ساتھ اکیلا چھوڑ دو، یہ سُنکر سب لوگ مغموم ہو کر رخصت ہوئے اور مکان کا دروازہ بند ہو کر باب رحمت وا ہو گیا، اور اس مکان کی طرف سے ایک غیبی آواز سُنائی دی:۔

| | |
|---|---|
| يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ؕ (سورہ فجر پ ۳۰) | اے مطمئن روح تو خوشی خوشی اپنے پروردگار کے پاس چلی آ جو تجھ سے راضی ہے۔ |

چنانچہ دروازہ کھول کر دیکھا تو زندہ دل رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی اللہ اُن کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازے۔

(حکایات الصالحین)

فائدہ :- اللہ اللہ حضرت رابعہؒ نے تیس ۳۰ سال تک کھجور نہ کھایا اور آخر جانِ شیریں جان آفریں کے سپرد کردی۔

## ۲۳- حکایت-

## آتشِ نمرود کو گلزار دیکھ کر رحیمہؒ کا ایمان لانا۔

مشہور ہے کہ نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو دُنیا تماشا دیکھ رہی تھی اور ان ہی تماشائیوں میں نمرود کی ایک بیٹی جس کا نام رحیمہ تھا شامل تھی اس نے ایک اونچے مکان سے دیکھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اس آتشکدہ میں جھونکا گیا تو آن کی آن میں آگ کی خاصیت بدل گئی اور یٰنَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ کا حکم پاکر وہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گل و گلزار ہوئی اور یہ سماں دیکھ کر رحیمہ محبتِ الٰہی میں از خود رفتہ ہوگئی اور نورِ ایمان نے اس کے دل کو منوّر کردیا وہ بے ساختہ بول اُٹھی کہ خدائے برحق سچا ہے اور نمرود جھوٹا اور بآوازِ بلند حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا اگر اجازت ہو یہ کنیز بھی خدمتِ عالی میں حاضر ہوجائے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس کے دل میں حق کی محبت سما جائے اس کے لئے یہ نار سراپا نور ہے تیرے لئے یہاں ہر طرح سے امن و امان اور ہر قسم کا چین ہے یہ مژدۂ جانفزا سنکر وہ لڑکی بھی حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں پہونچ گئی اور کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہ پڑھ کر اپنی جان و دل کو شمعِ ایمانی سے روشن کر لیا اور کہنے لگی کہ حضرت اب میں آخر دم تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گی اگر اجازت ہو تو اس ناسمجھ نمرود کو کچھ سمجھاؤں ممکن ہے راہ پر آجائے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ سے اجازت لے کر اپنے باپ نمرود کے پاس پہنچی اور کہنے لگی کہ اے پدر خوابِ ہستی سے بیدار ہو اور دعویٰ خدائی کو ترک کر دے آخر تو نے حضرت خلیل کو جلتی آگ میں ڈال کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ لیا اللہ نے آگ کی خاصیت کو بدل کر اس کو حضرت ابراہیمؑ پر گل و گلزار کر دیا یہ سُنکر نمرود آتشِ غضب سے بھڑک گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے تجھے ابراہیمؑ کی محبت نے فریفتہ کر دیا ہے اور جب اس لڑکی نے نمرود کے سامنے کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہ پڑھا تو اس کو سُنکر نمرود کی آتشِ غضب اور بھڑک گئی اور کہنے لگا کہ تو اپنے قدیم طریقہ پر قائم رہ ورنہ تو پناہ نہ پا سکے گی، لڑکی کہنے لگی کہ جو تیرا جی چاہے کر میں اب ہرگز حق کو نہ چھوڑوں گی' لڑکی کی اس پختگی کو دیکھ کر ظالم نمرود نے اس کے کپڑے اُتروا کر مارنا شروع کیا مگر اس کی پختگی ایمان میں کوئی فرق نہ آیا اور جب نمرود کا ظلم حد سے گذر گیا تو رحمتِ حق کو جوش آیا اور فرشتوں نے آکر اس لڑکی کو حلۂ بہشتی پہنایا اتنے میں ہوا کا ایک جھونکا آیا اور جس نے اس کو ایسا اُڑایا کہ پھر کسی نے اس کا پتہ نہ پایا۔ (حکایات الصالحین)

فائدہ:۔ سبحان اللہ جس کو خدا دولتِ ایمان سے نوازتا ہے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

۲۴۔ حکایت:۔

## فنا فی اللہ کی موت

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص نے ایک غلام خریدا تھا تو اس غلام نے اپنے آقا سے تین شرطیں کیں، پہلی یہ کہ جب نماز کا وقت آئے تو آپ مجھے نہ روکیں گے، دوسری یہ کہ آپ مجھ سے صرف دن میں خدمت لے سکیں گے مگر رات کو مجھ پر یہ پابندی نہ ہوگی، تیسرے یہ کہ میرے رہنے کے لئے کوئی ایسا کمرہ عنایت فرمائیں گے جو میرا پسندیدہ ہو اور دوسرے شخص کو اس میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔

چنانچہ آقا نے غلام کی یہ تینوں شرطیں منظور کرلیں اور غلام کو حکم دیا اپنے رہنے کے لئے محل سرائے میں حسبِ دل خواہ کمرہ پسند کرے جس میں ایک سے ایک بہتر ساز وسامان کے ساتھ آراستہ تھا پس غلام نے تمام کمروں کو دیکھ بھال کر اپنے لئے ایک ویران کمرہ پسند کیا جو بغیر چھت کے تھا اس پر آقا نے دریافت کیا کہ آخر تم نے یہ ویران کمرہ کیوں پسند کیا کمرے تو اور بھی بہت ہیں، اپنے آقا سے یہ بات سُنکر غلام نے جواب دیا کہ میرے آقا شاید آپ کو معلوم نہیں کہ ویران جگہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد اس غلام نے اسی ویران کمرہ میں رات کو رہنا شروع کر دیا اور یہ بات پہلے ہی طے ہو چکی تھی کہ رات کو غلام آزاد رہے گا، جب غلام کو اپنے پسندیدہ آزاد کمرہ میں رہتے ہوئے کچھ عرصہ گذر گیا تو اس کے آقا نے ایک دن رات کو بزمِ احبا منعقد کی اور نصف شب کے بعد جب دوست احباب رخصت ہو گئے تو مالک مکان چہل قدمی کرتا ہوا غلام کے کمرہ کی جانب جا نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نورانی قندیل نے اوپر سے آ کر کمرہ کی خالی چھت کو گھیر رکھا ہے اور غلام سجدہ میں پڑا ہوا اپنے رب سے دعا اور مناجات میں مصروف ہے کہ میرے پروردگار دن کو تو نے میرے آقا کی خدمت میرے ذمہ واجب کر دی ہے اگر یہ خدمت میرے ذمہ نہ ہوتی تو میں رات دن تیری عبادت میں مشغول رہتا لہٰذا تو میرا عذر قبول فرما لے۔

اس کا مالک تعجب کے ساتھ صبح صادق تک اس عجیب منظر کو دیکھتا رہا چنانچہ صبح ہوتے ہی وہ نورانی قندیل آسمان پر چلی گئی اور چھت بند ہو گئی مالک نے اپنی بیوی سے اس کا تذکرہ کیا اور دوسرے روز وہ مالک اور اس کی بیوی دونوں اس منظر کو دیکھنے گئے تو اس شب میں بعینہٖ وہی منظر دیکھا جو پہلی شب میں مالک دیکھ چکا تھا۔

صبح ان دونوں نے غلام کو بلا کر کہا کہ تو اللہ کے واسطے آزاد ہے تاکہ اپنی خواہش کے مطابق رات دن اللہ کی عبادت میں مشغول رہ سکے جس سے تو معذرت کرتا رہتا ہے اسی کے ساتھ اس مالک اور اس کی بیوی نے غلام سے اس کی ان کرامتوں کا ذکر کیا جو رات کو وہ دونوں دیکھ چکے تھے۔

بس اب کیا تھا جب غلام کو معلوم ہوا کہ ان پر اس کا پردہ فاش ہو گیا ہے تو اس نے اسی وقت دربارِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی اے میرے پروردگار میں نے تجھ سے دعا کی تھی کہ میرا راز کسی پر نہ کھولیو مگر اب جب کہ میرا بھید دوسروں پر ظاہر ہو گیا جس کو میں مخفی رکھنا چاہتا تھا تو مجھ کو اپنے پاس بلا لے، چنانچہ اسی حالت میں اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ واصلِ بحق ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ (قلیوبی)

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے دیکھئے اس غلام فنا فی اللہ کی دُعا کس طرح ہاتھوں ہاتھ درجۂ قبولیت کو پہونچ گئی۔

۲۵۔ حکایت۔

## حقیقی نماز

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عصام بن یوسف رح نے حاتم اصم رح سے دریافت کیا کہ اے حاتم یہ تو فرمائیے آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ اس پر حاتم اصم رح نے عصام رح کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ سنیئے جناب میرے نماز پڑھنے کا طریقہ تو یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو اُٹھ کر پہلے ظاہری و باطنی وضو کرتا ہوں۔ یہ سُنکر عصام رح نے دریافت کیا کہ وضو کی ظاہر و باطن کیفیت کی تو وضاحت فرمائیے، حاتم نے جواب دیا کہ بھئی وضو ظاہری تو یہی ہے کہ اعضاء وضو کو پوری طرح پانی سے دھو لیتا ہوں مگر وضو باطنی میں سات چیزوں سے

اعضاء کو دھوتا ہوں اور وہ یہ کہ توبہ، ندامت، ترکِ دنیا، مخلوق کی تعریف، ریاست، کینہ اور حسد کو دل سے دور کرتا ہوں، اس کے بعد مسجد میں جاکر اس طرح متواضع ہوکر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں کہ امید وبیم کی حالت میں کعبۃ اللہ میرے پیشِ نظر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہوتا ہے اور یہ کہ میرے دائیں جانب جنت اور بائیں جانب دوزخ ہوتے ہیں میرے پیچھے موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے اور میرا قدم پُل صراط پر ہے اور مجھے پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ نماز میری آخری نماز ہے بس اس حالت میں تکبیر کہہ کر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز شروع کرتا ہوں اور قراتِ قرآن میں صحت الفاظ کے ساتھ اس کے معنی پر بھی پوری نظر رہتی ہے پھر نہایت عجز وانکساری کے ساتھ رکوع اور گریہ وزاری کے ساتھ سجدہ ادا کرتا ہوں اسی طرح نماز کی رکعت پوری کرکے رحمتِ الٰہی کا امیدوار ہوکر تشہد پڑھتا اور پھر اخلاص کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں، پس میری نماز کی کیفیت یہ ہے جس پر میں پورے تیس سال سے عمل کر رہا ہوں۔

حاتم اصمؒ کی یہ تقریر سُنکر عصامؒ زار وقطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ نماز تو ایک ایسی دولت ہے جس پر ہر شخص قادر نہیں ہوسکتا بس یہ تو آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ‎ (قلیوبی)

فائدہ:۔ اللہ کے مخلص بندوں کی نماز ایسی ہی ہوتی ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا ہے۔

## ۲۶۔ حکایت

# اِطاعتِ الٰہی کا اور نافرمانی کا ثمرہ

واقعہ مشہور ہے کہ ایک نوجوان کسی سلطنت کا بادشاہ بنا دیا گیا مگر اس نے اپنی سلطنت میں کوئی لذت محسوس نہ کی، اس پر اس نوجوان بادشاہ نے اپنے مصاحبین سے مشورہ کیا کہ کیا سلطنت کے بارے میں سب بادشاہوں کی میری ہی سی حالت ہوتی ہے ؟

اس کے جواب میں مصاحبین نے عرض کیا کہ حضور ایسا تو نہیں ہوتا، بادشاہ تو اپنی سلطنت پر قائم و ثابت رہتے ہیں، تو اس نوجوان بادشاہ نے معلوم کیا کہ آخر میرے لئے سلطنت کے قیام و ثبوت کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

مصاحبین نے عرض کیا کہ یہ کام تو علماء ہی کر سکتے ہیں وہی آپ کے لئے سلطنت کو قائم و ثابت کر سکیں گے، یہ سُنکر اس بادشاہ نے اپنی سلطنت کے علماء و صلحاء کو بلوا کر کہا کہ آپ لوگ میرے پاس رہیں، جو بات اطاعتِ الٰہی کی دیکھیں اس کا مجھے حکم دیں اور جو بات خدا کی نافرمانی کی ہو اس سے مجھے باز رکھیں چنانچہ علماء و صلحاء کی جماعت نے بادشاہ کی خواہش کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں چار سو سال تک اس بادشاہ کی سلطنت قائم رہی مگر اس سلسلۂ اجر کو ابلیس لعین کب دیکھ سکتا تھا اس نے موقعہ پا کر بادشاہ کو اس صراطِ مستقیم سے ڈگمگا دیا، ایک دن جب ابلیس بادشاہ کے پاس پہونچا تو بادشاہ نے اس اجنبی کو دیکھ کر دریافت کیا تو کون ہے تو نہایت

جرأت سے صاف کہدیا کہ میں تو ابلیس ہوں مگر یہ تو بتلائیے آپ کون ہیں؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں ابن آدم یعنی انسان ایک آدمی ہوں، بادشاہ کے اس جواب پر ہی ابلیس نے اس پر پھندا ڈال دیا، کہنے لگا کہ اگر آپ آدمی یعنی اولادِ آدم ہوتے تو اب تک کبھی کے مر چکے ہوتے تم تو قابلِ پرستش معبود ہو، لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف دعوت دو ابلیس نے کچھ اس طرح یہ گفتگو کی کہ بادشاہ کے دل میں اُتر گئی، اور اس نے ممبر پر چڑھ کر لوگوں سے کہا کہ لوگو! اب تک میں نے ایک بات تم سے پوشیدہ رکھی تھی مگر آج اس کے اظہار کا وقت آہی گیا تمہیں معلوم ہے کہ میں چار سو برس سے تم پر حکومت کر رہا ہوں اگر میں اولادِ آدم سے کوئی آدمی تھا تو دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی کبھی کا مر چکا ہوتا، لہٰذا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تو تمہارا معبود ہوں، اب تم کو میری عبادت کرنی چاہیئے،

بادشاہ کے اس اعلان کے بعد جس میں کھُلا شرک تھا اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اس بادشاہ کو مطلع کر دیا جائے کہ جب تک وہ راہ راست پر قائم رہا میں نے اس کا مُلک قائم اور ثابت رکھا مگر اب جبکہ وہ کھُلم کھُلا گمراہ ہو چکا ہے تو قسم ہے اپنی عزت وجلال کی میں اس پر بخت نصر نے اس بادشاہ پر حملہ کر کے اس کو قتل کیا اور سَتّر کشتیاں سونے کی بھر کر لے گیا اس طرح خدا کی نافرمانی سے اس کی بادشاہت اور خود ساختہ خدائی سب خاک میں مل گئی۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ خدا کی اطاعت کا فائدہ اور نافرمانی کا وبال اس حکایت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۲۷۔ حکایت

## اطاعت گذار باندی

بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشیدؒ کے پاس ایک باندی تھی جو شکل وصورت کے اعتبار سے تو کچھ حسین نہ تھی مگر تھی بڑی سمجھدار۔ ایک دن خلیفہ نے اپنی باندیوں میں اشرفیاں لٹانی شروع کیں، تو سب باندیاں اشرفیاں چننے میں مصروف ہو گئیں لیکن یہ باندی کھڑی بادشاہ کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی، کسی نے اس سے دریافت کیا کہ آخر تو اشرفیاں کیوں نہیں لوٹتی؟ اس پر اس باندی نے جواب دیا کہ اشرفیاں لوٹنے والیوں کا مقصود تو یہ اشرفیاں ہی ہیں مگر میرا مطلوب ان اشرفیوں کا مالک ہے، خلیفہ کو اس باندی کی یہ بات بہت پسند آئی اس نے باندی کو اپنے خواص یعنی مقربین میں داخل کر لیا، اور بہت کچھ انعام واکرام سے نوازا۔

شدہ شدہ، جب یہ خبر دوسرے بادشاہوں کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ خلیفہ اپنی ایک سیاہ فام باندی پر عاشق ہو گیا ہے یہ سُنکر خلیفہ نے ان سب بادشاہوں کو دعوت دی اور ان سب کے سامنے تمام باندیوں کو بلا کر سب کے ہاتھ میں ایک ایک یاقوت کا پیالہ دے کر حکم دیا کہ ان پیالوں کو زمین پر پٹک دیں، پیالے تھے یاقوت کے بیش بہا۔ چنانچہ سب کی سب باندیاں تعمیل حکم سے قاصر رہیں اور خیال کیا کہ زمین پر گرنے سے یہ قیمتی پیالے ضائع ہو جائیں گے مگر اس سیاہ فام باندی نے حکم پاتے ہی پیالہ زمین پر دے مارا جس سے وہ قیمتی پیالہ چور چور ہو گیا،

اس پر خلیفہ نے حاضرینِ مجلس کو مخاطب فرما کر بیان کیا کہ دیکھئے اس باندی کا چہرہ اگرچہ حسین نہیں نہ وہ اپنی جگہ شکیل ہے لیکن اس کا کام کس قدر حسین ہے کہ اس نے حکم پاتے ہی اس کی تعمیل کی اور باقی تمام باندیاں جن میں ایک سے ایک حسین ہے تعمیلِ حکم سے قاصر رہیں۔ پھر خلیفہ نے اس باندی کو بلا کر باز پرس کی آخر تو نے یہ قیمتی پیالہ کیوں توڑا، جبکہ کسی دوسری کو اس کی جرأت نہ ہوئی؟

اس پر اس سیاہ فام خادمہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم فرمایا تھا میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ پیالہ توڑنے میں تو صرف خزانہ شاہی کا قدرے نقصان ہے لیکن عدول حکمی سے نافرمان کہلاؤں گی اور حکمِ شاہی کی عظمت و وقار کو ٹھیس لگے گی اس لئے میں نے تعمیلِ حکم کا احترام کیا، ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھے اس سلسلے میں مجنونہ کے لقب سے موسوم کریں مگر مجھے یہ لقب فرمانِ شاہی کو برقرار رکھنے اور اس کی توقیر بڑھانے کے لئے زیادہ پسند ہے۔

چنانچہ باندی کا یہ جواب سُنکر سب کو حیرت ہوئی اور اس کے فہم و فراست کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ (قلیوبی)

**فائدہ**:۔ معلوم ہوا کہ اصل فرماں برداری تعمیلِ ارشاد میں ہے اس سے انسان کی وقعت ہوتی ہے۔

## ۲۸۔ حکایت۔ شوہر کی اطاعت و نافرمانی کا نتیجہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان سخت بیمار ہوا جس پر اس کی والدہ نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو شفا عطا فرمادے تو میں سات دن کے لئے دُنیا سے نکل جاؤں گی۔

چنانچہ شافی مُطلق نے مریض کو شفا عطا فرمادی مگر وہ عورت اپنی نذر پوری نہ کرسکی، اُس کے بعد اس عورت نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں اے خدا کی بندی! تو اپنی نذر پوری کرتا کہ خدا کی باز پرس سے محفوظ رہ سکے، صبح ہوئی تو اس عورت نے اپنے لڑکے کو بلاکر تمام واقعہ بیان کیا اور اس سے کہا کہ قبرستان میں میرے لئے قبر کھود کر مجھے اس میں دفن کردے چنانچہ لڑکے نے اپنی والدہ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو زندہ ہی قبر میں دفن کردیا۔ اور اس عورت نے قبر میں اُتر کر دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی وسعت کے مطابق اپنی نذر پوری کردی اب تو مجھے قبر کی آفتوں سے محفوظ رکھ، اتنے میں کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سر کی جانب ایک روشندان ہے عورت نے اس روشندان میں جھانکا تو ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں موجود تھیں جنھوں نے اس عورت کو آواز دی کہ بی بی ہمارے پاس چلی آ۔ خدا کی قدرت سے وہ روشندان کشادہ ہوگیا جس سے نکل کر وہ عورت باغیچہ میں ان دونوں عورتوں کے پاس جا پہونچی اور وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ باغ میں ایک پاکیزہ حوض ہے جس پر وہ دونوں عورتیں بیٹھی ہیں، اس عورت نے ان دونوں کے پاس پہنچکر ان کو سلام کیا لیکن ان میں سے کسی نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا، اس عورت نے ان سے پوچھا کہ تم تو ابھی بات چیت کررہی تھیں آخر میرے سلام کے جواب سے کیا مانع

پیش آیا؟ اس کو ان دونوں عورتوں نے جواب دیا کہ سلام تو اطاعت و بندگی ہے اور ہم یہاں اس سے روک دیئے گئے ہیں۔ اتنے میں یہ عورت کیا دیکھتی ہے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک پرندہ اپنے بازوؤں سے ہوا کر رہا ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچ مار رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے پہلی عورت سے دریافت کیا کہ تمہاری اس فضیلت کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں دُنیا میں اپنے شوہر کی فرماں بردار بیوی تھی اور میرے دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرا شوہر مجھ سے خوش تھا بس اسی اطاعت گذاری کے صلے میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی اس نعمت سے نوازا ہے پھر اس نے دوسری عورت سے معلوم کیا کہ بی بی آخر تمہاری اس کلفت کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ تھی تو میں نیک بخت مگر شوہر کی فرماں بردار نہ تھی اور میرے دنیا سے انتقال کے وقت میرا شوہر مجھ سے ناخوش تھا لہٰذا میری نیک بختی کا صلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ باغ عطا فرمایا لیکن شوہر کی نافرمانی اور ناراضگی کے باعث میں اس عذاب میں مبتلا ہوں لہٰذا میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ جب تم دُنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لئے سفارش کرنا ممکن ہے وہ مجھے معاف کردے اور راضی ہو جائے۔

چنانچہ جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گذر چکے تو ان دونوں عورتوں نے اس کو بتایا کہ دیکھو اب تم اپنی قبر میں چلی جاؤ تمہارا لڑکا آیا ہوا ہے، اس بات کو سُنکر اس عورت نے اپنی قبر میں آن کر دیکھا تو معلوم ہوا اس کا لڑکا قبر کھود رہا ہے، پھر جب وہ لڑکا اپنی والدہ کو لے کر گھر پہونچا تو

خبر مشہور ہوگئی کہ فلاں عورت اپنی نذر پوری کر کے قبر سے نکل کر آئی ہے، اس خبر کو سُنکر جوق در جوق لوگ اس کی ملاقات کو آنے لگے جن میں اس عورت کا شوہر بھی تھا جس نے اس عورت سے اپنی سفارش کی درخواست کی تھی۔ اس عورت نے اس شخص سے اس کی بیوی کا تمام حال بیان کر کے اس کی سفارش کی جس پر اس شخص نے بیوی کا قصور معاف کر دیا تو اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کی بیوی اس سے کہہ رہی ہے کہ بی بی تیری وجہ سے اللہ نے مجھے عذاب سے نجات دیدی، تیرے بھی اللہ گناہ معاف کرے اور تجھے اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ (قلیوبی)

فائدہ - دیکھو شوہر کی فرماں برداری کا کتنا بڑا صلہ ہے۔ اللہ سب کو اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

حکایت - ۲۹

## ایک خدا پرست غلام کی دُعاء کی برکت۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں شدید قحط پڑا، لوگ نمازِ استسقار کے لئے میدانِ عرفات میں جمع ہوتے رہے۔ لیکن کسی طرح قحط کے آثار کم نہ ہوتے تھے۔ برابر ایک ہفتہ اسی طرح گذر گیا چنانچہ آئندہ ہفتہ جمعہ کی نماز کے بعد لوگ پھر عرفات میں جمع ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام ضعیف و ناتوان انسان ہے جس نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور سجدہ میں گر کر قسم کھائی کہ تیری عزت و جلال کی قسم اس وقت تک سجدے سے

سر نہ اُٹھاؤں گا جب تک تو بارانِ رحمت سے اپنے بندوں کو سیراب نہ کردے چنانچہ اس کی اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ آسمان پر ابرِ سیاہ نمودار ہوا اور اس طرح برسا گویا کسی نے مشک کے دہانے کھول دیئے ہیں بعد ازاں اس سیاہ فام بندۂ خدا نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی اور چل دیا میں بھی اس کے پیچھے ہولیا کہ دیکھوں یہ شخص کہاں جاتا ہے جب وہ چلتے چلتے ایسے مکان میں داخل ہوا جہاں ایک بردہ فروش رہتا تھا میں یہ دیکھ کر واپس چلا آیا اور صبح کو کچھ روپیہ لے کر اس بردہ فروش کے مکان پر پہونچا، میں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے، میری اس درخواست پر اس سوداگر نے تقریباً تیئس ۲۳ غلام مجھے دکھائے ان سب کو دیکھ بھال کر میں نے کہا ان کے علاوہ اور بھی کوئی غلام ہے اس نے جواب دیا ہاں ایک منحوس سا غلام اور ہے جو کسی سے بات بھی نہیں کرتا میں نے کہا اسے بھی دکھا دو تو سوداگر اسی غلام کو لے آیا جس کو میں دیکھ چکا تھا کہ اس کی دعا پر اللہ نے بارانِ رحمت کی ہے میں نے اس سوداگر سے دریافت کیا کہ تم نے اس کو کس قیمت پر خریدا ہے ؟ سوداگر کہنے لگا کہ خریدا تو ہے میں نے بیس اشرفیوں کا مگر آپ کو صرف دس ہی اشرفی کا دیدوں گا یہ سُنکر حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میں تم کو اس کی قیمت میں ستائیس ۲۷ اشرفیاں زائد دوں گا بس اس کا سودا کر کے میں غلام کو ہمراہ لے کر چلا آیا تو وہ غلام کہنے لگا اے میرے آقا آپ نے آخر مجھے کیوں خریدا ہے ہیں تو

کسی بھی خدمت کے قابل نہیں ہوں میں نے عرض کیا کہ میں نے تم کو اس لئے خریدا ہے کہ میں تمہارا خادم بنوں اور تم میرے مالک۔ میری اس بات پر غلام نے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں کل تمہاری کرامت دیکھ چکا ہوں، اللہ نے تمہاری دعا پر قبول فرمائی اور اپنی رحمت کی بارش کر دی جس کے لئے مخلوق پریشان تھی۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا واقعی آپ نے ایسا دیکھا ہے میں نے کہا کہ ہاں! اس کے بعد اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ مجھے آزاد کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ تو اللہ کے واسطے آزاد ہے اس کے بعد میں نے سنا، ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ ابنِ مبارک تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرما دی بعد ازاں اس غلام نے کامل وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اس چھوٹے آقا کی آزادی پر تو اللہ کا شکر ہے مگر مولائے اکبر کے آزاد کرنے پر اس کا شکر کس طرح ادا کروں اس کے بعد دوبارہ وضو کر کے اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیس سال تک تیری عبادت کی اور میرے تیرے درمیان عہد تھا کہ تو میرا پردہ فاش نہ کرے گا مگر اب جبکہ یہ راز کھل گیا تو تو میری روح قبض کر کے اپنے پاس بلا لے اتنے میں وہ بے ہوش ہو کر گرا جو دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو معمولی کفن دیا، اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا، پس جب میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو خوبصورت بزرگ عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا اے ابن مبارکؒ کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم

نہیں آئی اور یہ کہہ کر جب وہ چلے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ میرے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ آخر میں نے دریافت کیا کہ میں اللہ سے کس طرح نہیں شرمایا؟ حالاں کہ کثرت سے نماز پڑھتا ہوں؟ اس پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ آج اولیاء اللہ میں سے ایک ولی کی وفات ہوئی اور تم نے اس کو اچھا کفن نہیں دیا چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس غلام کی نعش کو قبر سے نکال کر نہایت عمدہ اور نفیس کفن پہنایا اور دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کر کے دفن کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین (قلیوبی)

فائدہ:- سچ ہے اللہ تعالیٰ اپنے مطیع اور فرماں بردار کی خود عزت بڑھا دیتا ہے۔

## ۳۰۔ حکایت

## حضرت اویس قرنی رحؒ کی دعا کی مقبولیت

بیان کیا گیا ہے کہ تاجروں کی ایک کشتی طوفانی ہواؤں اور سمندر کی لہروں سے ڈگمگانے لگی جس سے کشتی کے سواروں کو بہت زیادہ خوف و ہراس پیدا ہو گیا اس کشتی میں ایک مسافر جو اونی چادر اوڑھے ہوئے ایک گوشہ میں بیٹھا تھا جب کشتی میں پانی بھر گیا اور ہوا کے تھپیڑوں نے اسے غرقابی کے قریب کر دیا اور کشتی کے مسافروں اور تاجروں کو اپنی جانوں اور مال کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہوا تو وہ کملی پوش مسافر کشتی سے باہر نکل کر پانی پر نماز پڑھنے لگا یہ دیکھ کر ہم نے درخواست کی اے

اللہ کے پیارے ولی ہمیں بھی بچائیے مگر اس نے ہماری اس درخواست پر کچھ توجہ نہ دی چنانچہ ہم نے پھر اس سے التجا کی کہ آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائی ہے ہماری مدد فرمائیے اور کشتی کو بچائیے یہ سُنکر اس اللہ کے بندے نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور دریافت کیا تمہارا کیا حال ہے کیوں کہ ہم جس مصیبت میں گرفتار تھے انہیں اس کی خبر نہ تھی، لہٰذا ہم نے عرض کیا کہ دیکھئے تو سہی، طوفانی ہواؤں اور سمندر کی لہروں نے کشتی کو تباہ حال کر دیا ہے اور ہم لوگ کس قدر پریشانی میں مبتلا ہیں کہ ہماری جانیں اور مال کشتی کے ساتھ ڈوب رہے ہیں، یہ سُنکر اُنہوں نے فرمایا کہ تم سب اللہ کا تقرب حاصل کرو۔ ہم نے دریافت کیا آخر کس ذریعہ سے تقرب حاصل کریں، اس پر وہ فرمانے لگے کہ دُنیا کو چھوڑ کر خدا کی نزدیکی حاصل کرو اور اس کی پناہ میں آجاؤ، ہم نے وعدہ کیا کہ ہم نے دنیا کو چھوڑ دیا تو فرمانے لگے اللہ کے بھروسہ پر بسم اللہ پڑھ کر کشتی سے نکل آؤ۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے ہم کشتی سے نکل کر ان کے پاس پانی پر کھڑے ہو گئے جن کی تعداد دو سو سے اوپر تھی اس کے بعد کشتی سمندر میں غرق ہو گئی اور جو کچھ مال اور سامان اس میں تھا وہ سب کا سب تہہ آب پہنچ گیا پھر وہ بزرگ ہم سے فرمانے لگے کہ دُنیا کے خوف سے تم لوگ بچ گئے اب تم جاؤ، ہم نے دریافت کیا کہ آپ کو خدا کی قسم یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں اُویس قرنی ہوں، پھر ہم نے عرض کیا کہ اس کشتی میں فقراء مدینہ کے مال تھے جن کو ایک شخص نے

مصر سے فقراءِ مدینہ پر تقسیم کرنے کے لئے بھیجا تھا، حضرت اُویس قرنی رح نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے مال واپس کر دے تو کیا واقعی تم فقراءِ مدینہ پر تقسیم کر دو گے؟ ہم نے وعدہ کیا کہ ہاں یقیناً ہم ایسا ہی کریں گے۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رح نے پھر اسی طرح آپ پر دو رکعت نماز پڑھکر آہستہ سے کچھ دُعا مانگی اور وہ کشتی سب مال واسباب کے ساتھ پانی کے اوپر آگئی، ہم کشتی پر سوار ہو گئے اور پھر ہم نے حضرت اویس رح کو نہ پایا چنانچہ مدینہ پہنچ کر ہم نے وہ سب مال واسباب اپنے اور فقرائے مدینہ کے درمیان تقسیم کر دیا، یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر باقی نہ رہا۔

(قلیوبی)

فائدہ:- مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ. جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کی دعا ضرور قبول فرمالیتا ہے۔

۳۱- حکایت -

## حضرتِ طارقؒ کا صدق

مشہور ہے کہ حضرت طارقؒ جب ایک اندھیرے کنوئیں میں گر گئے تو اس کنوئیں پر سے کچھ حاجیوں کا گذر ہوا جنہوں نے اس کنوئیں کو دیکھ کر کہا کہ اس کنوئیں کا منہ بند کر دینا چاہیئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی اس میں گر جائے یہ سُنکر حضرت طارقؒ نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تو سچّا ہے تو خاموش رہ! چنانچہ حاجی مسافر اس کنوئیں کو بند کر کے چلے گئے، انہیں کیا معلوم تھا کہ اس میں حضرت طارقؒ موجود ہیں۔ کنوئیں میں پہلے ہی سے اندھیرا

تھا اب اور بھی تاریک ہو گیا دیکھتے کیا ہیں کہ ان کے قریب ہی کنوئیں میں قدرتی دو چراغ روشن ہوئے جن کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا اژدہا ان کی طرف چلا آرہا ہے۔ سوچنے لگے، سچ اور جھوٹ تو اب ظاہر ہوگا، دیکھئے اس کا کیا انجام ہوتا ہے چنانچہ جب وہ اژدہا ان کے قریب آیا تو خیال کیا بس اب یہ مجھے نگل جائے گا لیکن خدا کی قدرت اژدہا سیدھا کنوئیں کے دہانے کی جانب چڑھتا چلا گیا اور کنوئیں کے اوپر جو کچھ پاٹا گیا تھا اس سب کو علیحدہ کر کے اپنی دم حضرت طارق کی گردن سے پیر تک لپیٹ کر ڈول کی طرح ان کو کنوئیں سے باہر لے آیا اور اپنی دم ان کی گردن سے نکال کر چلتا بنا۔ حضرتِ طارق نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے طارق دیکھ یہ تیرے رب کی مہربانی ہے کہ اس نے تیرے دشمن کو تیری نجات کا ذریعہ بنا دیا چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ پر سچا بھروسہ کرنے کے سبب سے ان کا نام طارقِ صادق مشہور ہو گیا

(قلیوبی)

فائدہ:- سچ ہے جو اللہ پر سچا بھروسہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد کے سامان بہم پہنچا دیتا ہے۔

۳۲۔ حکایت۔

# مردِ مومن کی ثابت قدمی اور ایثار

بیان کیا جاتا ہے کہ روم کے ایک جنگجو بہادر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا تھا اور شاہِ روم سے بیان کیا کہ مسلمانوں میں ایک شخص نہایت قوی اور مہیب قسم کا انسان ہے جس کو دیکھ کر بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ یہ سُنکر شاہِ روم نے اس شخص کو دیکھنے کے لئے طلب کیا۔ اس زمانہ میں دستور کے مطابق شاہِ روم کے سامنے ایک زنجیر لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے باہر سے آنے والے کو شاہ کے سامنے جھک کر آنا پڑتا تھا جب اُس مردِ مومن نے زنجیر دیکھی اور معلوم ہوا کہ اس کے نیچے سے جھک کر آگے جانا ہوگا تو اس نے بادشاہ کے پاس جانے سے انکار کر دیا تب شاہِ روم نے اس زنجیر کو اُٹھانے کا حکم دیا کہ وہ شخص اس کے پاس آسکے جس کو دیکھنا اور اس سے باتیں کرنا منظور تھا چناں چہ جب وہ شخص بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے اس شخص سے کہا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تاکہ میں اپنی انگوٹھی تم کو پہنا کر روم کی سلطنت عطا کر دوں۔ یہ سُنکر اس مردِ مومن نے دریافت کیا کہ دنیا کا آخر کتنا حصّہ تیرے قبضے میں ہے؟ بادشاہ کہنے لگا کہ دنیا کا تقریباً تہائی یا چوتھائی حصّہ میرے قبضہ میں ہے اس مردِ مومن نے جواب دیا کہ اگر پوری دنیا تیرے قبضہ میں زر و جواہرات سے پُر ہوتی اور تو ایک دن کی اذان کے عوض مجھے دیتا تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا چہ جائیکہ تو اپنی سلطنت

کے عوض میرا ایمان خریدنا چاہتا ہے۔ شاہِ روم نے یہ سُنکر دریافت کیا کہ اذان کیا چیز ہے؟ مردِ مومن نے جواب دیا کہ سُن۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اذان ہی کا ایک کلمہ ہے، یہ سُن کر شاہِ روم سمجھ گیا کہ اس کے دِل میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سما چکی ہے اب اس طرح کام نہیں چلے گا۔ یہ سوچ کر اس نے حکم دیا کہ اچھا ایک دیگ میں پانی کھولا کر اس شخص کو اس میں ڈال دیا جائے تاکہ کھولتے پانی میں پڑ کر اس کا کام تمام ہو جائے یا خوف کھا کر اپنے دین سے پھر جائے چنانچہ حکمِ شاہی کی تعمیل کی گئی۔ جب اس مردِ مومن کو دیگ میں ڈالا گیا تو وہ بسم اللہ پڑھ کر داخل ہوا اور حکمِ الٰہی کی برکت سے دوسری جانب سے باہر آگیا یہ دیکھ کر لوگوں کو اور بھی تعجب ہوا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک اندھیری کوٹھری میں اس کو بند کر دیا جائے اور چالیس دن تک سوائے خنزیر اور شراب کے اور کوئی چیز اس کوٹھری میں نہ ڈالی جائے چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور جب چالیس روز کے بعد کوٹھری کھولی گئی تو لوگوں نے دیکھا جو کچھ اس میں ڈالا گیا تھا اس میں سے مردِ مومن نے کچھ بھی نہیں کھایا دریافت کیا گیا آخر تو نے اس میں سے کیوں نہیں کھایا حالاں کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی ضرورت کے وقت اس کا استعمال جائز ہے۔ مردِ مومن نے جواب دیا کہ اگر میں اس میں سے کچھ کھا لیتا تو تم کو خوشی ہوتی۔ میرا مقصد تو تم کو غصہ دلانا ہے پھر بادشاہ اس سے کہنے لگا کہ اچھا اگر تو مجھے سجدہ کرلے تو میں تجھے اور تیرے ساتھیوں کو چھوڑ دوں گا۔ یہ سُنکر مردِ مومن نے جواب دیا:

کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے بعد شاہِ روم نے کہا کہ اچھا میرا ہاتھ چومو تاکہ میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کر دوں۔ مردِ مومن نے جواب دیا کہ ہاتھ کا بوسہ دینا صرف باپ، سلطان، عادل، اور استاد کے لئے جائز ہے دوسرے کے لئے نہیں۔ پھر شاہِ روم نے کہا کہ اچھا میری پیشانی کو بوسہ دو۔ تو اس پر مردِ مومن نے جواب دیا کہ ہاں یہ ایک شرط کے ساتھ ممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا جس طرح تم کو منظور ہو پس مردِ مومن نے اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھی اور اس کو چوم لیا اس نیت سے کہ میں آستین کو بوسہ دے رہا ہوں۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس مردِ مومن کو معہ اس کے ساتھیوں کے بہت کچھ مال و زر دے کر رہا کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کی پرستش کیا کرتے۔

چنانچہ جب وہ شخص مردِ مومن حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حکم فرمایا کہ مال سب کا سب اپنے ہی لئے مخصوص نہ کر لو بلکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے لوگوں کو بھی شامل کر لو۔ یہ سنکر مردِ مومن نے اس کی تعمیل کی اور جو عطریا نذرانہ اس کو ملا تھا اس میں سب لوگوں کو شریک کر لیا۔ (قلیوبی)

فائدہ۔ سچ ہے جو شخص ایمان و اخلاص کے ساتھ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کی مدد فرماتا ہے۔

۲۳۔ حکایت۔

## شعبان کی پندرھویں شب کی فضیلت

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے کسی سفر میں ایک پہاڑ دیکھا اور آپ نے اس پر جانے کا قصد فرمایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک سخت پتھر دودھ سے زیادہ سفید نظر آرہا ہے چنانچہ جب اس کو چاروں طرف سے دیکھنے کی کوشش کی تو وحی کے ذریعہ حکم آیا کہ اے عیسٰی تم اسی پر تعجب کرتے ہو جو کچھ تمہاری نظر کے سامنے ہے میں اس سے زیادہ عجیب چیز تمہیں دکھائے دیتا ہوں اب دیکھتے ہی دیکھتے ۔ وہ سفید پتھر شق ہوا اور اس سے ایک ایسے بزرگ ظاہر ہوئے جن کے جسم پر بالوں کا کرتہ تھا اور ہاتھ میں سبز چھڑی اور ان کے سامنے خوشہ انگور لٹکا ہوا تھا اور اس حالت میں وہ بزرگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اس تعجب انگیز منظر کو دیکھ کر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دریافت کیا اے شیخ یہ کیا ماجرا ہے؟ شیخ نے جواب دیا کہ یہ انگور میرا رزق ہے۔ پھر معلوم کیا کہ آخر اس پتھر میں آپ کب سے عبادت میں مصروف ہیں؟ جواب ملا کہ چار سو برس سے۔ جس کو سنکر حضرت عیسٰی علیہ السلام حیران رہ گئے اور انہوں نے اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ یا اللہ یا میرے معبود! کیا اس سے بھی زیادہ افضل مخلوق تو نے پیدا کی ہے؟ تو اللہ کی جناب سے وحی آئی کہ ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں

سے جس نے شعبان کا مہینہ پایا اور پندرھویں شعبان کی رات کو نماز پڑھی تو اس کو یہ عبادت میرے نزدیک اس چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے یہ سُنکر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے تمنا ظاہر کی کہ کاش میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہوتا! (قلیوبی)

فائدہ:- اللہ اکبر! اللہ نے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر انعام فرمایا ہے کہ ۳۱، کو اس رات کی فضیلت سے نوازا۔

۳۴۔ حکایت۔

## ایک یتیم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے دیکھا کچھ بچے کھیل رہے ہیں اور ایک بچہ ایک طرف بیٹھا ہوا رو رہا ہے جس کے جسم پر پُرانے کپڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے رونے کا سبب معلوم کیا اور فرمایا کہ آخر ان بچوں کے ساتھ تم کیوں نہیں کھیلتے؟ اس لڑکے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں اور کہنے لگا کہ جناب مجھے میرے حال پر چھوڑ دیئے آپ مجھ سے کیا دریافت کرتے ہیں، میرا باپ ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا تھا وہ شہید ہو گیا اور میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا ہے، ان دونوں نے میرا مال ہضم کیا اور مجھے میری ماں کے شوہر نے گھر سے نکال دیا ہے۔ اب نہ میرے پاس کھانے

پینے کا سامان ہے نہ رہنے کو مکان۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ بچے جن کے باپ زندہ ہیں میں نے خوش و خرم کھیلتے دیکھا تو میرا غم تازہ ہو گیا اور مجھے اپنے باپ کی یاد آ گئی اور رونا آ گیا یہ سنکر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہؓ تیری ماں اور فاطمہؓ تیری بہن ہو اور حسنؓ حسینؓ تیرے بھائی یہ سنکر اس لڑکے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ میرے لئے اور کیا خوش قسمتی ہوگی۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کو گھر لے گئے، نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنائے کھانا کھلایا اور اس کو خوش کر دیا، اب وہ لڑکا ہنسی خوشی دوڑتا ہوا ان لڑکوں کے پاس گیا لڑکوں نے معلوم کیا کہ ابھی تو تم رو رہے تھے آخر اتنی دیر میں کیا خوشی حاصل ہو گئی جو ہشاش وبشاش نظر آتے ہو تو اس لڑکے نے جواب دیا کہ میں بھوکا تھا اب آسودہ ہو گیا ننگا تھا اب کپڑے پہن لئے یتیم تھا مگر اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ، اور حضرت عائشہؓ میری ماں اور حضرت فاطمہؓ میری بہن، حضرت علیؓ میرے چچا اور حضرت حسنؓ و حسینؓ میرے بھائی بن گئے ہیں، تو مجھے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی اس کی یہ بات سنکر لڑکوں نے تمنا ظاہر کی کہ کاش ہم سب کے باپ اس لڑائی میں مر گئے ہوتے تاکہ ہمیں بھی یہ نعمت میسر آ جاتی جو اس لڑکے کو یتیمی کے سبب حاصل ہوئی اور اس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو گیا اس کے بعد وہ لڑکا عمر بھر

حضورؐ کی خدمت میں رہا کیا اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس کو اس قدر رنج ہوا کہ اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہوا کہہ رہا تھا کہ آہ آج میں یتیم ہوگیا، میں غریب اور مسافر ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ (قلیوبی)

فائدہ:- اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یتیموں پر کس قدر شفقت فرماتے تھے۔

## حکایت ۳۵۔ رحمتِ الٰہی کی وسعت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا، لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اس کی دادخواہی کے لئے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی اس ظالم نے قتل کیا ہے آپ ہمارا انصاف فرما دیجئے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ثبوتِ جرم پر اس ظالم کے لئے سولی کی سزا تجویز فرمائی اور رات کے وقت ایک پہاڑ پر اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا، اور سب لوگ اس کو تنہا چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

چنانچہ اس ظالم نے اس حالت میں اپنے تمام معبودانِ باطل سے گریہ وزاری کے ساتھ مدد چاہی مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی پرواہ نہ کی۔ سورج اور چاند کے سامنے گڑگڑایا کہ میں نے تم دونوں کو پوجا ہے اب مصیبت میں میری مدد کرو مگر دونوں میں سے کسی نے کوئی فائدہ نہ پہونچایا۔ آخر مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا اور عرض

کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے تیری بہت نافرمانی کی ہے، تجھے چھوڑ کر تیرے غیروں کو پوجتا رہا مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی میری کچھ مدد نہ کی اب تجھے حق سمجھ کر تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوں تاکہ تو اپنی رحمت سے میری مدد فرمائے۔ اس کی اس سچی درخواست پر رحمتِ حق کو جوش آیا اور حکم ہوا کہ اس نے عرصۂ دراز تک معبودانِ باطل کی پرستش کی مگر کچھ نفع حاصل نہ کر سکا اب سب کو چھوڑ کر مجھ سے پناہ چاہ رہا ہے لہٰذا میں نے اس کی دعا قبول کر لی پس اے جبرئیل فوراً میرے بندے کے پاس جاؤ، اور اس کو سلامتی کے ساتھ سولی سے نیچے اُتار دو، حضرت جبرئیلؑ نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس ظالم کو صحیح و سالم زمین پر اتار دیا۔ صبح کے وقت جب لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اس ظالم کو سولی کی لکڑی سے اُتارنے کی اجازت چاہی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ظالم زندہ صحیح و سالم زمین پر موجود ہے پس جب حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں کی اطلاع پر اس کو جا کر اس حالت میں دیکھا تو حیران رہ گئے اور دو رکعت نماز کے بعد جنابِ الٰہی میں درخواست کی کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ وحی آئی کہ اے داؤد! اس بندے نے ہمارے سامنے عاجزی کا اظہار کیا تو ہم نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کو مصیبت سے رہا کر کے جان بچا دی بتاؤ اگر میں بھی اس کی دعا قبول نہ کرتا تو پھر مجھ میں اور ان معبودانِ باطل میں کیا فرق ہوتا۔ اے داؤدؑ اب تم اس پر ایمان پیش کرو، یہ ایمان لائے گا اور اس کا ایمان راسخ ہوگا

کیوں کہ خیر کی توفیق دینا اور صحیح رہنمائی کرنا میرا ہی کام ہے۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کس قدر وسیع ہے کہ ایک ظالم کافر کو بھی اس کی عاجزی وانکساری پر آغوشِ رحمت میں لے لیا۔

حکایت۔

## ۳۶۔ چور غازی بن گئے!

بیان کیا جاتا ہے کہ چوروں کی ایک جماعت کسی قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ابتداءِ شب میں نکلی تھی، جب رات کی اندھیری چھاگئی تو کسی مسافر خانہ کا دروازہ کھٹکھٹا کر بیان کیا کہ ہماری غازیوں کی جماعت ہے جو مسافر خانہ میں شب گذارنا چاہتی ہے یہ سُنکر مسافر خانہ کے محافظ نے دروازہ کھول دیا اور سب لوگ مسافر خانہ میں داخل ہوگئے مالک مسافر خانہ حصولِ ثواب کی نیت سے ان غازیوں کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوگیا جو غازیوں کی خدمت سے برکت حاصل کرنا چاہتا تھا، اس شخص کا ایک معذور اپاہج لڑکا تھا جو کھڑے ہونے پر قادر نہیں تھا۔ مالکِ مسافر خانہ نے چوروں کا بچا ہوا جھوٹا پانی لے کر اپنی بیوی کو تاکید کی تم اس پانی کو لڑکے کے جسم کے تمام اعضا پر مالش کرو، کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ ان غازیوں کی برکت سے اس کو شفا عطا فرمادے۔ یہ سوچ کر دونوں میاں بیوی نے غازیوں کے جھوٹے پانی کی لڑکے کے جسم پر مالش کی صبح ہوتے ہی وہ غازی نما ڈاکو کسی طرف

روانہ ہو گئے اور لوٹ کھسوٹ کے بعد شام کو پھر اسی مسافر خانہ میں واپس آ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپاہج لڑکا صحیح و سالم چل پھر رہا ہے، یہ دیکھ کر چوروں نے مسافر خانہ کے مالک سے دریافت کیا، کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کو ہم نے اپاہج دیکھا تھا؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! یہ وہی بچہ ہے، میں نے آپ لوگوں کا جھوٹا پانی اس کے جسم پر مالش کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ غازیوں کی برکت سے اس بچہ پر رحم فرما کر اپنی رحمتِ کاملہ سے اس کو تندرست کر دیا۔ اس پر جتنا بھی اس کا شکر ادا کروں کم ہے۔

یہ سُنکر وہ سب ڈاکو رونے لگے اور بیان کیا کہ اے مردِ مومن ہم غازی نہیں بلکہ ڈاکو ہیں۔ ڈاکہ ہی مارنے کے لئے تھے مگر اپنے آپ کو غازی ظاہر کرتے ہیں، تیرے مسافر خانہ میں قیام کیا اللہ تعالیٰ نے تیری حسنِ نیت کے صدقے میں تجھے یہ نعمت عطا فرمائی تو اب ہم بھی سچے دل سے توبہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس گناہ کے مرتکب نہ ہوں گے، اللہ ہم سب کو معاف فرمائے اور تیرے اس حسنِ ظن کی بدولت ہمیں غازی بنا دے۔ اللہ نے ان کی یہ توبہ قبول کی اور حقیقت میں وہ پوری جماعت مجاہد اور غازی بن کر آخری وقت تک اپنے اس عہد پر قائم رہی۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ سچ ہے اللہ تو صدقِ دل سے کی ہوئی توبہ اور حُسنِ ظن کو قبول فرماتے ہیں۔

## ۳۷۔ حکایت

# حضرت سلیمانؑ کا کرسی اور تخت!

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کے لئے جلوس کا ارادہ فرمایا تو شیاطین یعنی جناتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے لئے ایک نادر الوجود اور عمدہ کرسی تیار کریں جس کی صفت یہ ہو کہ جھوٹا مدعی یا گواہ اس کے دیکھنے سے تھرّانے لگے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں ہاتھی دانت کی ایک کرسی تیار کی گئی جس کو جواہرات، یاقوت، موتیوں اور زبرجد سے مزیّن کیا گیا تھا اور جواہرات سے انگور کے درخت بنا کر اس کو گھیر دیا تھا جس میں سونے کے چار کھجور کے درخت ایسے تھے جن کی شاخیں چاندی کی بنائی گئی تھیں، ان میں سے دو درختوں کی چوٹی پر دو گدھ بنائے گئے تھے اور اس کرسی اور تخت کے دونوں گوشوں پر سونے کے دو شیر تھے جن کے سروں پر سبز زمرّد کے ستون نصب کیے گئے تھے اس طرح شیاطین نے اس تخت کو ایک ایسے سخت پتھر پر رکھا تھا جس کے نیچے سونے کا ایک شردھا بنا تھا جو اس تخت کو گھماتا تھا چنانچہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے نیچے کے درجہ پر چڑھتے تھے تو وہ کرسی اور تخت اپنے اس تمام سامان کے ساتھ جو اس سے متعلق تھا چکّی کی طرح گردش میں آجاتا تھا اور گدھ اور مور اپنے بازو پھیلاتے تھے نیز شیر اپنے ہاتھ پھیلا کر دُموں کو زمین پر مارنے لگتے تھے اور ہر درجہ میں صعود پر یہی کیفیت پیدا ہوتی رہتی تھی یہاں تک کہ جب حضرت

سلیمان علیہ السلام بالائی منزل پر پہنچتے تو دونوں گدھ مشک و عنبر تیزی کے ساتھ تاج ان کے سر پر رکھتے تھے اور تخت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سونے کا کبوتر زبور کو پیش کرتا جس کو وہ لوگوں کو سنایا کرتے تھے، اُن کے دائیں جانب علماء بنی اسرائیل سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور بائیں طرف معزز جنات چاندی کی کرسیوں پر۔ اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام فیصلہ کے لئے جلوس فرماتے تھے اور جب کسی معاملہ کی شہادت کے لئے گواہ آتے تو وہ کرسی مع اپنے سامان کے گردش میں آجاتی تھی، اور شیر و گدھ اور طاؤس اپنے مذکورہ کام میں مشغول ہوجاتے تھے، یہ دیکھ کر گواہوں پر ایک ایسی ہیبت طاری ہوتی اور سچ و حق کے سوا کوئی جھوٹی شہادت نہ دے سکتے تھے۔

پس جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اس کرسی کو شاہ بخت نصر نے اپنے قبضہ میں لے لیا، مگر جب اس نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک شیر نے اپنے دائیں ہاتھ سے بادشاہ کی پنڈلی اور قدم پر ایک ایسی چھاپ ماری جس کے باعث وہ کرسی پر نہ چڑھ سکا اور اسی ضرب کی کرب و بےچینی میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہ کرسی شہر انطاکیہ روم و شام کے دارالسلطنت میں باقی رہی یہاں تک کہ اہلِ انطاکیہ سے کر اس ابنِ سدرس نے جنگ کی، اور خلیفہ نے بخت نصر کو شکست دی، اس کے بعد کرسی بیت المقدس کی طرف لائی گئی اور کوئی بادشاہ اس کرسی پر چڑھنے پر قادر نہ ہوسکا، پھر اس کو صخرہ بیت المقدس کے نیچے رکھا گیا جس کے بعد آج تک اس کی کوئی خبر یا اثر معلوم نہ ہوسکا کہ کہاں گئی اور کیا ہوا، واللہ اعلم۔

بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ اس حکایت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی وسعت وہیبت دبدبہ اور انصاف کا پتہ چلتا ہے۔

## ۳۸ حکایت۔ اطاعتِ والدین کا ثمرہ

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آسمان وزمین کے درمیان ہوا پر اڑا کرتے تھے چنانچہ ایک دن جب کسی گہرے سمندر پر ان کا گذر ہوا تو دریا میں ہولناک موجیں اٹھتے دیکھ کر ہوا کو پھیل جانے کا حکم دیا اور جناتوں کو دریا میں غوطہ لگا کر نیچے کا حال معلوم کرنے کا۔ جب حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جنوں نے دریا میں غوطہ لگایا تو اس میں موتی کا ایک ایسا چمکدار قبہ دیکھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا، حضرت سلیمانؑ کو اس کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس قبہ کو سمندر سے لانے کا حکم فرمایا، چناں چہ جنات نے اس کو سمندر سے نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جس کو دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جس سے وہ قبہ شق ہوا اور اس کا دروازہ کھل گیا تو حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان اللہ تبارک تعالیٰ کے سامنے سجدے میں مشغول ہے تو حضرت سلیمانؑ نے اس سے دریافت کیا کہ تم فرشتے ہو یا جن؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں تو انسان کی جنس سے ہوں اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے دریافت فرمایا کہ آخر یہ بزرگی اور فضیلت تجھے کیوں کر حاصل ہوئی؟ اس نوجوان نے عرض کیا کہ حضرت مجھے یہ فضیلت

اطاعتِ والدین اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کے سبب حاصل ہوئی ہے، میں اپنی ضعیف والدہ کو اپنی پشت پر لادے رہتا تھا اور ان کی دُعا تھی کہ اے میرے معبود تو اس کو سعادت عطا فرما کر میرے مرنے کے بعد اس کا مقام ایسی جگہ میں متعین فرما جو نہ آسمان میں ہو نہ زمین میں، چنانچہ والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد جب میں ایک دریا کے کنارے گھوم رہا تھا تو میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا جب میں اس کے پاس پہونچا تو اس کا دروازہ کھل گیا اور میرے اندر داخل ہونے کے بعد قدرتِ الٰہی سے خود ہی بند ہو گیا مجھے نہیں معلوم کہ اب میں زمین میں ہوں یا آسمان میں یا ہوا میں — ! اللہ تعالیٰ اسی میں مجھے رزق عطا فرما دیتا ہے، حضرت سلیمانؑ نے دریافت کیا آخر اس میں تجھے روزی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اس نے کہا جب بھوکا ہوتا ہوں تو پتھر سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے اور اس درخت سے پھل جس میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جس کو میں کھا پی لیتا ہوں اور میرے سیراب ہو جانے پر پھر خود ہی وہ درخت غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے دریافت فرمایا آخر تم اس قبہ میں رات اور دن میں کیوں کر امتیاز کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ جناب جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد اندھیرا، پس اس ذریعہ سے دن اور رات کو پہچان لیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ کی دعا ر

سے وہ قبہ دریا کی گہرائی میں اپنے مقام کی طرف لوٹ گیا۔ (قلیوبی)

**فائدہ:-** اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت کی کسقدر عظمت ہے۔

## حکایت ۳۹

## فضیلت میں انتہائی عاجزی درکار ہے۔

حضرت سدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کا ریشمین اور سنہری فرش ایسا تھا جو ان کے تمام لشکر چوپایوں، گھوڑوں اونٹوں، انسانوں، جنوں، وحشی جانوروں اور پرندوں کو اٹھالیتا تھا اس میں اتنی وسعت اور گنجائش تھی حضرت سلیمانؑ کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی اور اسی قدر ان کے لواحقین تھے جو آسمان اور زمین کے درمیان ابر کے قریب تک سیر کیا کرتے تھے، چنانچہ جس مقام کا وہ ارادہ فرماتے ہوا اُن کو وہیں لے جاتی تھی اور تعجیل و تاخیر میں بھی ان کے حکم کی فرماں بردار تھی مگر اس تیزی اور سرعت کے باوجود ہوا کسی درخت یا زراعت کو نقصان نہ پہونچاتی تھی اور جب کوئی کچھ کلام کرتا تھا تو ہوا اس کی بات کو حضرت سلیمانؑ تک پہونچا دیتی تھی۔ حضرت سلیمانؑ کی ایک سونے کی کرسی یاقوت و جواہرات سے مزین تھی جس کے گرد تین ہزار کرسیاں علماء اور وزراء کے لئے مخصوص تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کا یہ لشکر تین سو میل زمین کا احاطہ کئے رہتا تھا اور یہ رقبہ انسانوں جنوں، وحشی جانوروں اور پرندوں کے لئے برابر برابر تقسیم کردیا گیا تھا

جنات سمندر سے موتی اور جواہرات نکالا کرتے تھے اور حضرت سلیمانؑ کے باورچی خانہ میں روزانہ ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائیں ذبح ہوتی تھیں مگر اتنی اعلیٰ منقبت کے باوجود حضرت سلیمانؑ خود اپنی محنت سے جَو کی روٹی کھاتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمانؑ اپنے اس فرس پر سوار تھے اور سواروں کا ایک بڑا لشکر ان کے ہمراہ جس کو دیکھ کر اللہ کی عطا کی ہوئی اس نعمت اور شان و شوکت پر کچھ فخر محسوس ہونے لگا بس اس خیال کا دل میں آنا تھا تو ان کا فرش کسی قدر ایک جانب کو جھکا جس سے لشکر کے بارہ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت سلیمانؑ نے اپنے ہاتھ کا کوڑا فرش پر مار کر اس کو حکم دیا کہ اے فرش سیدھا رہ، جس پر فرش نے زبانِ حال سے کہا اے سلیمانؑ آپ سیدھے رہیں تو سلیمانؑ سمجھ کر فرش تو حکم خداوندی کا مامور ہے بس وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور جو خیال ان کے دل میں پیدا ہوا تھا اس سے معذرت چاہی۔

(قلیوبی)

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ اس قدر وجاہت اور دبدبہ کے باوجود بھی انسان خدا کے حکم کے سامنے عاجز و مجبور ہے۔

۴۴۔ حکایت۔

## شاہِ کسریٰ کا انصاف

نوشیرواں یعنی شاہِ کسریٰ کا عدل تو مشہور ہے چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے کوئی مکان خریدا اور خریدار کو اس مکان میں خزانہ دستیاب ہو گیا تو اس نے بائع کو (یعنی بیچنے والے کو) اس کی اطلاع دی کہ آپ کے مکان میں مجھے خزانہ ملا ہے۔ یہ سُنکر بائع نے جواب دیا کہ [illegible] نے جب آپ کو یہ مکان فروخت کیا تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس میں خزانہ ہے اگر تھا بھی تو مکان خرید لینے کے بعد وہ آپ کا حق ہے کیوں کہ اب آپ مکان کے مالک ہیں اس پر مُشتری (یعنی خریدار) کا اصرار بڑھتا رہا کہ میں نے تو مکان خریدا ہے خزانہ نہیں خریدا یہ تو آپ ہی کا حق ہے آپ کو لینا پڑے گا نوبت بایں جا رسید (یعنی یہاں تک نوبت پہنچی) کہ دونوں کا نزاع (جھگڑا) بڑھتے بڑھتے مقدمہ کسریٰ کی عدالت میں پہنچا اور کسریٰ نے طرفین کے بیان سُنکر کچھ دیر سر جھکایا اور کچھ سوچ کر دریافت کیا کہ تم دونوں کے کوئی اولاد ہے جو اس پر بائع نے عرض کیا کہ ہاں میرا ایک جوان لڑکا ہے اور مشتری نے بتایا کہ میری ایک جوان لڑکی ہے یہ حال معلوم کرنے کے بعد کسریٰ نے حکم دیا کہ تم دونوں آپس میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کر کے ان دونوں کی ضروریات میں اس خزانہ کو لگا دو تاکہ تم دونوں میں رشتہ قرابت کے ساتھ یہ خزانہ تمہاری اولاد کے کام آسکے اور تمہارا وقتی نزاع ختم ہو جائے یہ حکمِ شاہی پا کر دونوں نے اس کی تعمیل کی اور عدلِ

نوشیرواں کی بدولت نزاعِ باہمی ختم ہو گیا [1] (قلیوبی)

۸۱۔ حکایت۔

## ہرنی کا وعدہ پورا کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک میدان میں ہرنی کسی شکاری کے جال میں پھنسی ہوئی ہے جس کو حق تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی اور اس ہرنی نے حضرت عیسیٰ ؑ سے درخواست کی، اے روح اللہ ؑ! میرے چھوٹے بچے ہیں اور میں تین دن سے اس جال میں پھنسی ہوں، آپ شکاری سے اجازت دلادیں کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں، میں بچوں کو دودھ پلا کر یہیں واپس آجاؤں گی یہ سنکر جب شکاری سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی کی سفارش کی تو وہ کہنے لگا یہ واپس نہیں آئے گی۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب شکاری کا قول ہرنی سے نقل کیا تو وہ کہنے لگی، اگر میں واپس نہ آؤں تو میں تو ان لوگوں سے بھی بدتر ہوں جو جمعہ کے روز پانی ملنے کے باوجود غسل نہیں کرتے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ ؑ نے ہرنی سے قول و قرار لیا لہٰذا شکاری کے چھوڑ دینے پر وہ گئی اور حسب وعدہ بچوں کو دودھ پلا کر فوراً واپس آگئی۔ ادھر جیسے ہی حضرت عیسیٰ ؑ واپس ہوئے تو ان کو راستے میں سونے کی

---

فائدہ۔ [1] واقعی انصاف کی بدولت نزاعِ باہمی ختم ہو کر رشتہ قرابت و اخوت کے لئے پیدا ہو سکتا ہے۔

اینٹ ملی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس اینٹ کو شکاری کے حوالے کر کے ہرنی کو رہا کرا دیں۔ پس جب حضرتِ عیسیٰ وہ اینٹ لے کر شکاری کے پاس پہنچے تو شکاری اس سے پہلے ہی ہرنی کو ذبح کر چکا تھا، اس عجلت پر حضرتِ عیسیٰؑ نے ملول ہو کر شکاری کے لئے بد دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے کام سے برکت اُٹھا لے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شکاری کے کاروبار کی سب برکت جاتی رہی۔ • (قلیوبی)

فائدہ۔ نبی اور بزرگوں کی حکم عدولی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ جو جلد بازی سے شکاری کا ہوا۔

## ۲۴ حکایت۔ صدقہ کی فضیلت

بیان کرتے ہیں کہ شہر سمرقند میں ایک شخص بیمار ہوا تو اس نے نذر کی کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرما دے تو جمعہ کے دن کی کمائی ماں باپ کے لئے صدقہ کیا کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرما دی، تو ایک مدت تک اپنی نذر کو پوری کرتا رہا لیکن ایک جمعہ کو اسے کوئی چیز صدقہ کرنے کے لئے میسر نہ آئی آخر اسی پریشانی کی حالت میں کسی عالم سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ تم گھر سے نکل کر تربوز کے چھلکے تلاش کرو اور ان کو دھو کر دیہاتی گدھوں کو کھلا دو اور اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دو۔ چنانچہ اس شخص نے عالم کے قول پر عمل کیا تو شبِ شنبہ میں اپنے والدین کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے

بیٹے سے معانقہ کر کے بتایا کہ ہمارے پیارے بیٹے نیکی کے سب طریقے تو نے ہمارے لئے استعمال کئے، یہاں تک کہ تو نے تربوز بھی ہمیں کھلا دیا جس کی ہمیں خواہش تھی، بس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ سبحان اللہ معمولی صدقہ رضائے الٰہی کا سبب بن گیا تو اصل مال کے صدقہ کا کس قدر ثواب ہوگا۔

۴۴۔ حکایت۔

## حضرت مالک بن دینار کا فیض اور اطاعتِ الٰہی کا ثمرہ

حضرت مالک بن دینار کے زمانہ میں دو شخص بھائی بھائی آتش پرست مشہور تھے ایک دن چھوٹے بھائی نے بڑے سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے تہتر ۷۳ سال آگ کی پرستش کی ہے اور میں نے پینتیس ۳۵ سال آؤ آج ہم آزما کر دیکھیں کہ یہ آگ ہم کو دوسرے غیر آتش پرستوں کی طرح تو نہیں جلاتی؟ اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم آئندہ آتش پرستی کریں گے ورنہ ترک کر دیں گے چنانچہ اس نے آگ جلا کر بڑے بھائی سے کہا کہ آپ پہلے آگ پر ہاتھ رکھیں گے یا میں رکھوں؟ اس نے کہا کہ تم ہی پہلے ہاتھ رکھو، جب چھوٹے بھائی نے آگ پر ہاتھ رکھا تو آگ نے اپنی خاصیت کے مطابق اس کی انگلی جلا دی۔ اس پر اس نے آگ سے ہاتھ کھینچ کر کہا کہ ہائے افسوس میں نے تجھے اتنے عرصہ تک پوجا پھر بھی تو نے میری

اُنگلی جلادی آخراس نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آخر ہم ایسی ذات کی عبادت کیوں نہ کریں جس کی برسوں کی نافرمانی اور گناہ پر اگر ہم سچے دل سے توبہ واستغفار کرلیں توہمیں معاف فرمادے یہ بات بڑے بھائی کی بھی سمجھ میں آگئی اور دونوں بھائی صحیح راستے کے متلاشی بن کر حضرتِ مالک بن دینارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرتِ مالک بن دینارؒ بصرہ میں لوگوں کو وعظ سُنا رہے ہیں اُن کو دیکھ کر بڑا بھائی کہنے لگا کہ میں مسلمان نہیں ہوتا کیوں کہ میری عمر کا زیادہ تر حصہ آگ کی پرستش میں گذرا ہے، اب اگر میں مسلمان ہوگیا تو میرے گھر والے مجھے ملامت کریں گے اور میں اُن کی ملامت کے مقابلہ میں آگ کو ترجیح دیتا ہوں چھوٹے بھائی نے سمجھایا کہ لوگوں کی ملامت تو ایک دن زائل ہو جائے گی لیکن دوزخ کی آگ زائل نہ ہوگی مگر بڑے بھائی کی سمجھ میں، نہ آیا اور وہ بدنصیب واپس چلا گیا لیکن چھوٹا بھائی اپنے بیوی بچّوں کو لے کر حضرت مالک بن دینارؒ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور وعظ سے فارغ ہونے کے بعد تمام ماجرا اُن کو کہہ سنایا اور درخواست کی اس کو معہ بیوی بچوں کے مسلمان بنائیں چنانچہ حضرت مالک بن دینارؒ نے ان سب کو مسلمان کیا اور اس نوجوان نے جب مسلمان ہو کر واپس ہونا چاہا تو حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو میں تمہارے لئے اپنے شاگردوں سے کچھ جمع کردوں جس پر نوجوان نے عرض کیا کہ میں کچھ نہیں

چاہتا اور واپسی میں ایک ویرانہ میں آباد گھر دیکھ کر اس میں مقیم ہو گیا، صبح کو بیوی نے کہا کہ بازار جا کر کوئی ایسا کام تلاش کرو جس سے بچوں کی گذر ہو سکے، چنانچہ وہ نوجوان تلاش معاش کے لئے نکلا مگر کہیں کوئی مزدوری نہ ملی تو اس نے سوچا آخر اللہ تعالیٰ ہی کی مزدوری کیوں نہ کروں یہ سوچ کر دوسرے روز ویرانہ میں جا کر مغرب تک برابر نماز پڑھتا رہا اور رات کو پھر خالی ہاتھ مکان پر چلا گیا۔ بیوی نے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کچھ لائے ہو تو اس نے جواب دیا کہ آج میں نے بادشاہ کی مزدوری کی ہے مگر اس نے کچھ دیا نہیں کل کو اُجرت دینے کو کہہ دیا ہے۔

یہ سنکر سب بچے مجبوراً بھوکے سو رہے۔ صبح کو پھر بازار گیا اور کوئی مزدوری نہ ملی تو وہ دن بھی عبادتِ الٰہی میں گذار دیا، اور شام کو گھر آکر بیوی سے کہا کہ بادشاہ نے جمعہ تک اُجرت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آخر جمعہ بھی آگیا اور جمعہ کو بھی جب کوئی کام نہ ملا تو اس دن بھی وہ عبادت ہی میں مصروف رہا اور زوال کے بعد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اسلام کی دولت سے نواز کر ہدایت عطا فرمائی ہے، بس اس دین کی برکت اور اس کی عظمت سے اہل وعیال کے نفقہ کا غم بھی میرے دل سے دور فرما دے، کیوں کہ مجھے ان کے حال کے تبدیل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ دعا کر کے جمعہ کی نماز کے وقت جب وہ مسجد میں گیا، تو اس کے عیال پر بھوک کا بہت غلبہ تھا اتفاقاً کسی شخص نے آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، جس کی آواز سُنکر

اس کی بیوی باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان سنہری رومال سے ڈھکا ہوا ایک طباق لئے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کو لے لو اور اپنے شوہر سے کہدینا کہ یہ اس کی دو دن کی مزدوری ہے اور اگر تم زیادہ کام کرتے تو مزدوری اور زیادہ ملتی، چنانچہ اس عورت نے طباق کھولا تو اس میں ایکہزار اشرفیاں تھیں، ان میں سے ایک اشرفی لے کر ایک نصرانی صرّاف کے ہاں گئی جس نے اشرفی کا وزن کیا تو دو مثقال سے زیادہ اُتری اس کے بعد جب اشرفی کے نقوش دیکھے تو معلوم ہوا یہ آخرت کے ہدایات سے ہے یہ دیکھ کر صرّاف نے دریافت کیا، یہ اشرفی تم کو کہاں سے ملی ہے؟ عورت نے اس کو تمام واقعہ سُنایا جس کو سُنکر وہ نصرانی صرّاف بھی مسلمان ہو گیا اور دو ہزار درہم عورت کو دے کر کہا ان کو خرچ کرو اور جب یہ خرچ ہو جائیں تو پھر مجھے اطلاع دو۔

اس عورت نے صرّاف سے درہم لے کر کھانا تیار کیا، اُدھر اُس کا شوہر غروب کے بعد جب گھر آنے لگا تو نہایت خشوع وخضوع سے دو رکعت ادا کر کے رومال میں مٹی باندھ لی اور دل میں خیال کیا کہ جب بیوی تقاضا کرے گی تو کہدوں گا اس میں آٹا ہے اور یہی میرے کام کی مزدوری ہے، چنانچہ جب وہ گھر پہنچا تو گھر کو فرش فروش سے آراستہ پایا اور کھانے کی خوشبو سونگھی تو رومال دروازہ ہی میں رکھدیا تا کہ بیوی کو معلوم نہ ہوسکے گھر میں پہونچکر بیوی سے حال معلوم کیا تو اس نے پوری کیفیت بتا دی جس کو سُنکر وہ مردِ خدا سجدۂ شکر بجالایا پھر بیوی نے

دریافت کیاکہ رومال میں کیالائے ہو جو دروازہ میں رکھ آئے تو اس نے جواب دیاکہ اس کا حال مجھ سے نہ پوچھو اور یہ کہہ کر دروازہ میں گیاکہ مٹی پھینک کر رومال لے آئے لیکن دیکھا تو اس میں مٹی کے بجائے آٹا تھا یہ دیکھ کر تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور پھر خدا کے سامنے سربسجود ہو گیا، اور پھر برابر خدا کی عبادت میں مصروف رہا یہاں تک کہ اس کی روح نے قفسِ عنصری سے پرواز کیا، اللہ تعالیٰ اس عبادت گذار مردِ مومن پر رحم فرمائے (قلیوبی)

فائدہ:۔ سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کی ضرورتیں غیب سے پوری کرتا رہتا ہے۔

۴۴۔ حکایت۔ **راہِ خدا کا سودا**

بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں پانچ آدمی تھے، خود حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت حارث رضی اللہ عنہما۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن تک ان سب کو کچھ کھانے کو نہیں ملا تو مجبوراً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کوئی کپڑا حضرت علیؓ کے حوالہ کیا تاکہ اس کو بازار میں فروخت کر آئیں چنانچہ حضرت علیؓ اس کپڑے کو بازار لے گئے جس کی قیمت صرف چھ درم وصول ہوئی۔ اس کو بھی حضرت علیؓ نے فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا۔ اتنے میں حضرت

جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں تشریف لے آئے جن کے ہمراہ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی تھی۔ انہوں نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھ سے یہ اونٹنی خرید لو۔ حضرت علی نے دریافت فرمایا کہ کس قیمت پر فروخت کرتے ہو تو حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ ایک سو درم اس کی قیمت ہے۔ چنانچہ حضرت علی نے وہ اونٹنی خرید لی اور اس کی مُہار پکڑ کر چلے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت میکائیل علیہ السلام ایک بدوی شکل میں سامنے آئے اور کہنے لگے کیا آپ اس اونٹنی کو فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں! فروخت کر دوں گا۔ حضرت میکائیلؑ نے دریافت کیا آپ نے یہ کس قیمت کی خریدی ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک سو درم کی۔ یہ سُنکر حضرت میکائیلؑ نے فرمایا کہ اچھا میں ساٹھ درم نفع پر اس کو خریدتا ہوں۔ پس حضرت علیؓ ایک سو ساٹھ درم لے کر اونٹنی حضرت میکائیل کو فروخت کر دی۔ اس کے بعد پھر حضرت جبرئیلؑ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اپنا حق طلب کیا تو حضرت علی رضؓ نے ایک سو درم اُن کو دیدیئے اور بقیہ ساٹھ درم ہمراہ لے کر حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس پہنچے اور وہ ساٹھ درم حضرت فاطمہ رضؓ کو دیدیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضؓ نے دریافت کیا کہ آخر یہ ساٹھ درم آپ کو کیوں کر حاصل ہوئے؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ تمہارا کپڑا فروخت کر کے میں نے چھ درم حاصل کئے تھے، ان سے اللہ کے ساتھ تجارت کی، اس نے مجھے یہ ساٹھ درم عطا فرما دیئے یعنی ہر درم

کے عوض دس گنا، اس طرح یہ ساٹھ درم حاصل ہو گئے۔

آپ حضرت علیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ پیش کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ وہ بائع جبرئیلؑ تھے اور مشتری میکائیلؑ اور وہ اونٹنی قیامت کے دن فاطمہؓ کی سواری ہو گی، اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ! تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی عطا فرمائی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں، جن میں سے ایک تمہاری بیوی فاطمہؓ جو جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی، دوسرے تمہارے دونوں صاحبزادے حسن حسین رضی اللہ عنہما جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے، تیسرے تمہارے خسر یعنی خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام رسولوں کے سردار ہیں پس تم ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرو۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ سچ ہے جو خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اس کو دس گنا مل جاتا ہے۔

## ۵۴۔ حکایت۔ اولاد کا صدقہ

ایک مرتبہ حضرت ابو قلابہؓ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقبرہ کی قبریں شق ہو گئی ہیں اور اس کے مُردے قبروں کے باہر بیٹھے ہیں جن میں سے ہر ایک کے سامنے ایک نورانی طباق ہے مگر ان میں ایک آدمی ایسا بھی ہے جس کے سامنے وہ نورانی طباق نہیں ہے، یہ دیکھ کر

حضرت ابو قلابہؒ نے اس سے دریافت کیا کہ آخر تیرے سامنے یہ نورانی طباق کیوں نہیں ہے؟ تو اس نے بتایا: کہ ان سب لوگوں کی اولاد اور احباب ایسے ہیں جو ان کے لئے دعائیں کرتے اور صدقہ دیتے رہتے ہیں اسی کا یہ نور ہے جو آپ ان کے سامنے دیکھ رہے ہیں، مگر میرا لڑکا نہ تو میرے لئے دعا کرتا ہے نہ صدقہ دیتا ہے کیوں کہ وہ نیک بخت اور دیندار نہیں ہے اس وجہ سے آپ میرے سامنے وہ نور نہیں دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے میں اپنے ہمسایوں سے بہت ہی شرمندہ ہوں۔

چنانچہ خواب سے بیدار ہو کر حضرت ابو قلابہؒ نے اس شخص کے لڑکے کو بلا کر اپنے خواب کا حال بتایا جس کو سُنکر لڑکے نے اپنے افعال سے توبہ کی اور اطاعتِ الٰہی کے ساتھ اپنے باپ کے لئے صدقات اور دُعاؤں میں مصروف ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر حضرت ابو قلابہؒ نے اس مقبرہ کے مُردوں کو اسی حالت میں دیکھا تو اس شخص کے سامنے ایسا نور تھا جو آفتاب سے زیادہ روشن تھا، اب اس شخص نے عرض کیا کہ ابو قلابہؒ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کی کوشش سے میرے بیٹے نے مجھے آگ سے بچا دیا، اور میں اپنے ہمسایوں میں اس شرمندگی سے بھی چھوٹ گیا جو مجھے لاحق تھی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ (قلیوبی)

فائدہ۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کو اولاد کی دعا اور صدقہ کا بہت جلد اجر و ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔

۴۶۔ حکایت۔

## خدمتِ والدین کا صلہ

حضرت اُوَیس یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے چار لڑکے تھے جب ان کا باپ بیمار ہوا تو ان میں سے ایک بھائی نے دوسروں سے کہا کہ یا تو تم سب مل کر باپ کی تیمارداری کرو مگر اس شرط پر کہ باپ کی میراث سے کچھ نہ لو گے۔ یا میں ان کی تیمارداری کرتا ہوں اور اسی شرط پر کہ اس کی میراث سے کچھ نہ لوں گا۔ یہ سُنکر بھائیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اچھا بس تم ہی ان کی تیمارداری کرو۔ چنانچہ اس نے اپنے والد کی تیمارداری شروع کر دی، ایک دن خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ تم فلاں مقام پر جا کر ایک سو اشرفیاں لے لو مگر اُن میں برکت نہیں ہے۔ صبح اُٹھکر اس نے اپنی بیوی سے تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگی وہ ۹ اشرفیاں لے آؤ۔ مگر اس عقلمند نے ان کے لینے سے انکار کر دیا کہ جب برکت ہی ان میں نہیں ہے تو لے کر کیا کروں۔ اسی طرح پھر دوسری رات کو اس کو خواب میں نظر آیا کہ فلاں مقام سے دس اشرفیاں لے لے مگر برکت ان میں بھی نہیں ہے۔ پھر جب صبح کو اس نے اپنی بیوی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے پھر اشرفیاں لے لینے کی رغبت دلائی مگر اس مردِ دانا نے پھر بھی بے برکت چیز کو لے لینا قبول نہ کیا تو پھر تیسری رات اس سے کہا گیا کہ اچھا فلاں مقام پر جاؤ اور وہاں سے ایک اشرفی لے لو اس

میں البتہ برکت ہے بس یہ سُنکر وہ شخص وہاں گیا اور ایک اشرفی لے آیا وہاں سے واپسی پر اس نے دیکھا کہ ایک شخص دو مچھلیاں فروخت کر رہا ہے اس شخص نے دریافت کیا کہ دونوں مچھلیاں کس قیمت پر دوگے مچھلی والے نے جواب دیا کہ ایک اشرفی ان کی قیمت ہے چنانچہ اس شخص نے وہ اشرفی دے کر دونوں مچھلیاں خرید لیں اور جب ان کو لے کر گھر آیا اور مچھلیوں کا پیٹ چاک کیا تو ایک مچھلی کے پیٹ سے ایک دُرِّ بے بہا نکل آیا جن میں سے ایک موتی لیکر وہ بادشاہِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا، جو بادشاہ کو بہت پسند آیا اور اس کے بدلے بادشاہ نے اس شخص کو ایک کثیر رقم عطا کر دی نیز اس سے کہا اگر تم اس کا جوڑا ملا دو تو میں تم کو بے شمار دولت عطا کروں گا یہ سُنکر اس شخص نے وہ دوسرا موتی بھی بادشاہ کو پیش کر دیا جس کے عیوض بادشاہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس شخص کو کثیر رقم عطا کر دی جس کو لیکر وہ گھر چلا آیا اور اپنے والد کی خدمت کی بدولت سب بھائیوں سے زیادہ مالدار ہو گیا۔ (قلیو بی)

**فائدہ:۔** خدمتِ والدین کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس دولت سے نوازا۔ خدمتِ والدین حقیقت میں بڑی چیز ہے۔

۷۴۔ حکایت۔

## اللہ کا نام لینے کی برکت

بیان کرتے ہیں کسی قاضی کا انتقال ہو گیا جس کی بیوی حاملہ

تھی، اس کے لڑکا پیدا ہوا، ہوشیار ہونے پر دیندار ماں نے اس کو مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا اور معلم صاحب نے بچے کو بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم پڑھائی جس کے پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ سے عذاب اٹھالیا اور فرمایا کہ اے جبرئیل ہماری رحمت کو یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ جس کا بیٹا رحمٰن و رحیم کہہ کر ہمیں پکارے اس کا باپ عذاب میں مبتلا رہے، اے جبرئیل تم اس کے باپ کے پاس جاکر اس کو لڑکے کی بشارت دو۔ چنانچہ تعمیلِ حکمِ الٰہی میں حضرت جبرئیلؑ نے اس شخص کے پاس جاکر اس کو بیٹے کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ فائدہ:۔ سچ ہے اللہ کے نام میں بڑی برکت ہے (قلیوبی)۔

۸۴ حکایت:۔

## عالِم کی برکت

حضرت کعب بن احبارؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے حساب لے گا تو جب اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں گی تو اس بندے کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا، پس جب فرشتے اس کو دوزخ کی جانب لے چلیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیلؑ سے فرمائے گا: میرے بندے کے پاس جاؤ، اور اس سے دریافت کرو کہ کیا وہ دنیا میں کبھی کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ میں اس عالم کی سفارش سے اس کو بخشدوں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دریافت کرنے پر وہ کہے گا کہ نہیں، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام

عرض کریں گے کہ الٰہ العالمین تو اپنے بندہ کے حال سے خوب واقف ہے وہ تو انکار کر رہا ہے، اس کے بعد اللہ جل شانہٗ فرمائے گا اچھا اس سے دریافت کرو کسی عالم کو دوست رکھتا تھا؟ اس پر بھی وہ انکار کر دے گا تو حکم ہوگا ـــــ اچھا معلوم کرو کبھی کسی عالم کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا تھا؟ وہ کہے گا نہیں پھر حکم ہوگا اچھا معلوم کرو کسی محلّے یا گلی میں رہتا تھا وہ کہے گا نہیں پھر فرمائے گا اچھا معلوم کرو اس کا نام یا نسب کسی عالم کے نام و نسب کے موافق تھا؟ وہ کہے گا نہیں، پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا وہ کسی ایسے آدمی سے محبت رکھتا تھا جس کو کوئی عالم محبوب ہو؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں، بس اتنی ہی بات پر جبرئیل ؑ کو حکم ہوگا کہ بس اسی پر میں نے اس کو بخش دیا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ اور جنت میں داخل کر دو۔ (قلیوبی)

فائدہ۔ سچ ہے رحمتِ حق بہانہ می جوید بہانہ می جوید۔

۹۴۔ حکایت۔ لاحول کی برکت

بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک نصرانی کو پانچسو درم کے مطالبہ میں قید کا حکم دیا اور ایک سوار کو اس کے ہمراہ بھیجا، سوار نے دیکھا راستہ میں ایک شخص گھاس کا بوجھ لئے جا رہا ہے اور اس کا بوجھ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے، یہ دیکھ کر سوار نے اس کو سیدھا کر دیا، پھر وہ بوجھ دوسری جانب کو جھک گیا جس کو دیکھ کر سوار نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا، نصرانی نے سوار کی زبان سے یہ کلمہ سنکر اس کلمہ کی بڑی

عظمت کی یہ دیکھ کر سوار نے اس نصرانی سے کہا کہ جب تم اس کلمہ کی اس قدر عظمت کرتے ہو اور اس کو اتنا با برکت سمجھتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لاتے جس کے نام کی عظمت سے اس کلمہ کو یہ برکت حاصل ہوئی ہے اس پر اس نصرانی نے جواب دیا کہ میں نے اس کلمہ کو آسمان کے فرشتوں سے سیکھا ہے۔ یہ سُنکر سوار کو بہت تعجب ہوا اور سوار نے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا تو خلیفہ نے نصرانی کو بُلوا کر دریافت کیا آخر تو نے یہ کلمہ فرشتوں سے کس طرح سیکھا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ واقعہ یہ ہے، میرا ایک چچا بہت مالدار تھا اور اس کی ایک حسین لڑکی تھی میں نے اس چچازاد بہن کے لئے اپنے نکاح کا پیام دیا جس کو میرے چچا نے منظور نہ کیا اور اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، چنانچہ شب زفاف میں اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ میں نے پھر اس سے نکاح کی درخواست کی مگر اس نے اب بھی میری درخواست منظور نہیں کی اور دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا اس کا وہ شوہر بھی اسی طرح جب شب زفاف میں بیوی کے پاس گیا تو مُردہ پایا گیا پھر تیسرے شخص سے اس کا نکاح ہوا، اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا، اس کے بعد چوتھی مرتبہ میں نے پھر اپنے عقد کا پیام دیا تو مجبوراً چچا نے اس لڑکی کا عقد مجھ سے کر دیا، کیوں کہ متواتر ان حادثات کے بعد کوئی دوسرا اس لڑکی سے عقد کرنے کو تیار نہ ہوا۔

آخر میں نے دیکھا کہ خلوت کے وقت شیطان ایک کوہِ گراں کی شکل

میں ظاہر ہوا اور اس نے زور سے ایک چیخ مار کر کہا تو کہاں آیا ہے میں نے جواب دیا کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا ہوں تو وہ شیطان کہنے لگا کیا تجھے معلوم نہیں میں نے اس کے پہلے شوہروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ میں نے جواب دیا ہاں مجھے معلوم ہے یہ سُنکر وہ شیطان کہنے لگا اگر تو اس بات پر راضی ہو کہ یہ عورت رات کو میرے لئے ہو اور دن کو تیرے لئے تو بہتر ہے ورنہ میں تجھے بھی مار ڈالوں گا میں نے اس کی بات کو منظور کر لیا، اور اسی طرح پر ایک مدت گذر گئی تو ایک روز شیطان نے مجھ سے کہا کہ آج میں رات کو ملاء اعلیٰ کی باتیں چوری سے سُننے کے لئے جاؤں گا، کیوں کہ آج رات کو اس کام کے لئے میری باری ہے کیا تم بھی میرے ساتھ آسمان پر چلنے کو تیار ہو؟ میں نے جب اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو شیطان نے ایک بڑے اونٹ کی شکل اختیار کر کے مجھ سے کہا کہ میری پشت پر مضبوطی سے سوار ہو جا چنانچہ جب میں اس پر سوار ہو گیا تو وہ شیطان ہوا میں اڑنے لگا اتنے میں مجھے فرشتوں کی آواز آئی کہ وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" کہہ رہے ہیں جس کو سُنکر شیطان ولیل ہوا اور مُردہ کی طرح زمین پر گر پڑا اور میں بھی اس کے قریب ہی جا گرا، جب کچھ دیر کے بعد اس کو ہوش ہوا تو کہنے لگا کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو، میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، اس کے بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گھر کے دروازہ پر موجود ہوں، پھر جب میں اپنی بیوی کے پاس خلوت میں گیا تو میں نے اس سے کہا اس مکان میں جہاں

کہیں کوئی سوراخ ہو یا روزن ہو ان سب کو بند کر دو، اس نے ایسا ہی کیا، چنانچہ جب رات کو شیطان گھر میں داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اور باہر سے دروازہ کی طرف منہ کر کے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا شروع کیا جو میں نے فرشتوں سے سُنکر یاد کر لیا تھا۔

اتنے میں میں نے ایک سخت آواز سُنی، پھر دوسری اور تیسری مرتبہ لاحول پڑھا تو اس کے بعد بیوی نے مجھے پکارا کہ اندر آجاؤ، جب میں اندر گیا تو بیوی نے بیان کیا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ لاحول پڑھا تھا تو شیطان نے یہاں سے بھاگنے کا راستہ تلاش کیا مگر اسے کوئی راستہ نہیں ملا جب دوسری مرتبہ تم نے لاحول پڑھا تو آسمان سے ایک آگ نے اُتر کر شیطان کو گھیر لیا اور جب تیسری مرتبہ تم نے لاحول پڑھی تو اس آگ نے شیطان کو جلا کر راکھ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ملعون سے نجات دیدی۔

خلیفہ ہارون نے نصرانی کی زبانی یہ واقعہ سُنکر اس کو آزاد کر دیا اور وہ پانچسو درہم بھی معاف فرما دیئے جن کے عوض اس کو قید کا حکم دیا تھا۔ (قلیوبی)

**فائدہ:۔** یہ سب برکت کلمہ لاحول و لاقوۃ الا باللہ کی تھی جس کے پڑھنے سے یہ سب برکت ظاہر ہوئی۔

## حکایت۔ ۵۰۔ شیطان اور فرعون

ایک روز ابلیس لعین نے فرعون کے پاس جا کر دریافت کیا کہ کیا

تو مجھے جانتا ہے تو فرعون نے کہا ہاں جانتا ہوں تو شیطان کہنے لگا کہ اے فرعون تو ایک خصلت میں مجھ سے بھی فوقیت رکھتا ہے فرعون نے معلوم کیا آخر وہ کونسی خصلت ہے تو ابلیس کہنے لگا کہ تو نے خدائی کا دعویٰ کرکے اللہ تعالیٰ پر جرأت کی ہے۔ حالاں کہ میں عمر میں تجھ سے بڑا علم میں تجھ سے زیادہ اور قوت میں تجھ سے بڑھا ہوا ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی جرأت میں بھی نہ کرسکا اور میں نے تیری طرح خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ شیطان کی یہ گفتگو سُنکر فرعون کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا یہ واقعی میری جرأت بیجا ہے جس سے میں اب توبہ کرتا ہوں مگر ابلیس تو پھر ابلیس ہی تھا فوراً کہنے لگا ٹھہر ابھی اس سے توبہ نہ کر کیوں کہ اہل مصر تیری خدائی کو تسلیم کرچکے ہیں اب اگر تو توبہ کرلے گا تو لوگ تیرے خلاف ہو کر تیرا ملک چھین لیں گے اور یہ سلطنت تیرے ہاتھ سے جاتی رہے گی اور تو ذلیل و خوار ہو جائے گا، فرعون کی سمجھ میں آگیا اور سلطنت کے لالچ نے اس کو توبہ سے روک دیا، اور ابلیس سے دریافت کیا اچھا یہ تو بتا، تو تمام روئے زمین پر مجھ سے زیادہ بدتر بھی کسی کو جانتا ہے؟ ابلیس نے جواب دیا کہ ہاں تجھ سے اور مجھ سے یعنی ہم دونوں سے زیادہ بدتر وہ شخص ہے جس سے معذرت اور عذرخواہی کی جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے۔ بس یہ کہہ کر ابلیس وہاں سے چلتا بنا اور فرعون کو اس کی فرعونیت پر اور زیادہ پختہ کردیا۔ لعن اللہ علیہما اقلیہما

فائدہ۔ دیکھو ابلیس نے فرعون کو دُنیا کا لالچ دیکر توبہ سے روک دیا اور اپنی

طرح اس کو بھی ابدی لعنت میں مصروف کر دیا۔

## حکایت ۱۵۱۔ حضرت خضر علیہ السلام کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام دریا کے کنارے بیٹھے تھے اتنے میں کسی سائل نے آکر ان سے سوال کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں مجھے عنایت فرمائیے۔ یہ سُنکر حضرت خضر علیہ السلام پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب کچھ ہوش ہوا تو فرمانے لگے بھائی میں تو صرف اپنی جان اور ذات کا مالک ہوں تم نے مجھ سے اللہ کے واسطے سوال کیا ہے لہٰذا میں اپنی ذات تمہارے حوالہ کرتا ہوں تم جس طرح چاہو اس کو استعمال میں لاؤ۔ بازار میں فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ چنانچہ سائل ان کو بازار لے گیا اور ایک شخص ساحمہ بن ارقمؒ کے ہاتھ ان کو فروخت کر دیا یہ خریدار ان کو اپنے گھر لے گیا جس کی پشت پر اس کا ایک باغ تھا، چنانچہ ساحمہؒ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک کدال دے کر کہا کہ اس سامنے والے پہاڑ سے (جو تین مربع میل رقبہ میں واقع تھا) مٹی کاٹ کاٹ کر باغ میں ڈالتے رہیں اور یہ حکم دے کر ساحمہ اپنی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا اور حضرت خضر علیہ السلام اس پہاڑ سے مٹی کاٹ کاٹ کر باغ میں ڈالنے لگے، جب ساحمہ واپس آیا تو اس نے گھر والوں سے دریافت کیا تم نے غلام کو کھانا بھی کھلایا یا نہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں غلام

کہاں ہے، یہ سُنکر جب ساحمہ خود کھانا لے کر باغ میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ غلام یعنی حضرت خضر علیہ السلام تمام پہاڑ کی مٹی کاٹ کر ڈال چکے تھے اور اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے مولیٰ حقیقی کی عبادت میں مصروف تھے، یہ دیکھ کر ساحمہ کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے دریافت کیا یہ تو بتائیے آپ کون ہیں؟ یہ بات سُنکر حضرت خضر علیہ السلام پر کچھ بے ہوشی سی طاری ہوگئی اور پھر افاقہ ہونے پر انہوں نے فرمایا کہ بھائی میں خضر ہوں جس کو سُنکر ساحمہ کے ہوش اُڑ گئے کہ تو نے یہ کیا کیا؟ ان کو غلام بنا کر ایسے کام پر لگایا یہ تو انتہائی گستاخی ہوئی پھر ہوش آنے پر ساحمہ نے توبہ کی اور پروردگار سے عذرخواہی کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کو آزاد کر دیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمائیے کیونکہ میں ان کو جانتا نہیں تھا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے دعا فرمائی اور سجدۂ شکر بجالائے کہ اے میرے پروردگار میں تیرے ہی حق میں غلام بنا۔ اور تیرے ہی حق میں آزاد ہوا، اس پر تیرا شکر گذار ہوں بعد ازاں واپسی کی اجازت لے کر جب دریا پر واپس آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا دعا مانگ رہا ہے کہ اے میرے رب حضرت خضرؑ کو غلامی سے رہائی عطا فرمادے اور ان کی توبہ قبول فرمالے۔ حضرت خضرؑ نے یہ دیکھ کر اس شخص سے دریافت کیا کہ آخر تم کون ہو؟ تو اس شخص نے بتایا کہ میں تو شاذون

ہوں، آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں خضر ہوں۔ اس کے بعد شاذون
نے کہا اے خضرؑ تم نے اپنے لئے رہنے کا مکان بنا کر دنیا طلب کی ہے
کیوں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا دریا کے کنارے پر ایک عبادت خانہ تھا
پس یہ سُنکر وہ فوراً میدان میں نکل آئے اور وہیں اللہ کی عبادت
میں مصروف ہو گئے اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے اسی جگہ ایک
درخت لگایا اور اس کے سایہ میں عبادت شروع کر دی تو آواز آئی
اے خضرؑ جب تم نے درخت کے سایہ میں سجدہ کیا تو تم نے دنیا کو آخرت
پر ترجیح دی۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے مجھے دنیا کی محبت میں
رضامندی نہیں ہے اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے شاذون
فرشتہ سے کہا کہ اے شاذون دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے
چنانچہ شاذون نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے شاذون کی برکت سے
حضرت خضر علیہ السلام کی توبہ قبول فرمالی۔ واللہ اعلم حقیقتہ حالہ
(قلیوبی)

فائدہ:۔ خدا کے برگزیدہ بندے اسی حالت میں
راضی رہتے ہیں جو اللہ کو منظور ہو۔

حکایت۔ ۵۲

## خدا کے خوف سے رونے کی مقبولیت

حدیث کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کو شہادت پر حساب کے بعد
کثرتِ گناہ کے باعث، دوزخ میں داخل کرنے کا حکم ہوگا تو اس کی آنکھ
کا ایک بال عرض کرے گا الٰہ العالمین تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو خوفِ الٰہی سے روئے گا اللہ تعالیٰ اس پر

آتش دوزخ کو حرام فرمادے گا لہٰذا تو مجھے تو اس کی آنکھ سے نکال لے اللہ تعالیٰ فرمائے گا آخر تو نے اس کی بخشش کیوں طلب نہیں کی وہ بال عرض کرے گا، اے میرے رب تیرے خوف کے سبب سے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے سبب سے اس کو بخش دیا جا تو اس کو جنت میں لے جا۔

فائدہ: سبحان اللہ خدا کے ڈر سے رونے کی کیسی فضیلت ہے۔

## ۵۳۔ حکایت۔ اسمائے الٰہی کی فضیلت

بیان کرتے ہیں کہ طوفانِ نوحؑ کے وقت جب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی آسمان و زمین کے درمیان پانی کی لہروں سے ٹکرانے لگی تو گرم پانی کی حرارت سے کشتی کا روغن پگھلنا شروع ہو گیا اور اندیشہ ہوا کہ کشتی غرق نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء سے ایسا نام حضرت نوح علیہ السلام کو القاء فرمایا جس کی برکت سے کشتی کا روغن پگھلنا بند ہو گیا اور غرقابی کا اندیشہ نہ رہا چنانچہ وہ نام اہیّا اشر اہیّا ہے جس کے معنی ہیں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ تورات میں مذکور ہے کہ اس نام کی برکت سے ڈوبتا ہوا ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے یہی نام اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سکھایا تھا جس کی برکت سے آگ ان پر سلامتی کے ساتھ سرد ہو گئی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہ نام اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بتایا تھا جس

وقت ان کو مکہ معظمہ کی وادی غیر ذی زرعہ میں چھوڑ کر آئے تھے اور فرمایا تھا جب کوئی ضرورت پیش آئے اسی نام کے ساتھ دعا کرنا چنانچہ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیاس کی شدت نے بیتاب کیا اور ان کی والدہ کو پریشانی لاحق ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس نام کے ذریعہ اللہ سے دعا کی جس کی برکت سے زمزم کا چشمہ جاری ہو گیا، یہی نام رہتی دنیا تک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد اور ملاحوں کی زبان پر جاری رہے گا (قلیوبی)

فائدہ:- اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام کسی زبان میں بھی ہو جب اس کو پڑھا جاتا ہے ضرور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

## حکایت ۵۴ حیاتِ شہید کا ایک واقعہ

خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ محمد بطال (بہادر) رومی سے ان کا وہ عجیب واقعہ دریافت کیا جو ان کو بلادِ روم میں پیش آیا تھا تو محمد بطال نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ گردن میں انجیل لٹکائے اور سر پر ٹوپی رکھے ہوئے سر نیچا کیے روم کی چراگاہوں میں چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں پیچھے سے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی اتنے میں دیکھا تو ایک ہتھیار بند سوار نیزہ ہاتھ میں لئے چلا آ رہا ہے جس نے میرے قریب آ کر مجھے سلام کیا اور میرے جواب کے بعد اس نے مجھ سے معلوم کیا کہ کیا تم نے بطال کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا بطال تو میں ہی ہوں، یہ سنکر وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس نے مجھ سے معانقہ کیا اور میرے پیر چومنے لگا میں نے کہا تم یہ

کیا کرتے ہو تو اس نے جواب دیا میں آپ کی خدمت کرنے کو آیا ہوں یہ سُن کر میں نے اس کو دعاء دی اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک چار سوار ہماری طرف دوڑے چلے آرہے ہیں یہ دیکھ کر میرے اس ساتھی نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے میں ان کی طرف پیش قدمی کروں میں نے کہا بہت اچھا، چنانچہ کچھ دیر کی مُٹھ بھیڑ کے بعد ان چار سواروں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور پھر میری طرف بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہوئے میں نے کہا اگر تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنے ساتھی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس کے گھوڑے پر سوار ہو جاؤں انہوں نے اس کو منظور کر لیا۔

چنانچہ جب میں مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور انہوں نے میرا مقابلہ کرنا چاہا تو میں نے کہا تم چار ہو اور میں اکیلا، انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ تم میں سے ایک ایک میرے مقابلہ میں آتا رہے بس ان میں سے ایک سوار میرے مقابلہ میں آیا جس کو میں نے قتل کر دیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہ دوسرے آئے اُن کو بھی میں نے اسی طرح قتل کر دیا اب چوتھا باقی رہا اس سے اس شدت سے جنگ ہوئی کہ ہم دونوں کے نیزے بھی ٹوٹ گئے۔ پھر ہم نے گھوڑوں سے اُتر کر اپنی اپنی ڈھال اور تلواریں سنبھالیں حتیٰ کہ دونوں کی ڈھالیں ٹوٹ گئیں اور تلواروں کے قبضے تک الگ ہو گئے جس سے وہ بھی

زمین پر گر گئیں پھر آپس میں کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے پر قابو نہ پا سکا۔ اس کے بعد میں نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ میرے دین میں جو فرض نماز تھی آج وہ مجھ سے قضا ہو گئی۔ وہ بولا کہ علی ہٰذا القیاس میری بھی یہی صورت ہے کیوں کہ وہ نصاریٰ کا پادری تھا میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ تم واپس ہو جاؤ اور ہم اپنی اپنی فوت شدہ نمازیں قضا کر کے رات میں آرام کر لیں اور پھر صبح مقابلہ ہو وہ کہنے لگا بڑی خوشی سے چنانچہ میں نے اپنی نمازیں ادا کیں اور اللہ کی توحید بیان کی اس نے بھی جو کچھ اس کو کرنا تھا کیا اور سوتے وقت وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم عربی النسل ہو تم میں بے وفائی ہے میرے کانوں میں دو جھانجھ ہیں ان میں سے ایک کو تم اپنے کان میں لٹکا لو اور اپنا سر اس پر رکھ لو جب تم کوئی حرکت کرو گے تو تمہارا جھانجھ بجے گا اور میں خبردار ہو جاؤں گا میں نے اس کو منظور کر لیا اور اسی طرح ہم نے رات گذار دی۔ صبح کو علی الصباح توحیدِ الٰہی کے ساتھ میں نے اپنی فرض نماز ادا کی اور اس کے بعد ہم دونوں کشتی لڑے اور میں نے اس کو پچھاڑ لیا اور اس کے سینے پر سوار ہو کر چاہا کہ اس کو ذبح کر دوں مگر اس نے مجھ سے معافی کی درخواست کی اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر جب دوبارہ ہم کشتی لڑے تو میرا پاؤں پھسل گیا اور اس نے مجھ پر غالب آ کر میرے سینے پر سوار

ہو کر مجھے ذبح کرنا چاہا تو میں نے کہا میں تم کو معاف کر چکا ہوں کیا تم مجھ کو معاف نہیں کرو گے تو میرے اس کہنے پر اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا پھر جب تیسری دفعہ ہماری کشتی ہوئی تو میں مضمحل تو ہو ہی چکا تھا اس نے مجھے پھر پچھاڑ لیا اور میرے سینے پر چڑھ کر مجھے ذبح کرنا چاہا تو میں نے کہا کہ پہلے تو احسان میں ہم تم دونوں برابر ہو چکے اب تم مجھ پر احسان کرو۔ یہ سُنکر وہ کہنے لگا، اچھا تیری مرضی۔ پھر چوتھی مرتبہ بھی کشتی میں اس نے مجھے گرا لیا اور کہنے لگا میں نے اب پہچانا کہ تو بطال ہے بس میں تجھ کو ضرور ذبح کروں گا اور سرزمینِ روم کو تجھ سے نجات دلاؤں گا، میں نے اس سے کہا کہ اگر میرے رب نے چاہا تو تو مجھے ہرگز قتل نہیں کر سکے گا یہ سُنکر اس نے میرے قتل کے لئے خنجر اٹھایا اور کہنے لگا تو اپنے رب سے کہہ کہ وہ اب مجھے روک لے۔ بس اے امیر المومنین اتنے میں میں نے دیکھا کہ میرا وہ مقتول ساتھی کھڑا ہوا، اور اس نے تلوار اٹھا کر اس کا سر اُڑا دیا اور یہ آیتہ کریمہ تلاوت کی:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ ؕ — یعنی اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو تم مُردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں (قلیوبی)

فائدہ:۔ سچ ہے شہید فی سبیل اللہ کا بڑا درجہ ہے جنہوں نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کر دیں۔ اللہ ان کو غیر شعوری زندگی عطا فرمادے

## ۵۵۔ حکایت۔
## عشرۂ محرم میں روزے کی فضیلت

یعقوب ابن یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میرا ساتھی نہایت متقی اور پرہیزگار تھا، مگر اس کی ظاہری حالت سے اس کا پتہ نہیں چلتا تھا، دس سال سے برابر وہ میرے ہمراہ خانۂ کعبہ کا طواف کیا کرتا تھا اور صحیفۂ داؤدی کا پابند تھا، میں متواتر روزہ رکھتا تھا تو مجھ سے کہتا تھا آپ کا نفس تو اس کا عادی ہو گیا ہے لہٰذا آپ کو اِن روزوں کا کیا ثواب ملے گا۔ وہ خود پورے عشرۂ محرم کا روزہ رکھتا تھا، پہلے ایک میدان میں رہا کرتا تھا، پھر میرے ہمراہ شہر طرطوس میں چلا گیا اور ایک مدت تک ہم وہاں رہتے رہے، اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور ایسے ویرانہ میں اس کا انتقال ہوا کہ وہاں میرے سوا کوئی اس کے پاس نہ تھا لہٰذا میں وہاں سے چلا تاکہ اس کے لئے کفن وغیرہ کا انتظام کروں تو میرے کانوں میں آواز آئی کہ لوگ اس کے مرنے کا تذکرہ کر رہے ہیں اور اس کے جنازے کی نماز کے لئے چلے آ رہے ہیں چنانچہ جب میں اس کے لئے کفن اور خوشبو لے کر واپس ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس قدر کثیر مجمع ہو گیا ہے جس میں مجھے اس ویرانہ میں میت تک پہنچنا دشوار ہو گیا، یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی اور دل میں کہنے لگا الٰہ العالمین! آخر لوگوں کو اس کے انتقال کی خبر کس نے پہنچائی کہ اس قدر مخلوق جمع ہے اور اس کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کر کے

رو رہے ہیں، آخر جب بہزار دقت میں وہاں تک پہنچا تو میں نے دیکھا پہلے سے اس کے پاس ایسا کفن موجود ہے جو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا اور اس کفن پر سبز خط میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے اللہ کی خوشنودی کو اپنے نفس کی خواہشات پر ترجیح دی ہے اس نے ہمارے دیدار کو محبوب سمجھا اس لئے ہم نے اس کی ملاقات کو پسند کیا۔ بعدازاں ہم نے نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کر دیا اس کے بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں وہی شخص ایک سبز گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے جسم پر سبز لباس ہے اور ہاتھ میں جھنڈا، ایک خوبصورت جوان اس کے پیچھے ہے جس کے لباس سے پاکیزہ خوشبو آرہی ہے اس نوجوان کے پیچھے دو بوڑھے آدمی ہیں اور ان کے پیچھے ایک بوڑھا اور ایک جوان اور ہے، میں نے اس سے دریافت کیا آخر یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ نوجوان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ان کے پیچھے دو بوڑھے دوست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے جو بوڑھا اور جوان دیکھ رہے ہو یہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور میں ان کا علم بردار ہوں۔ میں نے دریافت کیا آخر یہ حضرات کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تو اس نے بتایا کسی کی ملاقات کو جا رہے ہیں پھر میں نے اپنے رفیق سے معلوم کیا آخر تم کو یہ بزرگی اور فضیلت کس وجہ سے حاصل ہوئی؟ تو اس نے بتایا کہ میں

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنی مرضیات پر ترجیح دیتا رہا ہوں اور عشرۂ محرم کے روزے رکھا کرتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما کر مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوا اور پھر میں نے تا حیات عشرۂ محرم کے روزے ترک نہیں کئے۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ اخلاص و عمل بڑی چیز ہے اور یہی خدا کی رحمتوں کے مبذول ہونے کا سبب ہے۔

## ۵۶- حکایت - بسم اللہ کی برکت

بیان کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی رح کی ایک لونڈی بغض و عداوت کے سبب ان کو زہر پلا دیا کرتی، مگر وہ اُن پر اثر انداز نہ ہوتا تھا اسی طرح ایک عرصہ گذر جانے کے بعد اس باندی نے خود ابو مسلم رح سے عرض کیا کہ ایک عرصہ سے میں آپ کو زہر پلا رہی ہوں کیا بات ہے کہ وہ آپ پر اثر نہیں کرتا۔ یہ سُنکر ابو مسلم رح نے دریافت کیا آخر تو کیوں ایسا کرتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں تو ابو مسلم رح نے فرمایا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب میں کچھ کھاتا یا پیتا ہوں تو پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیتا ہوں اور اس باندی کو آزاد کر دیا تاکہ وہ جہاں چاہے اپنے حسب منشا نکاح کرلے۔

فائدہ:۔ اللہ کے نام کی برکت سے زہر جیسی سَمِ قاتل چیز بھی بے اثر ہو کر رہ گئی

۵۷ حکایت۔

## اُمتِ محمدیہ کیلئے فرشتوں کی دعا

حضرت مقاتلؒ فرماتے ہیں کہ کوہِ قاف کے پیچھے ایک زمین ہے جو چاندی کی طرح روشن نرم اور چکنی ہے اور اس کی وسعت دنیا سے سات گنی ہے اور وہ تمام زمین فرشتوں سے اس طرح بھری ہوئی ہے اگر سوئی بھی گر جائے تو وہ ان پر گرے گی؟ ان فرشتوں میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک جھنڈا ہے جس پر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے اور وہ فرشتے ماہِ رجب میں ہر رات کو کوہِ قاف کے گرد جمع ہو کر گریہ وزاری کے ساتھ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے رب امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، اور اس کو عذاب سے نجات دیدے۔

جب انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ فرشتوں کی یہ جماعت اللہ کے دربار میں گریہ وزاری کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت کرتا ہے آخر تم کیا چاہتے ہو؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہ العالمین ہماری یہ درخواست ہے کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی مغفرت فرمادے۔ تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ یقیناً میں نے اُن کو بخش دیا (قلیوبی)

فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی، فرشتوں کی دعا اور حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اُمت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے۔

## ۵۸۔ حکایت
# حضرت رابعہ عدویہؒ کے مال کی حفاظت

بیان کرتے ہیں کہ حضرت رابعہ عدویہؒ جب ایک رات سو رہی تھیں تو ان کے مکان میں ایک چور داخل ہوا اور ان کے گھر کا سامان لے کر دروازہ سے نکلنے کا قصد کیا تو دروازہ اس پر پوشیدہ ہو گیا چنانچہ بیٹھ کر دروازہ کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگا، اچانک اسے آواز آئی کہ کپڑے رکھدے اور دروازہ سے باہر نکل جا۔ چنانچہ جب اس نے کپڑے رکھدیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا۔ اس کے بعد پھر اس نے کپڑے اٹھا کر باہر جانا چاہا تو پھر دروازہ پوشیدہ ہو گیا یہ دیکھ کر پھر اس نے کپڑے رکھدیئے تو پھر دروازہ دکھائی دینے لگا۔ چنانچہ جب کئی مرتبہ اس پر یہی واقعہ گذرا اور حیران تھا کہ ماجرا کیا ہے؟ تو اس کو ایک غیبی آواز آئی کہ اے شخص اگر رابعہ اس وقت سو گئی ہے تو اس کا حبیب تو نہیں سوتا ہے اس کو تو نیند اور اونگھ آتی ہی نہیں، یعنی اللہ تو اس کا محافظ ہے۔ یہ سنکر چور نے کپڑے رکھدیئے اور اس کو یقین ہو گیا کہ تو رابعہ کا سامان لے کر دروازہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ بس وہ خالی ہاتھ دروازہ سے باہر نکل گیا۔ (قلیوبی)

فائدہ: سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر حالت میں اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

## ۵۹. حکایت
## خدا کے حکم سے کٹے ہاتھ کا جُڑ جانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک حبشی غلام پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس غلام سے دریافت فرمایا کہ کیا واقعی تو نے چوری کی ہے؟ جس کا اس نے اقرار کر لیا، اسی طرح تین مرتبہ جب اس نے اپنی چوری کرنے کا اقرار کر لیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اس کٹے ہوئے ہاتھ کو لے کر وہ باہر نکلا ہی تھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہو گئی اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے بتایا کہ دین کے بازو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کاٹا ہے، یہ سُنکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو اُن کی اس قدر تعریف کر رہا ہے اس پر اس حبشی غلام نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ جی ہاں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ کے بدلے مجھے دردناک عذاب سے بچا دیا، یہ سُنکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی جو کچھ غلام نے کہا تھا جس کو سُنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حبشی غلام کو بلا لیا اور اپنے ہاتھ سے کٹا ہوا ہاتھ اس کی جگہ پر رومال کے نیچے رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے وہ ہاتھ اسی طرح جُڑ کر بالکل صحیح ہو گیا (تفسیر ابی)

فائدہ:- اللہ والوں کی دعاء میں بڑی برکت ہے اللہ تعالیٰ ان کی دعاء کو قبول کر ہی لیتا ہے۔

۶۰ حکایت۔

## عبادتِ الٰہی کا صلہ

بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا کافر، اور تھے دونوں دریا کے شکاری۔ کافر بت کو سجدہ کرتا تھا مگر جب مچھلیوں کے لئے جال دریا میں ڈالتا تو اس قدر مچھلیاں اس میں آجاتی تھیں کہ اس کو کھینچنا مشکل ہو جاتا۔ مگر مسلمان کے جال میں صرف ایک ہی مچھلی آتی تھی اور اسی پر صبر کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرتا تھا۔

اتفاقاً ایک روز اس مسلمان کی بیوی اپنے مکان کی چھت پر گئی تو اس کی نظر کافر کی بیوی پر پڑی جو زیور اور بہترین لباس سے آراستہ تھی، یہ دیکھ کر اس مسلمان کی بیوی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ کاش میں بھی ایسی ہی ہوتی تو کافر کی بیوی بولی کہ تو اپنے شوہر کو آمادہ کرلے وہ بھی میرے شوہر کے معبود یعنی بت کی عبادت کیا کرے تاکہ تو بھی میری طرح مالدار ہو جائے۔ یہ سنکر مسلمان بھائی کی بیوی کچھ غمزدہ سی ہو کر نیچے آئی اور جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس نے بیوی کا حال متغیر دیکھ کر دریافت کیا آخر کیا بات ہے جس سے تو اس قدر غمزدہ معلوم ہوتی ہے؟ تو وہ کہنے لگی بس میاں یا تو تم مجھے طلاق دیدو یا اپنے بھائی کے معبود کی پرستش اختیار کرو، یہ سنکر اس کے شوہر نے

کہا کہ خدا کی بندی تو خدا سے نہیں ڈرتی ایمان کی دولت کے بعد یہ کفر کی باتیں کرتی ہے تو عورت بولی بس مجھ سے اب زیادہ باتیں نہ بناؤ میں ننگی بوچی نہیں رہ سکتی جبکہ دوسری عورتوں اور خصوصاً تیرے بھائی کی بیوی کو میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ زیورات اور عمدہ عمدہ لباس سے آراستہ رہتی ہے۔ جب اس مردِ مومن نے دیکھا کہ عورت تریا ہٹ پر اُتر آئی ہے اور اس کا اصرار حد سے بڑھ چکا ہے تو اس نے عورت کو تسلی دی کہ اچھا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، میں کل سے کاریگروں اور مزدوروں میں جا کر محنت کر کے تجھے روزانہ دو درہم دیتا رہوں گا تو اس سے اپنی حالت درست کر لینا، یہ سُنکر عورت کو کچھ تسکین حاصل ہوئی اور سویرے ہی وہ مردِ مومن مزدوری کی تلاش میں نکلا لیکن کسی نے اس کی بات نہ پوچھی، یہ دیکھ کر وہ دریا کے کنارے پہنچا، اور شام تک اللہ کی عبادت میں مصروف رہ کر رات کو جب گھر آیا تو بیوی نے دریافت کیا آج تم کہاں تھے تو وہ کہنے لگا میں بادشاہ کی خدمت میں تھا اس نے مجھ سے تیس دن کام کرنے کی شرط کر لی ہے، عورت بولی کہ آخر وہ بادشاہ تم کو کیا دے گا تو اس نے جواب دیا کہ میرا بادشاہ بڑا کریم ہے اور اس کے خزانے مال و دولت سے بھرے ہوئے ہیں وہ مجھے وہی دیگا جو میں چاہوں گا، چنانچہ اسی طرح برابر وہ اپنے معبودِ برحق کی عبادت میں مصروف رہا اور جب تیسری رات ہوئی تو بیوی نے کہا سنو میاں! اگر کل تم نے مجھے مزدوری لا کر نہیں دی تو تم پر مجھے طلاق دینا لازم ہو جائیگا

یہ سُنکر اس کو کسی قدر پریشانی لاحق ہوئی اور تیسویں صبح کو اس نے ایک یہودی سے کہا کیا تم مجھے مزدوری پر لگالو گے؟ یہ سُنکر یہودی کہنے لگا کہ ہاں تم کو مزدوری تو مل جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ میرے پاس تمہارے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ ہوگا، چنانچہ وہ مردِ مومن روزہ کی نیت کر کے یہودی کے ساتھ ہولیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام انتیس ۲۹ اشرفیاں ایک نورانی طباق میں لیکر اس کی بیوی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے میں بادشاہ کا قاصد ہوں اسی نے یہ اشرفیاں لے کر مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تیرا شوہر ہمارے کام میں تھا ہم نے اس کو نہ چھوڑا، یہاں تک اسی نے ہم کو چھوڑ دیا، اور یہودی کے پاس چلا گیا اگر وہ اور ہمارا کام کرتا تو ہم اس کو اور زیادہ اُجرت دیتے بس یہ ایک اشرفی کی کمی اس وجہ سے ہوئی ہے چنانچہ وہ عورت ان میں سے ایک اشرفی لے کر بازار گئی جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لکھا ہوا تھا، صراف نے ایک ہزار درہم اس کی قیمت عورت کے حوالہ کر دی اور جب شام کو وہ مردِ مومن گھر واپس آیا تو عورت نے اس سے دریافت کیا آج تم کہاں تھے؟ اس نے جواب دیا کہ آج میں ایک یہودی کے کام پر گیا ہوا تھا تو بیوی کہنے لگی کہ آخر بادشاہ کی خدمت ترک کر کے تم دوسرے کی خدمت کیوں کرتے ہو، پھر اس کو اشرفیوں کا واقعہ سُنایا جس کو سُنکر وہ مردِ مومن روتے روتے

بیہوش ہو گیا اور جب اس کو کچھ ہوش ہوا تو بیوی سے کہنے لگا افسوس کہ میں نے بادشاہِ دو جہاں کی خدمت کا حق اپنے اوپر لازم نہ کیا اس کے بعد اس شخص نے عورت کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں پر چلا گیا جہاں خدا کی عبادت ہی میں مصروف رہ کر اس کا انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین (قلیوبی)

فائدہ:۔ سچ ہے اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے وہ بندہ کو اس کی عبادت کا صلہ ضرور دیتا ہے۔

## ۶۱۔ حکایت۔ مسکین کی امداد کا صلہ

بیان کرتے ہیں کہ کوئی فقیر عاشورۂ محرم میں ایک قاضی کے پاس آیا اور اس کو دعا دیکر عرض کیا میں صاحب عیال ہوں، عاشورہ کے دن آپ کے پاس اپنی ضرورت لے کر آیا ہوں آپ ......... کچھ میری مدد فرما دیجئے تاکہ آج میرے بچوں کا پیٹ بھر جائے اللہ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے گا۔ قاضی صاحب نے فقیر کی درخواست سُنکر ظہر تک کا وعدہ کیا، جب وہ ظہر کے وقت آیا تو عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک کا وعدہ کیا، اس طرح جب تمام دن اُس کو پریشانی میں گذر گیا اور اُدھر بھوک سے اس کے بچوں کا کلیجہ مُنہ کو آرہا تھا تو ایسے وقت قاضی نے اس کو جواب دیا کہ افسوس میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تجھے دے سکوں قاضی صاحب کا یہ جواب سُنکر وہ شکستہ دل فقیر روتا ہوا واپس ہوا کہ اب میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں گا۔

اسی حالت میں وہ فقیر ایک نصرانی کے دروازہ سے گذرا نصرانی نے اس کو روتا اور بلکتا دیکھ کر از راہِ ہمدردی دریافت کیا آخر تیرا کیا حال ہے اور کیوں رو رہا ہے؟ فقیر نے کہا میرا حال نہ پوچھئے تو نصرانی نے اس کو اللہ کی قسم دلا کر کہا کہ مجھے اپنا حال بتا دے، چنانچہ جب اس فقیر نے اپنی سرگذشت سُنائی تو نصرانی نے فقیر سے یوم عاشورہ کی فضیلت معلوم کی جس کو سُنکر نصرانی کا دِل بھر آیا اور اس نے فقیر کو اس کی طلب سے کہیں زیادہ اور بیس درہم دے کر کہا ہر مہینے تیرے بچوں کا یہ وظیفہ میرے ذمہ لازم ہے، چنانچہ وہ فقیر خوشی خوشی جب کھانے کا سب سامان لے کر گھر پہنچا تو بچوں نے بھی خوش ہو کر دعا کی کہ ہمارے معبود جس نے ہماری مدد کی ہمیں خوش کیا ہے تو اس کو جلد سے جلد اپنی مرضیات سے نواز دے، اس کے بعد جب رات کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے اپنا سر اُٹھا، قاضی نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو محل ہیں جن میں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی لگا کر تعمیر کئے گئے ہیں، جن کو دیکھ کر قاضی صاحب نے حیرت سے دریافت کیا یا اللہ آخر یہ محل کس لئے بنائے گئے ہیں تو جواب ملا کر یقیناً یہ دونوں محل تیرے لئے تھے اگر تو نے فقیر کی حاجت پوری کر دی ہوتی مگر جب تو نے اس کو ناکام واپس کر دیا تو اب یہ دونوں محل اس نصرانی کے ہو چکے جس نے اس کی مدد کی ہے یہ دیکھ کر قاضی حسرت و افسوس کرتا ہوا خواب سے بیدار ہوا اور اس نے نصرانی کے پاس

جا کر معلوم کیا کہ تو نے شب گذشتہ کیا نیکی کی ہے نصرانی نے معلوم کیا آخر آپ یہ سوال کیوں کرتے ہیں؟ قاضی نے اپنا خواب بیان کر کے نصرانی سے کہا کہ کل جو نیکی تم نے اس فقیر کے ساتھ کی ہے اس کو ایک ہزار درہم لے کر مجھے فروخت کر دو۔ یہ سُنکر نصرانی کہنے لگا کہ میں تو زمین بھر سونے کے عوض بھی اس کو فروخت نہیں کر سکتا، لیکن ہاں میں تم کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، پس اسی کلمۂ شہادت پر اس کی موت واقع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ (قلیوبی)

**فائدہ:۔** اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضامندی کے لئے اس کے ضرورت مند بندے کی امداد کا یہ صلہ اس کو حاصل ہو گیا۔

## ۶۲۔ حکایت۔ محبتِ الٰہی میں مصیبت میں شکر گذاری

حضرت ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ کی نیت سے گھر سے نکلا تھا کہ مجھے سخت سردی محسوس ہوئی اور میں نے ایک پہاڑی غار میں پناہ لی، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا شیر غار کے اندر آ کر مجھ سے کہنے لگا کہ میری اجازت کے بغیر تجھے کس نے میرے گھر میں داخل کیا، میں نے کہا میں ایک مسافر ہوں سامانِ سفر ختم ہو چکا ہے اور میں اس رات میں تیرے پاس مہمان آیا ہوں، یہ سُنکر وہ شیر اس سے علیحدہ ہو کر ایک پہلو سو رہا، اور میں نے تمام رات تلاوتِ قرآن میں

بسر کی جب صبح کو میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو وہ شیر مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابراہیم تم اس پر تعجب نہ کرنا کہ میں شیر کے پاس سویا تھا اور اس سے سلامت رہا، خدا کی قسم میں تین دن سے بھوکا ہوں اگر تم میرے مہمان نہ ہوتے تو میں تم کو ضرور کھالیتا اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے چل دیا، پس جب میں اپنا حج ادا کر کے اپنی عبادت گاہ کی طرف واپس ہوا تو میرا نفس بیس سال سے برابر انار کی خواہش کر رہا تھا جس کو میں اب تک ٹالتا رہا مگر ایک رات کو میرے نفس نے کہا بخدا اگر میری خواہش پوری نہ کی تو میں عبادت میں سستی کرنے لگوں گا تو میں نے کہا کسی آبادی میں داخل ہو کر میں تیری خواہش پوری کردوں گا، چنانچہ جس وقت میں ایک میدان سے گذر رہا تھا تو میری نظر ایک انار کے درخت پر پڑی جس پر کثرت سے انار لگے ہوئے تھے میں نے اس سے ایک انار لیا مگر وہ ترش تھا، اسی طرح اور بھی دو چار انار توڑے مگر سب کو ترش پایا میرا نفس کہہ رہا تھا کہ میں نے تو تجھ سے میٹھے انار کی خواہش کی تھی بعد ازاں میں ایک آبادی میں پہنچا اور وہاں پہنچکر باغبان سے ایک انار مانگا مگر اس کو بھی ترش ہی پایا جب میں نے باغبان سے انار کی ترشی کا ذکر کیا تو کہنے لگا، اے ابراہیم تمہارا نفس جو کچھ چاہتا ہے تم اس کی تابعداری نہیں کرتے ہو، بخدا مجھے اس باغ میں رہتے ہوئے چالیس سال گذر گئے لیکن آج تک میٹھے اور کھٹے کی تمیز نہیں کر سکا یہ سُنکر مجھے بڑا تعجب ہوا

اور میں وہاں سے چل دیا راستے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان مصائب کا شکار ہے بھڑیں اس کے جسم پر ڈنک مار رہی ہیں اور اس کے ہاتھ پیروں سے کیڑے جھڑ رہے ہیں مگر اس پر بھی وہ شخص خدا کا شکر ادا کر رہا ہے کہ مجھے اللہ نے اس مصیبت سے عافیت دی جس میں اس کی بہت سی مخلوق مبتلا ہے، یہ دیکھ کر میں نے حیرت کے ساتھ اس سے پوچھا کہ اے شخص اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی یہ سُنکر اس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ابراہیم یقیناً جسم میں بھڑوں کا ڈنک مارنا انار کی خواہش سے بہتر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تو خدا کا ایسا بندہ ہے جس کا امتحان مقصود ہے اسی لئے تو جو چاہتا ہے خدا اس کے خلاف کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے شیریں انار کو ترشی سے بدل دیا یہ سُنکر میں بے ہوش ہو گیا اور جب مجھے ہوش ہوا تو میں نے اس نوجوان سے کہا اے شخص جب تیرا اتنا بلند مقام ہے تو تو اللہ تعالیٰ سے اپنی شفا کی درخواست کیوں نہیں کرتا اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے تصرف کا حق ہے وہ اُن کے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے اور آزماتا ہے کہ کس قدر بندے اُس کے حکم پر صبر اور شکر کے ساتھ اُس کی مرضی کے طلبگار ہیں۔ اے ابراہیم بخدا اگر اللہ تعالیٰ میرے ایک ایک عضو کو کاٹ ڈالے تب بھی میں اس کی محبت سے منہ نہ موڑوں گا۔ (قلیوبی) فائدہ:۔ یقیناً جن کے دل میں اللہ کی محبت سما جاتی ہے وہ ہر حالت میں خدا کا شکر ہی ادا کرتے رہتے ہیں۔

## ۶۳۔ حکایت۔ راہِ خدا میں دو درہم کی فضیلت

کسی فقیر اور اس کے بیوی بچوں کو تین دن سے فاقہ تھا جس سے مجبور ہو کر اس کی بیوی نے کہا کہ ان بچوں میں تو ہماری طرح صبر و برداشت کی قوت نہیں ہے، آخر ان کے لئے تو کچھ انتظام کرنا چاہیئے۔ بیوی کی یہ بات سُنکر شوہر کہنے لگا کہ نیک بخت بچوں کی حالت دیکھ کر میرا بھی کلیجہ مُنہ کو آرہا ہے لیکن کیا کروں، بخدا کئی مرتبہ بازار میں چکر لگا چکا ہوں کہ کوئی خدا کا بندہ کچھ مزدوری پر کام پر لگالے تو بچوں کے لئے کچھ سہارا ہو جائے مگر کسی نے بات تک نہیں پوچھی۔ آخر تنگ آکر بیوی نے کہا اچھا تم میرا یہ کپڑا لیجا کر بازار میں جس قیمت پر بھی ہو سکے فروخت کر آؤ تاکہ ان بچوں کا کچھ کھانے پینے کا بندوبست ہو سکے چنانچہ اس کا شوہر وہ کپڑا لے کر بازار گیا جس کی قیمت دو درہم مل سکی جس کو لے کر وہ غلہ خریدنے کے خیال سے بازار جارہا تھا کہ راستے میں ایک شخص کو کہتے سُنا کہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہے جو اللہ اور رسول کی محبت کی خاطر مجھ پر احسان کرے کیوں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ بس اس مردِ فقیر نے ضرورت مند کی یہ صدا سُنکر اللہ و رسول کی محبت کی خاطر دونوں درہم اس ضرورت مند شخص کو دیدیئے مگر اب خالی ہاتھ گھر واپس جانے سے اس کو شرم معلوم ہوئی کہ بیوی کیا کہے گی، چنانچہ یہ سوچ کر وہ مسجد میں جاکر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گیا اور اللہ سے دعائیں مانگنے لگا جب رات ہو گئی تو گھر

پہونچا اور بیوی کے دریافت کرنے پر تمام واقعہ اس کو کہہ سُنایا، یہ سُن کر بیوی نے کہا کہ تم نے جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر اس کے ایک پریشان حال بندے کی معاونت سے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے واقف اور خبردار ہے یقیناً اس کی ذات بے نیاز ہے اچھا تم اب میرے کپڑوں کا پورا بقچہ لے جا کر فروخت کر آؤ اور اس کی قیمت حاصل کر کے بچوں کے کھانے پینے کا کچھ بندوبست کرو، چنانچہ وہ مردِ فقیر کپڑوں کا بقچہ لئے بازار میں گشت لگاتا رہا لیکن کسی نے نہ پوچھا جس سے وہ غم زدہ اور بھی زیادہ متفکر ہوا، اسی حالت میں وہ اپنے گھر کو واپس ہو رہا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ راستے میں ایک شکاری مچھلی فروخت کر رہا ہے اس مردِ فقیر نے اس شکاری سے کہا کہ میرا یہ کپڑوں کا بقچہ لے کر مجھے مچھلی دیدو جس کو شکاری نے منظور کر لیا، پس وہ مچھلی لے کر گھر پہنچا تو اس کے پاس ایک بڑی مچھلی دیکھ کر بیوی بچے خوش ہو گئے اور جلدی سے اس کی بیوی نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے ایک دُرِ بے بہا نکل آیا جس کو لے کر وہ مردِ فقیر بازار گیا اور تاجروں کو دکھایا جس کی قیمت چودہ ہزار درہم تک پہونچ گئی اور وہ اس موتی کو فروخت کر کے یہ رقم گھر لے آیا۔ جس سے اس کے بیوی بچوں کو انتہائی خوشی حاصل ہوئی اور ان کا سب غم غلط ہو گیا۔

اسی اثنا میں دروازہ پر کسی سائل نے آکر آواز دی کہ اے اللہ کے بندو! جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے اللہ کے نام پر مجھے کچھ عطا

کردو، سائل کی آواز سُنکر وہ مردِ فقیر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بھائی جو کچھ اللہ نے ہمیں دیا ہے اس میں سے نصف ہم سب کے لئے اور باقی نصف تنہا تیرے لئے ہے اگر تم اس پر راضی ہو تو فبہا ورنہ ہم تم کو اور بھی کچھ زیادہ دیدیں گے یہ سُنکر سائل نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور کسی مزدور کی تلاش کے بہانہ وہاں سے چلا گیا اور واپس نہیں آیا اور یہ مردِ فقیر اس کا انتظار کرتے کرتے سو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی سائل موجود ہے۔ جب اس نے سائل سے اس کے واپس نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا میں سائل نہیں فرشتہ ہوں جس کو اللہ نے تمہارے صبر و شکر کی آزمائش کے لئے بھیجا تھا تم نے اللہ کی رضامندی کے لئے جو دو درہم اس کے ضرورت مند بندہ کو دیئے تھے اس کے بدلہ تم کو چودہ ہزار درہم میں اس نے دیدیئے اور آخرت میں بھی وہ تم کو مالا مال کردے گا، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کرے اس کو کوئی بھی روکنے والا نہیں ہے۔ (قلیوبی)

فائدہ:- اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے خرچ کرنے کی یہی فضیلت ہے۔

## ۶۴۔ حکایت۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معجزہ

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص تھا جس کی بیوی نہایت حسین تھی جس پر وہ اسرائیلی فریفتہ تھا چنانچہ جب اس عورت کا انتقال ہو گیا تو اس اسرائیلی کو بڑا قلق ہوا اور ایک مدت تک وہ اس عورت کی قبر پر بیٹھا روتا رہا۔ اتفاقاً حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ادھر سے گذر ہوا تو انہوں نے اس اسرائیلی کو پریشان حال دیکھ کر اس کا سبب

معلوم کیا جب اسرائیلی نے اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دریافت فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کو تیرے لئے زندہ کروں، اس نے عرض کیا کہ ہاں حضور یہی چاہتا ہوں۔

چنانچہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس قبر کے مردہ کو آواز دی تو قبر سے ایک حبشی غلام جس کے ناک کے نتھنوں، آنکھوں اور جسم کے دوسرے سوراخوں سے آگ کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں، حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھتے ہی غلام نے کلمہ پڑھا کہ لا الٰہ الا اللہ وعیسٰی روح اللہ، اسرائیلی نے یہ دیکھ کر عرض کیا حضور مجھ سے غلطی ہوگئی، میری بیوی کی قبر تو یہ دوسری ہے، یہ سنکر حضرتِ عیسٰی علیہ السلام نے حبشی کو حکم دیا کہ تم اپنی قبر میں واپس ہو جاؤ، چنانچہ وہ مردہ ہو کر گر گیا اور اس کی قبر کو مٹی سے چھپا دیا گیا، پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس دوسری قبر کی جانب توجہ فرمائی اور حکم دیا کہ اے صاحب اللہ کے حکم زندہ ہو جا، چنانچہ قبر پھٹی اور اس سے ایک عورت سر سے گرد جھاڑتی ہوئی باہر آگئی جس کو دیکھ کر اسرائیلی بولا کہ یا روح اللہ میری بیوی یہی ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حکم سے وہ اسرائیلی اپنی بیوی کو ہمراہ لے کر واپس ہونے لگا مگر عرصہ سے جاگا ہوا تھا اس لئے اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور اس نے بیوی سے کہا کہ تیری قبر پر گریہ وزاری اور بیداری نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کچھ دیر آرام کر لوں، بیوی کہنے لگی کہ ہاں آپ آرام کر لیجئے، چنانچہ وہ اسرائیلی اپنی بیوی کے زانو پر سر رکھ کر سو گیا، اتنے میں

ایک گھوڑے پرسوار ایک شاہزادہ کا ادھر سے گذر ہوا جو اپنے زمانہ کا یکتا حسین تھا جس کو دیکھ کر شہزادی از خود رفتہ ہو گئی اور اس کا دل قابو میں نہ رہا، اس نے شوہر کا سر زانو سے نیچے رکھا اور فرطِ محبت و غلبۂ عشق سے مجبور ہو کر شہزادے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ادھر جیسے ہی شہزادہ کی نظر اس پر پڑی وہ بھی اس کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گیا اور عورت کی خواہش پر اس کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر لے گیا۔ چنانچہ اس کے شوہر نے بیدار ہو کر جب اپنی بیوی کو نہ پایا تو نہایت پریشان ہوا اور اس کے ملنے کی تدبیر سوچنے لگا، سوچتے سوچتے آخر اس کے نشانِ قدم پر چل کر اپنی بیوی کو تلاش کر لیا جو شہزادے کے پاس پہونچ چکی تھی اُس کو دیکھ کر اسرائیلی نے شہزادے سے عرض کیا کہ یہ میری بیوی ہے آپ اس کو چھوڑ دیجئے۔ ابھی شہزادہ کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ اس عورت نے کہا میں تیری بیوی نہیں بلکہ شہزادے کی لونڈی ہوں یہ سُنکر شہزادہ اسرائیلی سے کہنے لگا کیا مجھ سے میری لونڈی کو لینا چاہتا ہے اس نے کہا خدا کی قسم یہ میری بیوی ہے جس کو میرے سردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرنے کے بعد میرے لئے زندہ کیا ہے، ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتفاقاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے آئے جن کو دیکھ کر اسرائیلی کہنے لگا یا روح اللہ کیا یہ میری وہ بیوی نہیں ہے جس کو آپ نے میرے لئے زندہ کیا ہے؟ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ ہاں! یہ وہی ہے یہ سُنکر عورت کہنے لگی کہ یا روح اللہ یہ شخص جھوٹا ہے میں تو اس شہزادے کی لونڈی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو وہ عورت نہیں ہے جس کو میں نے

اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کیا ہے عورت نے کہا یا روح اللہ بخدا میں وہ نہیں ہوں اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جو جان خدا کے حکم سے میں نے تجھے دی ہے اس کو واپس کردے۔ یہ سنتے ہی وہ عورت پھر مردہ ہو کر گر پڑی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے، کہ جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جو کافر مرا تھا اور زندہ ہو کر ایمان لایا تو وہ اس حبشی غلام کو دیکھ لے جو پھر ایمان کی حالت میں مرا ہے۔ اور جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو مومن مرا تھا پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا اور وہ کافر ہو کر حالتِ کفر میں مر گیا تو وہ اس عورت کو دیکھ لے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر اسرائیلی نے قسم کھائی اب کبھی نکاح نہ کروں گا، اور میدانوں کی طرف نکل گیا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہ کر اسے موت آگئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ نبی اور رسول کے اقرار و انکار کا نتیجہ اس حکایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

## ۶۵۔ حکایت۔ مخلوق پر احسان کا قدرتی صلہ

کوئی دیندار شخص شکار کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ دہشت زدہ اس سے کہہ رہا ہے کہ اے بندۂ خدا! مجھے اس دشمن سے بچالے جو میرے پیچھے پڑا ہوا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دے گا۔ یہ سُنکر اس شخص نے چاہا کہ سانپ کو اپنی چادر سے چھپادے لیکن سانپ نے کہا: کہ اگر تو میرے ساتھ واقعی بھلائی چاہتا ہے تو اپنا منہ

کھولدے تاکہ میں تیرے پیٹ میں جاکر چھپ جاؤں اور اپنے دشمن سے بے خوف ہو جاؤں۔ یہ سُنکر وہ شخص کہنے لگا کہ میں تجھ سے خوف زدہ ہوں کہیں تو مجھ ہی کو تکلیف نہ پہنچادے۔ سانپ نے کہا کہ میں ہرگز تجھ کو تکلیف نہ دوں گا اس کا تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھے بتائے دیتا ہوں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہوں۔ سانپ کی یہ بات سُنکر اس شخص نے اپنا منہ کھول دیا، اور سانپ رینگتا ہوا اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اتنے میں ایک شخص تیز تلوار ہاتھ میں لیئے ہوئے اس کے پاس آیا اور معلوم کیا کہ سانپ کہاں ہے تو اس شخص نے کہدیا کہ میں نے تو سانپ نہیں دیکھا اور اس کے بعد اپنے اس قول سے اس شخص نے سو مرتبہ استغفار کی، بعد ازاں سانپ نے اپنا منہ باہر نکال کر اپنے دشمن کو دیکھنا چاہا تو اس شخص نے بتایا کہ تیرا دشمن واپس چلا گیا اور سانپ سے باہر نکل جانے کو کہا تو سانپ کہنے لگا کہ اب تو دو موتوں میں سے ایک موت کو اپنے لئے پسند کرلے یا تو میں تیرے جگر کے ٹکڑے کر دوں یا تیرے دل میں سوراخ کر دوں تو اس شخص نے کہا کہ بھائی یہ تو کیا کہتا ہے آخر وہ وعدہ کیا ہوا جو میرے اور تیرے درمیان ہوا تھا یہ سُنکر سانپ نے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف آدمی نہیں دیکھا کیا تم اپنے باپ آدم سے میری عداوت بھول گئے، میں نے ہی تو ان کو جنت سے نکلوایا تھا، آخر نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے پر تم کو کس چیز نے آمادہ کیا۔ یہ سُنکر اُس شخص نے سانپ سے کہا کہ اگر تجھ کو میرا قتل

ہی کرنا ضروری ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اس پہاڑ کے قریب اپنے لئے کوئی جگہ متعین کر لوں تو سانپ نے کہا اچھا تم جو چاہتے ہو کر لو تو اس دیندار مرد نے آسمان کی جانب اپنی نظر کر کے عرض کیا، اے لطیف اپنی پوشیدہ مہربانی کے ساتھ مجھ پر مہربانی فرما، یَا لَطِیْفُ یَا قَدِیْرُ میں تیری اس قدرت کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو عرش پر غالب ہے اور عرش کو معلوم نہیں تیری قرار گاہ کہاں ہے یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کیا تو مجھے اس سانپ سے نہ بچائے گا؟ یہ دعا مانگ کر وہ پہاڑ کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ نے جن کا چہرہ پاکیزہ اور لباس معطر تھا سامنے سے آکر فرمایا کہ یہ سبز پتّی کھالے بس میں نے وہ پتّی کھالی جس سے سانپ ٹکڑے ہو کر نیچے گر گیا اور میری پریشانی اللہ نے دور کر دی پھر میں نے ان بزرگ سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا، تو انہوں نے بتایا کہ جب تم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تو ساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے جو کچھ اس سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا ہے میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے حکم فرمایا کہ جنت کی طرف جا کر درخت طوبیٰ کی ایک پتّی لوں اور وہ پتّی لے کر تمہارے پاس پہنچوں اور تم سے مل کر وہ پتّی تم کو کھلا دوں، میں وہ شخص ہوں، کہ آسمانوں میں مجھے معروف اور مقری کہا جاتا ہے تم اپنے اوپر نیکی کرنا لازم کر لو، یقیناً نیکی ہر بلا سے

بچاتی ہے اگر وہ شخص جس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے اس نیکی کو ضائع بھی کر دے مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی نیکی ضائع نہیں کی جاتی اور اس کا اجر ملتا ہے۔ (قلیوبی)

فائدہ:۔ مخلوقِ خدا کے ساتھ احسان کا بدلہ خدا ضرور دیتا ہے

۶۶۔ حکایت۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ اور حضرتِ ابو عامر رضؓ نے اپنے قبیلہ اشعر کی جماعت کے ہمراہ ہجرت کی تو اتفاقاً ان کے پاس زادِ راہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے آدمیوں میں سے ایک قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ حضور سے زادِ راہ طلب کرے مگر جب وہ قاصد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت فرماتے سنا:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ۚ یعنی زمین کے ہر جاندار کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔

یہ سنکر قاصد نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ بس تو قبیلۂ اشعر کے لوگوں کا رزق اور روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور اپنے اس فیصلے کے بعد وہ قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر ہی واپس چلا آیا اور آکر قبیلہ والوں سے کہا کہ تم کو خوش خبری ہو، کہ تمہارے پاس فریاد رس آیا ہے یہ سنکر قبیلے والوں نے خیال کیا کہ اس قاصد نے حضور تک ہمارا پیغام پہونچا دیا ہے ابھی وہ لوگ اسی گفت وشنید میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھا تو دو آدمی ان کے پاس جن کے ہاتھ میں روٹی اور

گوشت سے بھرا ہوا ایک برتن تھا جس کو قبیلۂ اشعر کے ان سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ باقی کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس کر دیا جائے چنانچہ ان لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے جو کھانا ہمارے پاس بھیجا تھا اس سے بہتر اور پاکیزہ کھانا ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو تمہارے پاس کچھ نہیں بھیجا تو ان لوگوں نے حضورؐ کے پاس اپنا قاصد بھیجنے کا واقعہ بیان کیا اس پر حضورؐ نے قاصد سے اس کا حال معلوم کیا۔ جب اس نے اپنی سرگذشت سنائی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی روزی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور آسودہ ہو گئے۔ (قلیوبی)

فائدہ۔ اللہ پر توکل اور اس کے کلام پر یقین کا نتیجہ آسودگی ہے۔

حکایت ۶۷

## عبادت میں بھی اعتدال لازم ہے

حضرت ابی محمد عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی گئی کہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کی قسم جب تک میں زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو نوافل پڑھوں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم ہی وہ شخص ہو جو ایسا کہتے ہو؟ اس پر میں نے حضورؐ سے عرض کیا

کہ حضورؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے یہی کہا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو، بلکہ ایسا کرو کہ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور اسی طرح رات کو آرام بھی کرو اور نوافل بھی پڑھو۔ ہر مہینے تین دن کے روزے بھی رکھ لیا کرو، کیوں کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے لہٰذا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے مانند ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا اچھا تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو جو حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ کا طریقہ ہے اسی کو صومِ داؤدی بھی کہتے ہیں اور یہی روزہ میں اعتدال کا طریقہ ہے۔ ایک روایت کے اعتبار سے یہی طریقہ افضل الصّیام کہلاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے افضل کوئی طریقہ نہیں ہے، چنانچہ بڑھاپے کے وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش کہ میں ان تین ہی روزوں کو قبول کر لیتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا تو یہ مجھ کو میرے اہل اور مال سے زیادہ پیارا ہوتا۔ ایک روایت میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ نعم یعنی ہاں حضور یہ صحیح ہے تو ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور آرام بھی کرو اور

قیام بھی، کیوں کہ آخر تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری آنکھوں کا بھی نیز تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور مہمان کا بھی بس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مہینہ تین روزے رکھ لینا کافی ہے، کیوں کہ ہر نیکی کا دس گن ثواب ملتا ہے، لہٰذا اس کا ثواب ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا میں نے خود اپنے نفس پر سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی، میں نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے نفس میں اور زیادہ طاقت اور قوت محسوس کرتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اچھا تو پھر اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھ لیا کرو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے دریافت کیا کہ حضورؐ! داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا؟ تو حضورؐ نے فرمایا: نصف دہر، یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ رضی عنہ ضعیف اور بوڑھے ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے: کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا۔

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم متواتر روزہ رکھتے ہو، اور ہر ہر رات میں قرآنِ پاک ختم کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ سچ ہے، میں نے تو اس قسم کی عبادت سے خیر کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اچھا تم اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھ لیا کرو کیوں کہ وہ سب سے زیادہ

عبادت گذار تھے اور ہر مہینہ میں ایک قرآنِ پاک ختم کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا حضورؐ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا اچھا بیس روز میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا دس روز میں ختم کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ میں اور بھی زیادہ طاقت محسوس کرتا ہوں تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایک ہفتہ میں قرآنِ پاک پڑھ لیا کرو مگر اس پر زیادتی نہ کرو۔ چنانچہ میں نے خود اپنے اوپر سختی کرنی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری عمر دراز ہو جائے جو تمہارے علم میں نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایسی عمر کو پہنچ گیا جو میرے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی چنانچہ جب میں بوڑھا ہو گیا تو میری خواہش اور تمنا یہ ہوئی کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرے لڑکے کا بھی تجھ پر حق ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا روزہ روزہ ہی نہیں ہے جو ہمیشہ روزہ ہی رکھے اور تین مرتبہ حضورؐ نے اس کی تکرار فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے اور اسی طرح

داؤد علیہ السلام کی نماز بھی زیادہ پسند ہے جو نصف شب آرام فرماتے تھے اور ایک تلث میں قیام پھر رات کے چھٹے حصّے میں آرام کرتے تھے۔ اور اسی طرح ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور جب کوئی دشمن مقابل ہوتا تو پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ (ریاض الصالحین)

فائدہ:۔ حدیث کی اس پوری تفصیل سے جس کا اکثر حصّہ بخاری اور مسلم کا ہے معلوم ہوا کہ نماز ہو یا روزہ یا تلاوتِ قرآن غرض ہر قسم کی عبادت میں اعتدال ہی افضل ہے۔

## ۶۸۔ حکایت حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضری اور عدم حاضری کا فرق

حضرتِ حنظلہ ابنِ ربیع الاسدی رضؓ جو رسول اللہؐ کے ایک کاتب تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ملاقات کے وقت دریافت فرمایا کہ حنظلہ تیرا کیا حال ہے تو عرض کیا حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے یہ سُنکر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ سُبحان اللہ حنظلہ یہ کیا کہہ رہے ہو میں نے عرض کیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حضورؐ ہم کو نصیحت فرماتے وقت جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ ہمارے سامنے ہے مگر جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں میں، زمینوں اور باغات میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان میں سے بہت سی باتیں ہم

بھول جاتے ہیں یہ سُنکر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے چنانچہ میں اور حضرت ابو بکرؓ دونوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ حنظلہ تو منافق ہو گیا یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! آخر یہ کیوں کر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں گویا جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں! اور جب آپ کے پاس سے علیحدہ ہو کر بیوی بچوں، زمینوں اور باغات میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ یہ سُنکر آپ نے ارشاد فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو جس حالت میں میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد ہی میں لگے رہو تو تم سے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں فرشتے مصافحہ کرنے لگیں لیکن اے حنظلہ ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔ تین مرتبہ آپ نے اس بات کو دہرایا (مُسلم از ریاض الصالحین)

فائدہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صحابہؓ کو جو حالات محسوس ہوتے تھے بعض وقت عوام بھی اپنی استعداد کے مطابق اللہ والوں کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی صحبت کی برکت سے ایسا بھی محسوس کرنے لگتے ہیں مگر ہر وقت یہ حالت قائم نہیں رہتی۔

## ۶۹۔ حکایت۔ بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔

حضرت جابر رضؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں اور آواز بلند اور آپ کا غصہ بڑھ جاتا تھا گویا کہ کسی دشمن کے لشکر سے ڈرا رہے ہیں چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ وہ لشکر تم پر صبح حملہ آور ہوگا اور شام کو۔ اور فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح مبعوث کئے گئے ہیں جیسا کہ یہ دونوں انگلیاں شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر بتلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ "حمد و صلوٰۃ کے بعد کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہے اور بدترین اُمور وہ ہیں جن کو دین میں ایجاد کیا گیا ہو، یعنی شریعت میں ان کی کوئی اصل نہ ہو، اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ پھر فرماتے تھے کہ "میں ہر مومن کے نفس سے اس کے لئے زیادہ مستحق ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کے لئے ہے اور قرضہ یا بچے چھوڑ جائے تو میری طرف ہیں اور ان کی کفالت میرے ذمّہ ہے"۔ (رواہ مسلم) ریاض الصالحین

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ ہر بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔

## ۷۰۔ حکایت۔ اعمالِ خیر و شر کا انجام:۔

حضرت جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں کچھ ایسے لوگ آئے جن کے بدن پر کپڑا نہیں

تھا، صرف ٹاٹ کے کپڑے لٹکا رکھے تھے یا ان پر عبا تھے تلواریں لٹکی ہوئی تھیں، ان لوگوں میں سے اکثر بلکہ کُل کے کُل قبیلۂ مُضر سے تھے جن کے فاقہ کی حالت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا پس آپ اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلال رض کو حکم فرمایا انہوں نے اذان پڑھی (نماز کا وقت قریب تھا) اور اقامت کہی پھر نماز پڑھی اور خطبہ دیا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا آخر آیت یعنی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ٥ تک تلاوت فرما کر پھر ایک دوسری آیت پڑھی جو "سورہ حشر" کے آخر میں ہے یعنی" اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص اس بات پر غور کرلے کہ کل یعنی آخرت کے لئے اس نے کیا جمع کیا ہے، ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنا دینار، درہم اور اپنے کپڑے گندم وغیرہ کے ذخیرے سے صدقہ کرے اگرچہ کتنا تھوڑا ہو"۔ چنانچہ انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے کر آئے (اتنی وزنی) کہ اس کے وزن میں اس کا ہاتھ عاجز آ رہا تھا اس کے بعد اور لوگوں نے بھی صدقہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ گئے (اس کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دمکنے لگا گویا کہ سونا چمک رہا ہے، اس کے بعد رسول

نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو شخص اس کے بعد عمل کرتا رہے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اسی طرح جس شخص نے اسلام میں کوئی غلط طریقہ نکالا اس کا بارِ اس پر ہوگا اور جو لوگ اس کے بعد غلط طریقے پر عمل کریں گے اس کا عذاب بھی اس شخص کو ہوگا۔ اور غلط عمل کرنے والوں کے عذاب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ریاض الصالحین بروایت مسلم)

فائدہ:۔ اعمال خیر و شر کا انجام یہی ہوتا ہے۔

## ۷۱۔ یومِ خیبر میں حضور اکرمؐ کا حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کو جھنڈا عطا فرمانا

حضرت ابی العباس سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ خیبر میں ارشاد فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو ضرور دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح فرمائے گا اور وہ شخص اللہ و رسول کو محبوب رکھتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتا ہوگا۔ چنانچہ سب لوگوں نے دن رات اسی غور و فکر میں گذاری کہ دیکھئے جھنڈا کس کو عطا ہوگا چنانچہ صبح کو جب صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر شخص یہ اُمید لیکر آیا کہ یہ جھنڈا اس کو ملے گا، حضور

اکرمؐ نے دریافت فرمایا کہ علی ابنِ ابی طالب کہاں ہیں تو حضورؐ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ ان کی تو آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اُن کو بُلا بھیجو۔ چنانچہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ بلائے گئے اور رسول اللہؐ نے اپنا لعابِ دہن آنکھوں پر لگایا اور دعا فرمائی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے تندرست ہو گئے کہ گویا ان کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی پس حضورؐ نے اپنا جھنڈا ان کو عطا فرما دیا، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دریافت فرمایا کہ میں ان سے جہاد کروں حتیٰ کہ وہ ہم جیسے ہو جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی رفتار پر چلے جاؤ یہاں تک کہ ان کے میدان میں جب پہنچو تو ان کو اسلام کی دعوت دو اور خدا کے وہ حقوق بتاؤ جو ان پر واجب ہیں تو خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی کو ہدایت عطا فرما دے گا تو تمہارے لئے (اس کا صلہ) سُرخ اونٹوں سے بہتر ہو گا۔ (ریاض الصالحین بروایت بخاری و مسلم)

## ۷۔ حکایت۔ میدانِ حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت تمام انسانوں کو میدان حشر میں جمع فرمائیں گے) تو ایمان والے کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی تو پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے ہمارے باپ ہمارے لئے جنت کھلوا دیجئے۔

حضرت آدمؑ فرمائیں گے تم کو جنت سے نکلوانے کا سبب تمہارے باپ ہی کا تو قصور تھا لہٰذا میں اس کا اہل نہیں ہوں، تم میرے بیٹے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچیں گے تو حضرت ابراہیمؑ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں میں تو پسِ پردہ ہی خلیل تھا لہٰذا تم حضرتِ موسیٰؑ کے پاس جاؤ، جو حق تعالےٰ سے ہم کلام ہو چکے ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرتِ عیسےٰؑ کے پاس جاؤ جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں چنانچہ حضرتِ عیسیٰؑ بھی یہی کہیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں تو سب لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے جن کو دیکھ کر آپ کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور امانت اور رحم کو چھوڑا جائے گا تو وہ دونوں پُل صراط کے دونوں طرف کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ تم میں پہلی جماعت بجلی کی طرح گذر جائے گی۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بجلی کی طرح گذرنے کے کیا معنیٰ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا کہ پل بھر میں گذر کر واپس آجاتی ہے۔ اس کے بعد لوگ ہوا کی طرح گذریں گے، پھر پرندوں کی طرح اور انسانوں کی تیز دوڑ کی طرح نکل جائیں گے اور پُل صراط سے گذرنے میں اس طرح کا اختلاف ان کے اعمال کی وجہ سے ہوگا، اُس وقت تمہارا نبی پُل صراط پر کھڑا ہوگا، ربِّ سلّم ربِّ سلّم کہتا ہوگا۔ حتّٰی کہ لوگوں کے اعمال

کمزور ہو جائیں گے اور ایسا شخص آئے گا جو پُل صراط سے گذرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو گا مگر سُرین کے بل گھسٹتا اور پُلصراط کے دونوں کناروں پر کچھ ایسے آنکڑے لگے ہوں گے جو حکمِ الٰہی کے ماتحت ایسے لوگوں کو پکڑ لیں گے جن کو پکڑنے کا حکم ہو گا۔ چنانچہ جس شخص کے صرف خراش لگے گی وہ ناجی ہو گا اور بعض لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے کہ جہنم کی گہرائی ستّر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (ریاض الصالحین بروایت مسلم)

## ۷۳۔ حکایت۔ مُسلمان کا حق مُسلمان پر

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے پیچھے چلنا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا یرحمک اللہ کے ساتھ جواب دینا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں (۱) جب تو اس سے ملے تو اس کو سلام کر (۲) اور جب وہ تیری دعوت کرے تو تو اس کو قبول کر لے (۳) اور جب وہ تجھ سے نصیحت طلب کرے تو تو اس کو نصیحت کرے اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تو اس کا جواب دے (۵) اور جب وہ بیمار ہو تو تو اس کی عیادت کرے (۶) اور جب مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلے۔ (ریاض الصالحین)

## ۴۷ حکایت۔ مسلمان کی پریشانی دور کرنے کا بیان

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنکر یہ بیان فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی اور تکلیف دور کرتا ہے اور جو شخص کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے تو حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی عیب پوشی کرتا ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جب کوئی جماعت کتاب اللہ کی تلاوت یا اس کا ورد کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر سکینت نازل فرما دیتا ہے اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اپنے پَروں سے ان پر سایہ کرتے ہیں اور جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود رہتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر فرماتا ہے اور جس شخص کا عمل سُست رہا ہو تو اس کا نسب کفایت نہیں کرے گا۔ (ریاض الصالحین بروایت مسلم)

فائدہ سچ ہے جو خدا کی مخلوق میں سے کسی ضرورت مند کی مدد کرتا ہے قدرت ضرور اس کی مدد کرتی ہے۔

## ۵۰۔ حکایت۔ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا بیان

حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد وعظ ونصیحت فرمارہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ عورتوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔ اس لئے کہ وہ تمہارے پاس مقید ہیں اور تم اس کے سوا ان عورتوں میں سے کسی چیز کے مالک نہیں ہو کہ تم ان سے انتفاع حاصل کر سکو اور وہ اپنے نفس اور زوج کے مال کی حفاظت کریں مگر اس صورت میں کہ وہ فحش ظاہر کا ارتکاب کر بیٹھیں پس ایسی صورت میں تم ان کو اپنے بستروں سے علیحدہ کر دو اور زجر و توبیخ یعنی ڈانٹ ڈپٹ ابھی کر سکتے ہو۔ پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کو زیادہ تنبیہہ نہ کرو۔ اور اچھی طرح سن لو کہ جس طرح تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اسی طرح تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے پس تمہارا حق تو ان پر یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم اچھا نہیں سمجھتے وہ ان سے تمہارے بستروں کو نہ رندھوائیں اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھروں میں داخلے کی اجازت نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑے اور کھانے میں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک رکھو۔ (ریاض الصالحین بروایت ترمذی)

# ۷۵۔ حکایت۔ بہترین چیز کے صدقے کا بیان

حضرت انس ابنِ مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں حضرت ابو طلحہ رضؓ سب انصار سے زیادہ مالدار تھے اور بُستان بیرحاء اُن کو اپنے مال میں سب سے زیادہ پسند تھا، نیز یہ باغ مسجدِ نبوی کے سامنے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس باغ کا عمدہ پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضؓ کا بیان ہے کہ جب آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (یعنی یہ کہ جب تک تم اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کروگے اس وقت تک خیر کامل حاصل نہ کر سکو گے) تو حضرتِ ابو طلحہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اور مجھے اپنے تمام مال میں باغِ بیرحاء سب سے زیادہ پسند ہے لہٰذا اللہ تبارک تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے میں اس باغ کو خیرات کرتا ہوں اور اس کے اجر و ثواب کا اللہ تعالیٰ سے اُمیدوار ہوں لہٰذا اب آپ کو اختیار ہے کہ اللہ کی مرضی کے مطابق اُس میں تصرف فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی عرضداشت سُنکر خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ تو بڑا ہی مفید مال ہے یہ تو بڑا مفید ہے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہاری بات سُن لی ہے مگر میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم یہ باغ اپنے اقربا کو دیدو۔ حضرت ابو طلحہ رضؓ نے عرض کیا مجھے حکم کی تعمیل سے کیا دریغ ہے چنانچہ حضرت کے حکم کے مطابق ابو طلحہ رضؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (ریاض الصالحین بروایت بخاری مسلم)

## ۷۷۔ حکایت۔ ہر شخص سے اسکی ذمہ داری کی پرسش ہو گی۔

حضرت ابنِ عبداللہ رضؓ ابن عمر رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تم میں ہر ایک شخص حاکم اور نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ بادشاہ تمام ملک پر حاکم ہے لہٰذا اس سے اس کی تمام رعیت کے متعلق دریافت کیا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اس لئے اس سے اپنے گھر والوں کی پرسش ہو گی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اس لئے اس سے بھی معلوم کیا جائے گا غلام آقا کے مال کا نگراں ہے اس سے اس کے متعلق سوال ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے لہٰذا ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کی باز پرس ہو گی۔ (ریاض الصالحین بروایت صحیح بخاری و مسلم)

## ۷۸۔ حکایت۔ پڑوسی کے حق کی خبر گیری۔

حضرت ابوذر رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے ابوذر رضؓ جب شوربا پکایا کرو تو اس میں پانی زیادہ کر دیا کرو اور اپنے پڑوسی کی بھی خبر گیری رکھا کرو۔

(ریاض الصالحین بروایت مسلم)

## ۷۹۔ حکایت۔ والدین سے حُسن سلوک۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے حضور صلعم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ناک غبار آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک مٹی میں ہے (تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص حقیر اور ذلیل ہو) کہ جس نے اپنے والدین میں سے

ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (ریاض الصالحین بروایت صحیح مسلم)

## ۸۰۔ حکایت۔ والدین جہاد ہجرت سے مقدم ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں جہاد اور ہجرت پر اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طلبگار ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی حیات ہے؟ عرض کیا کہ جی ہاں دونوں زندہ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو حق تعالیٰ سے ثواب کا طلبگار ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے والدین کے پاس واپس جا کر اچھی طرح ان کی خدمت انجام دے (صحیح بخاری و مسلم)

## ۸۱۔ حکایت۔ اقارب سے حُسنِ سلوک

حضرت زینبؓ سقفیہ یعنی حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعودؓ کی بیوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کی جماعت صدقہ کرے خواہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت زینبؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کا یہ فرمان سُنکر میں اپنے شوہر حضرت عبداللہ ابنِ مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ تو غریب و نادار ہیں اور حضورؐ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ حضور سے دریافت فرمائیے کہ اگر یہ چیز کافی ہو جائے تو میں آپ ہی کو صدقہ دیدوں ورنہ پھر کسی دوسرے

کو دوں یہ سُنکر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ بات تو تم خود ہی پوچھ کر آؤ چنانچہ جب یہ حکم پاکر میں چلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی ہے جس کا کام بھی مجھ ہی جیسا ہے اس وقت حضور اکرمؐ پر عظمت وجلال کا غلبہ تھا اس لئے ہم دونوں میں سے کسی کو اندر جانے کی جرأت نہیں ہوئی اتنے میں حضرت بلالؓ باہر تشریف لے آئے تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ کی خدمت میں اطلاع فرمادیجئے کہ دو عورتیں باب عالی پر حاضر ہیں اور دریافت کر رہی ہیں کہ اگر ہم اپنے شوہروں کو اور ان یتیموں کو صدقہ اور خیرات دیدیں جو ہماری پرورش میں ہیں تو کیا یہ چیز کافی ہو سکتی ہے مگر حضورؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں یہ سُنکر حضرت بلالؓ نے آں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آخر وہ کون عورتیں ہیں؟ اس پر حضرت بلالؓ نے عرض کیا حضورؐ ایک عورت تو انصاری ہے اور دوسری زینبؓ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ کونسی زینبؓ ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی بیوی۔ یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو تو دوہرا ثواب ملے گا۔ ایک تو قرابت داری کا ثواب اور دوسرا ثواب صدقے کا۔

(ریاض الصالحین بروایت صحیح بخاری ومسلم

## ۸۲۔ حکایت۔ والدین کی نافرمانی بھی گناہِ کبیرہ ہے

حضرت ابو بکر النفیع ابن الحارث رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ کونسا ہے؟ تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرمائیے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت حضور ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ ان الفاظ کو برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوہراتے رہے یہاں تک کہ ہم (اپنے دل میں) کہنے لگے کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ (ریاض الصالحین بروایت بخاری و مسلم)

## ۸۳۔ حکایت۔ والدین کے دوستوں کے گھر والوں سے حسنِ سلوک بڑی نیکی ہے

حضرت ابن دینار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر کے پاس ایک گدھا تھا جس وقت آپ مکہ جاتے ہوئے اور اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو آرام لینے کے لئے اس گدھے پر سوار ہو جاتے تھے اور ایک عمامہ تھا جو سر پر باندھ لیتے تھے۔ حسب معمول ایک روز اسی گدھے پر سوار تھے کہ اتفاقاً ایک اعرابی سامنے سے ہو کر گذرا تو حضرت ابنِ عمر رضؓ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم فلاں فلاں نہیں ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں وہی ہوں یہ سُنکر حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضؓ نے اپنا گدھا اس کو دیدیا اور فرمایا کہ اس پر سوار ہو جائیے اور

اپنا عمامہ بھی اس کو دے کر فرمایا اس کو اپنے سر پر باندھ لیجئے۔ ساتھیوں میں کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے آپ نے تو اپنا وہ گدھا ہی اعرابی کو دیدیا جس پر آپ خود آرام فرماتے تھے اور وہ عمامہ بھی دیدیا جس کو اپنے سر پر باندھ لیتے تھے۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی اور فرمانبرداری یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں کے گھر والوں سے اچھا سلوک کرے اس شخص کا باپ میرے والد حضرت عمر ابن الخطاب کا دوست تھا۔

(ریاض الصالحین بروایت صحیح مسلم)

## ۸۴۔ حکایت۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے آپس میں محبّت کرنا

حضرت ابو ادریس الخولانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو اچانک اس کے اندر ایک نوجوان نظر پڑا جس کے دانت بہت خوبصورت اور چمکدار تھے اور بہت سے لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ جس وقت لوگ کسی چیز میں اختلاف کرتے تھے تو ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے۔ یہ دیکھ کر میں نے اُن کے متعلق معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تو حضرتِ معاذ ابن جبل رضؓ ہیں، پس جب دوسرا دن ہوا تو میں جلدی ہی مسجد میں آگیا

تو میں نے دیکھا کہ حضرت معاذ رضؓ مجھ سے بھی پہلے آچکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں بس میں انتظار کرتا رہا اور جب وہ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں ان کے سامنے سے ہو کر قریب آیا اور سلام کیا، پھر میں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضرت معاذ رضؓ نے دریافت فرمایا، کہ تم اللہ کے لئے محبت رکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔ پھر مکرر انہوں نے معلوم کیا کہ کیا تم کو مجھ سے اللہ کے لئے محبت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! اللہ کے لئے محبت ہے۔ اس کے بعد حضرت معاذ رضؓ نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور ارشاد فرمایا کہ خوش خبری ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے لئے آپس میں محبت کرنے والے اور مل کر بیٹھنے والوں کو اور آپس میں ملاقات کرنے والوں کو اور ان لوگوں کے لئے جو میرے ہی لئے اپنا مال ومتاع خرچ کرتے ہیں میری محبت اُن کے لئے واجب ہے۔

(ریاض الصالحین از موطا امام مالک رحؒ)

## حکایت ۸۵ - حق تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو محبوب رکھنے کی علامت

حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی تو میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے اور جو مومن بندہ

میری فرض کی ہوئی چیزوں میں سے میری پسندیدہ چیز کو لیکر میری طرف بڑھتا ہے اور ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں چنانچہ جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں جن کے ذریعہ وہ سُنتا ہے اور اس کی وہ نظر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو میں پناہ دیدیتا ہوں۔ (ریاض الصالحین بروایت بخاری شریف)

## ۸۶۔ حکایت۔ حالاتِ ظاہری پر انسانی احکامات کا فیصلہ

حضرت جنب ابن عبداللہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک فوج مشرکین کی جماعت سے لڑنے کے لئے بھیجی چنانچہ مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا مشرکین میں سے ایک شخص اتنا دلیر تھا کہ مسلمانوں میں جس کسی کے مارنے کا ارادہ کرتا اس کو مار ڈالتا تھا ادھر مسلمانوں میں سے بھی ایک شخص موقع کا منتظر تھا اور ہم آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ بن زید ہیں چنانچہ جب وہ کافر ان کی تلوار کی زد پر آیا تو اس نے کلمہ لا الٰہ پڑھنا شروع کیا۔

حضرت اسامہؓ نے اس کو قتل کر دیا اور قتل کی خوشخبری دینے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کیفیت دریافت فرمائی چنانچہ اس نے پوری طرح صورتِ حال کا تذکرہ کیا اور اس کے ضمن میں اس شخص کا واقعہ بھی بیان کیا جس کو حضرت اُسامہؓ نے قتل کیا تھا تو حضورؐ نے حضرت اُسامہؓ کو بُلا کر دریافت فرمایا کہ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ اس پر حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اس شخص نے مسلمانوں میں بڑی گھبراہٹ پھیلا رکھی تھی اور فلاں فلاں شخص کو قتل بھی کر دیا تھا کچھ لوگوں کے نام بھی لے کر بتلایا۔ چنانچہ جب میں نے اس پر حملہ کیا تو مجھے تلوار سونتے دیکھ کر لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا جی ہاں! اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تم اس کے لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے استغفار فرمائیے یہ سُنکر حضورؐ نے پھر بھی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو تم اس کے لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے۔ اس پر آپ نے کچھ اضافہ فرمائے بغیر یہی ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تم اس کے کلمہ کا کیا جواب دو گے۔ (ریاض الصالحین بروایت مسلم)

۸۷۔ حکایت۔ **تقدیر کا فیصلہ**

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے صادق المصدوقؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس۴۰ روز تک نطفہ کی صورت میں رہتا ہے، پھر چالیس روز تک علقہ کی صورت میں پھر چالیس۴۰ روز تک خون کی بوٹی بنا رہتا ہے اس کے بعد ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے، اول اس کا رزق، دوسرے اس کی عمر، تیسرے اس کا شقی یا سعید ہونا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تم میں بعض لوگ جنت والوں کے سے عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ اس عمل کرنے والے اور جنت میں ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہتا کہ اچانک تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بعض لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ وہ دوزخیوں کے سے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہتا کہ اچانک تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں جیسا کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم، بحوالہ ریاض الصالحین)

## ۸۸۔ حکایت۔ رحمت کی تقسیم

حضرت ابو ہریرہ رضؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سَو حصّے بنائے ہیں جس میں اپنے پاس ننانویں حصے روک رکھے ہیں اور ایک حصّہ زمین پر اُتارا ہے، اسی حصّے میں سے مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتّٰی کہ چوپائے بھی اپنے بچّہ کے اوپر سے پیر اُٹھا لیتا ہے تاکہ اس کو تکلیف نہ ہو نچے۔ اور ایک روایت میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سَو رحمتوں میں سے ایک رحمت تو جنّات اور انسان مویشی اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے اُتاری جس کی وجہ سے ایک دوسرے پر مہربانی اور باہم رحم و محبت کرتے ہیں، حتّٰی کہ وحشی جانور بھی اپنے بچوّں سے پیار کرتے ہیں اور ننانویں رحمتیں آخرت کے لئے بچا رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر مہربانی فرمائے گا۔

(متفق علیہ، بروایت ریاض الصالحین)

## ۸۹۔ حکایت۔ بندے کی توبہ حق تعالےٰ کی مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے نبی کریمؐ سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کر لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار میرا قصور معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا

ہے میرے بندے نے گناہ کرکے یہ سمجھا کہ اس کا کوئی پروردگار ہے جو گناہ کو معاف بھی کر سکتا ہے اور اس پر گرفت بھی۔ پھر دوبارہ گناہ کرکے عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار میرے گناہ کو معاف کردے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کرکے یہ سمجھا کہ اس کا کوئی ایسا پروردگار ہے کہ گناہ کو معاف بھی کر سکتا ہے اور اس پر گرفت بھی کر سکتا ہے، پس میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی، اب جو چاہے وہ کرتا رہے۔

(متفق علیہ بروایت ریاض الصالحین)

## ۹۰- حکایت۔ خدا کی شانِ مغفرت

حضرت انس ابن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک بھی تو مجھ سے مانگتا رہے گا اور معافی کی اُمید رکھے گا تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا، خواہ تو نے کچھ ہی کیا ہو اور مجھے ذرا اس کی پروا نہ ہوگی۔ اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہونچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے گا تب بھی میں تجھے بخشدوں گا، اے ابن آدم! اگر تو تمام روئے زمین کے گناہ لے کر میرے پاس حاضر ہو بشرطیکہ تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر معافی لے کر تیرے لئے موجود رہوں گا۔ (ترمذی۔ از ریاض الصالحین)

## ۹۱۔ حکایت۔ دُنیا کی حقیقت

حضرت جابر ابن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں سے گذر رہے تھے اور صحابہ کرام رضؓ دونوں جانب آپ کے ہمراہ تھے، اتفاقاً بکری کے ایک مُردہ بچے کے پاس سے آپ کا گذر ہوا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: کیا تم سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ بکری کا یہ مُردار بچہ صرف ایک درہم میں خرید لے تو صحابہؓ نے عرض کیا ہمیں تو یہ کسی چیز کے بدلے میں بھی پسند نہیں، آخر ہم اسے کریں گے کیا؟ تو پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا یہ بھی پسند کرتے ہو کہ تم کو یہ مُفت دیدیا جائے؟ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم، اگر یہ زندہ بھی ہوتا تب بھی تو عیب دار تھا کیوں کہ اس کے کان کٹے ہوئے ہیں اور اب جبکہ یہ مُردہ ہے تو اس کا ہو ہی کیا سکتا ہے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ مُردار بچہ۔

(مُسلم بروایت ریاض الصالحین)

## ۹۲۔ حکایت۔ مال وزر سے بے رغبتی

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے اس پر خوشی ہو گی کہ تین راتیں نہ گذرنے پائیں کہ میرے

پاس اس میں سے کچھ باقی نہ رہے سوائے اتنے مال کے جس کو میں ادائیگی قرض کے لئے روکے رہوں (بخاری و مسلم، ریاض الصالحین)

## ۹۳- حکایت- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضؓ کی متوکلانہ زندگی

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ایسا وقت بھی مجھ پر گذرا ہے کہ بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ میں زمین پر لگا دیتا تھا اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بھوک کی شدت سے کوئی پتھر پیٹ پر باندھ لیتا تھا- ایک روز میں راستہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گذر ہوا تو حضورؐ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے چہرے کو دیکھ کر حضورؐ نے میری حالت کا اندازہ فرمالیا، پھر ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ چلو- یہ فرما کر آپ چلنے لگے اور میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا گھر پر پہونچکر اندر آنے کی اجازت لے کر مجھے بھی اندر بلا لیا- چنانچہ جب میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک دودھ کا پیالہ بھرا ہوا رکھا ہے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے تو گھر والوں نے بتلایا کہ حضور فلاں شخص یا فلاں عورت نے آپ

کے لیئے تحفہ بھیجا ہے یہ سُنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ ابو ہریرہ رضؓ! میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلعم! میں حاضر ہوں تو ارشاد
فرمایا کہ جاؤ اہلِ صُفہؓ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ یہ اہلِ
صفہؓ مسلمانوں کے مہمان تھے، نہ ان کا کوئی گھر تھا نہ دھن نہ مال نہ زر نہ
کوئی دوست نہ آشنا جس کے گھر جا کر وہ رہتے۔ چنانچہ جب حضورِ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تو ان کے پاس
بھیجدیا کرتے تھے اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھاتے تھے اور اگر
تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو ان کو بھی بُلا لیتے اور خود بھی تناول فرماتے
مگر آپ کا اس وقت اصحابِ صُفہ کو بُلوانا مجھ پر بڑا شاق گذرا اور میں
نے سوچا کہ آخر یہ دودھ ہے کتنا سا جو اصحابِ صُفہ کو کافی ہوگا۔ اس
کا تو میں ہی زیادہ حقدار تھا کہ اس میں سے کچھ پی لیتا تو مجھ میں کچھ
قوت محسوس ہونے لگتی اگر اصحابِ صُفہ آ گئے اور حضورؐ نے مجھ ہی کو
حکم دیا کہ ان کو دودھ پلاؤ جب وہ پینا شروع کریں گے تو اس کی توقع
نہیں کہ آخر میں مجھے بھی کچھ مل سکے مگر کرتا تو کیا کرتا، آخر اللہ اور اس
کے رسول کا حکم مانے بغیر بھی تو کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ میں اصحابِ صُفہ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو بُلا لایا، پس جب حاضر ہو کر انہوں
نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت
دیدی اور وہ سب کے سب مکان میں داخل ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے
تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا جی حضورؐ! تو

فرمایا دودھ کا پیالہ لے کر ان کو پلانا شروع کرو تو میں نے پیالہ لے کر ان میں سے ایک ایک شخص کو دینا شروع کیا جب وہ سیر ہو کر دودھ پی لیتا اور پیالہ مجھ کو واپس کرتا رہا تو میں دوسرے کو دیدیتا تھا پس وہ بھی خوب سیر ہو کر دودھ پی لیتا اور پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا حتیٰ کہ آخر میں وہ پیالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا جبکہ اصحاب صفہ سب کے سب سیر ہو چکے تھے تو حضورؐ نے پیالہ اپنے دستِ مبارک میں لے کر میری طرف نظر اُٹھا کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا جی! تو حضورؐ نے فرمایا اب تو بس میں اور تم ہی باقی رہ گئے، میں نے عرض کیا حضور بالکل درست ہے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اب بیٹھ کر دودھ پی لو۔ چنانچہ (اب کچھ میرے دم میں دم آیا) اور میں نے دودھ پینا شروع کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اور پیو، میں نے اور پیا اور آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو حتیٰ کہ میں نے عرض کیا کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اب تو میرے پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں رہی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا تو اب پیالہ مجھ کو دے دو، میں نے آپ کو پیالہ دیدیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ پڑھ کر وہ بچا ہوا دودھ پی لیا۔

(بخاری۔ ریاض الصالحین)

## ۹۴۔ حکایت۔ عنبر مچھلی کا بیان

حضرت جابر ابن عبداللہ رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حضرت ابو عبیدہ رضؓ کی امارت میں قریش کے سامان کا قافلہ لوٹنے کے لئے روانہ فرمایا اور ایک بوری چھوارے بطور زادِ راہ عطا فرما دیئے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کچھ نہ تھا حضرت ابو عبیدہ رضؓ ایک چھوارہ (یومیہ) ہم کو دیا کرتے تھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ آخر اس کا تم کیا کرتے تھے؟ تو فرمایا: کہ بچے کی طرح ہم اس کو چوستے رہتے تھے پھر پانی پی لیتے تھے تو وہ چھوارہ اس دن رات تک کے لئے ہمیں کفایت کرتا تھا اور اپنی لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑ کر ان کو پانی میں تر کرکے کھا لیا کرتے تھے اسی طرح ہم سمندر کے کنارے پہونچ گئے اور اتفاقاً ساحل پر ریت کے بڑے لمبے ٹیلے کی طرح کوئی چیز پڑی ہوئی دکھائی دی، چنانچہ جب ہم وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا جانور پڑا ہے جس کو عنبر مچھلی کہا جاتا ہے حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے فرمایا یہ مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں پھر ارشاد فرمایا: کہ نہیں، ہم تو رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں، اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور تم اور تم کھانے پینے کے سامان سے مجبور ہو چکے ہو لہٰذا تمہارے لئے یہ حرام نہیں ہے تم اس کو کھا سکتے ہو۔ چنانچہ ایک ماہ تک ہم وہاں ٹھہرے رہے ہم سب کی تعداد تین سو تھی، ہم سب اس کو کھا کر موٹے ہو گئے اور ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ مشک بھر بھر کر اس جانور کی آنکھوں کے حلقہ سے ہم روغن نکالا کرتے تھے اور بیل کی برابر ہم نے اس کے پارچے کر لئے تھے

ایک مرتبہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو ساتھ لے کر اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور ایک بڑے اونٹ کو اس پر کجاوہ وغیرہ رکھ کر اس پسلی کے نیچے سے گذار دیا، آخر کار ہم اس گوشت کے اُبالے ہوئے پارچے زادِ راہ کے لئے ہمراہ لے کر جب مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا رزق تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کیا تھا اگر اس کا کچھ گوشت تمہارے پاس باقی ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ، چنانچہ ہم نے بقیہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور حضورؐ نے اس میں سے تناول فرمایا

(مسلم از ریاض الصّالحین)

## ۹۵۔ حکایت۔ غزوۂ خندق کا بیان

حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ احزاب میں خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر نکل آیا، جب وہ ہم میں سے کسی سے نہ ٹوٹ سکا تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک سخت پتھر خندق کے اندر نکل آیا ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں خود خندق میں اُتر کر دیکھوں گا پھر آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے ہماری یہ حالت تھی کہ ہم نے کسی چیز کا ذائقہ تک نہ چکھا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کُدال ہاتھ میں لے کر جب پتھر پر ضرب لگائی تو سخت پتھر ٹوٹ کر ریت بن گیا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ!

مجھ کو گھر تک جانے کی اجازت فرما دیجئے۔ پس گھر آکر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ جس کے متعلق مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ ہاں! میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچہ ہے چنانچہ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور جَو کو پیسا اور ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس حالت میں کہ آٹا روٹی پکانے کے قابل ہو گیا تھا اور ہانڈی چولھے پر پک چکنے کے قریب میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میرے پاس کچھ کھانا تیار ہے آپ اور ایک یا دو آدمی اور آپ کے ہمراہ چلیں آپ نے دریافت فرمایا آخر اس کی مقدار کیا ہے؟ تو میں نے آپ کو بتا دیا۔ یہ سُنکر آپ نے ارشاد فرمایا وہ بہت ہے اور اچھا ہے لہٰ اپنی بیوی سے جاکر کہدو کہ ہانڈی کو چولھے سے نہ اُتارے اور جب تک میں نہ آجاؤں تنور سے بھی روٹی نہ نکالے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اٹھو سب کے سب کھڑے ہو جاؤ! چنانچہ مہاجرین اور انصار سب کھڑے ہو گئے اور میں نے اپنی بیوی کے پاس آکر اس سے کہا! تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو رسول اللہؐ اور انصار اور مہاجرین اور جو حضرات ان کے ہمراہ ہیں، سب کے سب آرہے ہیں۔ وہ بولی کہ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے متعلق دریافت فرمالیا ہے ہیں نے کہا ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا کہ چلو اندر چلو مگر بھیڑ نہ کرنا، پھر آپ روٹی توڑ توڑ کر اس پر گوشت ڈالنے لگے۔ اور ہانڈی اور تنور کو جب اس سے لیتے تو اس کو ڈھک دیتے تھے اور جو کچھ لیتے

اپنے اصحاب کے آگے کر دیتے تھے، چنانچہ اسی طرح آپ برابر روٹی توڑتے رہے اور اس پر سالن ڈالتے رہے یہاں تک کہ سب نے پیٹ بھر لیا اور کھانا پھر بھی بچ رہا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضؓ کی بیوی سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کھاؤ اور دوسرے لوگوں کو ہدیہ بھی دو کیونکہ لوگوں کو بھوک لگی ہے۔ (بخاری و مسلم بروایت ریاض الصالحین)

## ۹۶ حکایت۔ صدقہ اور خیرات سے کمی نہیں ہوتی

حضرت ابو کعب رضؓ عمر بن سعد الاغاری رضؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جس کو تم خوب محفوظ کر لو کسی بندہ کا مال صدقہ اور خیرات سے کم نہیں ہوتا اور کوئی انسان کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جاتا کہ وہ اس پر صبر کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو اور بڑھا دیتا ہے اور جو شخص سوال کا دروازہ کھول دیتا ہے یا اسی جیسی اور کوئی بات فرمائی اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اس کو اچھی طرح یاد رکھنا ارشاد فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کے لئے ہے۔ ایک تو وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا ہو اور علم بھی اور وہ اس بارے میں اپنے رب سے ڈرتا بھی ہو اور صلہ رحمی بھی کرتا ہو اور اس میں خدا کا حق بھی پہچانتا ہو پس ایسے شخص کا مرتبہ سب سے افضل ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم تو عطا فرمایا مگر مال نہیں دیا، مگر وہ اپنی نیت کا سچا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں فلاں شخص جیسے عمل کرتا اور یہی اس کی

نیت بھی ہو تو یہ دونوں ثواب میں برابر ہیں اور تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال تو عطا فرمایا مگر علم سے نہیں نوازا اور اپنے مال میں علم کے بغیر گڑبڑ کرتا رہتا ہے نہ اس بارے میں خدا سے ڈرتا ہے اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور اس مال میں اللہ کے حق کو بھی نہیں پہچانتا تو یہ شخص بدترین مرتبہ والا ہے چوتھا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال ہی دیا اور نہ علم اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اس میں فلاں شخص جیسے عمل کرتا اور اس کی نیت بھی وہی ہے تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ترمذی۔ بروایت ریاض الصالحین)

## ۹۷۔ حکایت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کیلئے ایک انصاری کا ایثار!

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور مجھے سخت بھوک لگی ہے آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ہاں معلوم کرنے کے لئے کسی کو بھیجا، تو جواب ملا کہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے کسی دوسری بیوی کے پاس معلوم کرایا تو وہاں سے بھی یہی جواب ملا۔ یہاں تک کہ ازواجِ مطہرات کی جانب سے یہی جواب ملا کہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ہمارے پاس تو پانی

کے سوائے کچھ بھی نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ آج رات کو کون اس کی مہمانی کرے گا؟ یہ سُنکر ایک انصاری نے جواب میں عرض کیا کہ حضور! میں یہ خدمت انجام دوں گا اور پھر اس مہمان کو وہ انصاری اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی طرح مدارات و تعظیم کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس انصاری نے اپنی بیوی سے معلوم کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ صرف بچوں کے کھانے کے لائق ہے۔ اس پر انصاری صاحب نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو کسی چیز سے بہلالو اور جب وہ شام کو کھانا مانگیں تو بہلا کر سُلادو اور ہمارے مہمان کے سامنے کھانا آجائے تو چراغ گُل کردینا تاکہ وہ یہ سمجھے کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں چنانچہ سب کھانا کھانے بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھالیا مگر ان دونوں نے رات بُھوکے رہ کر گذاردی اور صبح کو جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں کے رات کے مہمان کے سلوک پر اللہ تعالیٰ نے اظہارِ خوشنودی فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم بروایت ریاض الصالحین)

## ۹۸- حکایت - دنیاوی زندگی کی مثال

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوگوشہ خط کھینچا اور اس کے بیچ میں ایک ایسی لکیر کھینچی جو اس سے باہر نِکلی ہوئی تھی اور اس بیچ والی لکیر کے اطراف میں چھوٹی

چھوٹی چند اور لکیریں کھینچیں جس کی شکل یہ ہے  پھر ارشاد فرمایا کہ یہ درمیانی خط تو انسان ہے اور جو اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے وہ اس کی موت ہے اور باہر نکلا ہوا خط انسان کی اُمیدیں ہیں اور دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خطوط انسان کو پیش آنے والے حوادثات ہیں اگر ایک سے بچ نکلتا ہے تو دوسرا اس کو آدبوچتا ہے اور اگر اس سے بھی چھٹکارا مل گیا تو تیسرا اس کو ستانے لگتا ہے۔ مگر موت تک بھی انسان کی اُمیدیں پوری نہیں ہونے پاتیں

## ۹۹۔ حکایت۔ درود شریف کی فضیلت۔!

حضرت اُبی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ ایک تہائی رات گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! خدا کو یاد کرو کیوں کہ نفخۂ روٹی آپ کا اور نفخۂ ثانیہ اس کے پیچھے آرہا ہے، موت اپنے اندر کیا کچھ لائی ہے. موت کا مزہ چکھنا ضرور ہے یہ سُنکر میں نے عرض کیا: حضورؐ میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں فرمایا کس قدر درود آپ پر بھیجا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو۔ میں نے عرض کیا کہ ایک چوتھائی وقت میں؟ تو آپ نے فرمایا جس قدر چاہو! اگر درود زیادہ بھیجو گے تو تمہارے ہی لئے بہتر ہوگا۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا نصف وقت؟ آپ نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو، اگر تم زیادہ درود بھیجو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا اچھا تو دو تہائی وقت

اس کے لئے مقرر کرلوں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: جس قدر تم چاہو اگر زیادتی کروگے تمہارا ہی فائدہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا تمام وقت درود کے لئے وقف کردوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تب تو تم غموم سے نجات پالوگے اور تیرے گناہ بھی سب کے سب بخشدئے جائیں گے۔

(ترمذی، بروایت ریاض الصالحین)

## ۱۰۰۔ حکایت۔ مقبولیتِ دعا کا وقت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ مسموع ہوتی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخر رات اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا زیادہ سُنی جاتی ہے۔ (ترمذی، بروایت ریاض الصالحین)

## ۱۰۱۔ حکایت۔ فضائلِ درود شریف

امام اسماعیل ابن ابراہیم مدنی رحہ نے جو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں روضتہ الاحباب میں بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی رحہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشدیا اور حکم فرمایا: کہ مجھ کو تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جائیں اور یہ سب کچھ اس ایک درود شریف کی برکت ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا میں نے معلوم کیا کہ آخر وہ کون سا درود ہے تو ارشاد فرمایا

وہ درود یہ ہے :-

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ط (فضائل درود شریف) | اے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما جو تمام ذاکرین ذکرِ الٰہی کرتے ہیں اور تمام غافلین جو ذکرِ الٰہی سے غفلت کرتے ہیں اُن کے برابر :- |

## ۱۰۲۔ حکایت ۔ دُرُوْدِ تُنْجِیْنَا سے ڈوبتے جہاز کی نجات

ابن فاکہانی رحؒ کی کتاب فجر منیر سے مناہج الحسنات میں نقل کیا ہے کہ ایک منہمک صالح بزرگ موسٰی حزیر رحؒ نے اپنا ایک واقعہ مجھ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک جہاز ڈوبنا شروع ہوا جس میں خود میں بھی موجود تھا۔ مجھے اس وقت کچھ غنودگی سی معلوم ہوئی اور اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے ایک ہزار مرتبہ اس درود کو پڑھیں چنانچہ ابھی تین سو بار ہی پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی۔ وہ درود یہ ہے :-

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا | اے اللہ درود بھیج اوپر سردار ہمارے محمدؐ پر وہ رحمت ہو نجات حاصل کرتے ہیں ہم اُن کے وسیلہ سے کل دہشت خوف اور مصیبتوں سے اور ان کے ہی وسیلہ سے ہماری تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور ان کے ہی وسیلہ سے ہم تمام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے |

عِندَكَ اَعلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقصَى الغَايَاتِ مِن جَمِيعِ الخَيرَاتِ فِي الحَيَاةِ وَبَعدَ المَمَاتِ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ (فضائل درود شریف)

ہی وسیلہ سے ہمیں بلندی اور اعلیٰ درجات کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور اُن کے ہی وسیلہ سے زندگی میں اور مرنے کے بعد اونچے مراتب کی بھلائیاں اور نیکیاں پہنچتی ہیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۰۳۔ حکایت۔

## درُود لکھنے کی برکت

لکھنؤ کے ایک خوشنویس کی عادت تھی کہ وہ صبح کو جس وقت کتابت شروع کرتے تو پہلے ایک مرتبہ اپنی ایک بیاض پر درود شریف لکھ لیتے تھے جو اس غرض سے بنائی گئی تھی اس کے بعد اپنا کام شروع کرتے چناں چہ جب ان کا انتقال کا وقت آیا تو فکرِ آخرت کے غلبہ سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے، اتنے میں کوئی مجذوب ادھر آنکلے اور انہوں نے فرمایا بابا کیوں گھبراتا ہے، وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔ (فضائل درود شریف)

۱۰۴۔ حکایت۔

## کثرتِ درُود سے ترقیٔ درجات

ابو العباس رضؓ احمد ابن منصورؒ کے انتقال کے بعد اہلِ شیراز میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور ان پر ایک جوڑا ہے اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا ہوا ہے خواب میں دیکھنے والے نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ اللہ جل شانہٗ نے مغفرت فرما دی اور میرا بہت اکرام فرمایا اور مجھے

تاج عطا فرمایا اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود کی وجہ سے ہے۔ (قول بدیع فضائل درود شریف)

(یا رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم)

## ۱۰۵۔ حکایت۔ زور سے درود شریف پڑھنے کی فضیلت

حضرات صوفیا میں سے کسی بزرگ کا قول ہے کہ میں نے ایک شخص کو جس کا نام مسطح تھا مرنے کے بعد خواب میں دیکھا جو اپنی زندگی میں دین کی باتوں کی کچھ پروانہ کرتا تھا۔ میں نے اس سے معلوم کیا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اس نے کہا کہ میری تو اللہ نے مغفرت فرما دی۔ میں نے اس سے دریافت کیا آخر یہ کس عمل کا صلہ ہے تو اس نے بتایا کہ میں ایک محدث کی خدمت میں حدیث نقل کر رہا تھا جس کو سُنکر استاد نے درود شریف پڑھا اور میں نے بھی ان کے ساتھ بہت آواز سے درود پڑھا۔ میری آواز سُنکر تمام اہل مجلس نے درود پڑھا اور اللہ نے اس وقت تمام اہل مجلس کی مغفرت فرما دی۔ (فضائل درود شریف قول بدیع)

## ۱۰۶ حکایت۔ درود شریف کی فضیلت

کسی بزرگ نے خواب میں ایک ہیبت ناک شکل دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے بتایا کہ میں تیری بداعمالیاں ہوں اس پر انہوں نے معلوم کیا کہ آخر تجھ سے نجات کی کیا شکل ہے تو اس نے بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت۔ (فضائل درود شریف)

فائدہ :۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف ہی ہماری بداعمالیوں کا بدرقہ ہے لہٰذا کسی حالت میں بھی درود شریف سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ درود شریف کی کثرت ہی اکسیر اعظم ہے۔

## ۱۰۷۔ حکایت ۔ درود شریف کی ایک اور فضیلت

حضرت سفیان ابنِ عتیبہؓ نے حضرت خلفؓ سے نقل کیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا اس کے انتقال کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑے پہنے ہوئے دوڑتا پھر رہا ہے میں نے اس سے معلوم کیا کہ حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا، آخر یہ تیرا اعزاز و اکرام کس وجہ سے ہو رہا ہے تو اس نے بتایا حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا، لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک حدیث میں آتا تو میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیا کرتا تھا اسی کے صلے میں اللہ نے میرا یہ اکرام فرمایا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ (فضائل درود شریف)

## ۱۰۸۔ حکایت ۔ صدقہ اور درود شریف کی فضیلت

کسی عورت نے حسن بصریؒ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کو خواب میں دیکھ لوں۔ تو حضرت حسن بصریؒ نے ارشاد فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد الٰہکم التکاثر پڑھا جائے

اس کے بعد لیٹ جا اور سونے کے وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور خواب میں دیکھا کہ لڑکی سخت عذاب میں مبتلا ہے جس پر سیاہ لباس ہے اور اس کے دونوں ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں اور پیر آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں اس عورت کا بیان ہے کہ میں صبح اٹھ کر پھر حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اس کی طرف سے کچھ صدقہ کر ممکن ہے کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔

چنانچہ اگلے روز خود حضرت حسن بصریؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک باغ میں بہت اونچا تخت ہے جس پر نہایت حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے جس کے سر پر نور کا ایک تاج ہے اس نے کہا حسن! تم نے مجھے پہچانا انہوں نے فرمایا نہیں تو کہنے لگی میں وہی لڑکی تو ہوں کہ جس کی ماں کو آپ نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا یہ سُنکر حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال بالکل برعکس بتایا تھا تو اس نے عرض کیا کہ واقعی میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی پھر میں نے معلوم کیا آخر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا تو اس نے بتایا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا تنے میں اللہ کے کسی نیک بندے کا گذر ہمارے قبرستان پر ہوا اور انہوں نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا اور ان کا یہ

درود اللہ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب کے سب اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے۔ (فضائل درود شریف)

## ۱۰۹۔ حکایت۔ درُود شریف کی فضیلت

حضرت کعب احبار رضؓ جو توریت کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اگاؤں اور بہت سی چیزوں کے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام یا جتنے تیرے دل سے اس کے خطرات او تیرے بدن سے اس کی روح اور تیری آنکھ سے اس کی روشنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ (فضائل درود شریف)

## ۱۱۰۔ حکایت۔ دَرُود شریف کی فضیلت

ایک بزرگ محمد ابن سعید ابن مطرف رحؒ کا بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے لئے لیٹتا تو درود شریف کی مُعیّن مقدار پڑھا کرتا تھا چنانچہ ایک رات کو جب میں بالاخانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ کے دروازے سے

اندر تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تمام بالاخانہ ایک دم روشن ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف کو تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ اس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے میں اس کو چوموں گا، مجھے اس سے شرم آئی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک کی طرف اپنا منہ کروں اس لئے میں نے ادھر سے اپنا منہ پھیر لیا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسارے پر پیار کیا جس سے گھبرا کر میری ایک دم آنکھ کھل گئی اور میری گھبراہٹ سے میری بیوی بھی بیدار ہو گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام بالاخانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا ہے اور آٹھ دن تک متواتر میرے رخسار سے بھی مشک کی خوشبو آتی رہی (فضائل درود شریف)

## ۱۱۱ حکایت۔ حضرت مسلم بن یسار رح کی نماز

جب حضرت مسلم ابن یسار رض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے گھر والوں سے فرماتے تھے کہ تم جو چاہے باتیں کرتے رہو، مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا کچھ پتہ نہیں چلے گا چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ بصرہ کی جامع مسجد کا ایک حصہ گر گیا جس کی وجہ سے لوگ دوڑ دوڑ کر وہاں جمع ہو گئے اور بہت شور و شغب ہوتا رہا مگر ان کو کچھ پتا نہیں چلا (حکایات صحابہ)

## ۱۱۲ حکایت۔ حضرت حاتم ابنِ اصم رض کی نماز

حضرتِ حاتم ابن اصم رض سے کسی نے ان کی نماز کی کیفیت معلوم کی تو انہوں نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں وضو کر کے پہلے

اس جگہ پہونچکر جہاں مجھے نماز پڑھنی ہے بیٹھ جاتا ہوں تاکہ میرے بدن کے تمام حصہ میں سکون پیدا ہو جائے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو یہ خیال کر لیتا ہوں کہ بیت اللہ شریف میری نظر کے سامنے ہے اور پلصراط پیروں کے نیچے جنت دائیں طرف اور جہنم بائیں طرف اور موت کا فرشتہ میرے پیچھے کھڑا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں پھر بھی اس امید و بیم کے درمیان رہتا ہوں کہ معلوم نہیں میری یہ نماز قبول ہوئی یا نہیں۔ (حکایتِ صحابہ)

فائدہ:۔ مذکورہ بالا دونوں حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین کو نماز کے ساتھ کتنا شغف تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین۔

## ۱۱۳-حکایت - حضرت حنظلہؓ کی شہادت اور بہادری

غزوۂ اُحد کے وقت حضرت حنظلہؓ کی شادی کا زمانہ تھا اس لئے ابتداءً وہ اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ نئی دُلہن گھر میں آئی تو شب زفاف کے بعد غسل کی تیاری کر رہے تھے اور ابھی سر کو ہی دھونا شروع کیا تھا کہ اچانک مسلمانوں کی شکست کی آواز کان میں آئی جس کو سُنکر حضرت حنظلہؓ تاب نہ لا سکے کہ غسل پورا کرتے اور اسی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر میدانِ جنگ میں جا پہونچے اور کفار پر متواتر حملہ کرتے کرتے شہید ہو گئے تو صحابہ نے چاہا کہ دیگر شہداء کی طرح

ان کو بھی بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب واقعہ ملاحظہ فرمایا کہ حضرت حنظلہؓ کو تو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے حضرت حنظلہؓ کو ملائکہ کے غسل دینے کا تذکرہ فرمایا اور حضرت ابوسعید ساعدیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سُن کر حضرت حنظلہؓ کو دیکھا تو واقعی ان کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر جب اس کی تحقیق فرمائی تو معلوم ہوا کہ غسلِ جنابت کے بغیر ہی جنگ میں شریک ہو کر شہید ہو گئے تھے اور یہ واقعہ ان کی بیوی کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ اس لئے حضرت حنظلہؓ کو ملائکہ کے غسل دینے کا قدرتی انتظام ہوا۔ مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر جنبی کی شہادت کا علم ہو جائے تو اس کو غسلِ جنابت دینا ضروری ہے۔ ہر شہید کے لئے غسل کا حکم نہیں ہے۔ (حکایاتِ صحابہ)

## ۱۱۴۔ حکایت۔ حضرت عمرؓ کی دلیرانہ ہجرت

یوں تو حضرت عمرؓ کی شجاعت اور بہادری کا سکہ ہر شخص کے سینہ پر کندہ تھا مگر ان کی ہجرت کا یہ واقعہ بھی موصوف کی دلیری کا پورا پورا اظہار کر رہا ہے۔ ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں کی حالت ضُعف و کمزوری کی تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسلام کی قوت کے لئے حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کی دُعا فرمائی تھی جو اللہ نے قبول فرمائی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے اس

قول سے اس وقت کی حالت کا پورا اندازہ ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت عمرؓ مسلمان ہو کر سامنے نہیں آئے تھے اس وقت تک ہم لوگ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتداءً ہر شخص نے پوشیدہ طور پر ہجرت کی مگر جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تنِ تنہا گلے میں تلوار لٹکائی کمان ہاتھ میں لی اور بہت سے تیر ساتھ لے کر پہلے مسجد میں پہونچ کر اطمینان سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مطمئن ہو کر نماز پڑھی پھر کفار کے مجموعوں میں جا کر اعلان فرمایا کہ جس کا جی چاہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کی بیوی رانڈ ہو جائے اور اس کے بچے یتیم ہوں تو وہ مکہ سے باہر آ کر میرا مقابلہ کر لے۔ کفار اور مشرکین کی تمام جماعتوں میں یہ اعلان فرما کر مکہ سے تشریف لے گئے لیکن کس کی ہمت تھی کہ ان کے مقابلہ پر آتا۔

(حکایاتِ صحابہ)

اللہ اللہ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔

## ۱۱۵۔ حکایت، تسبیحاتِ فاطمہ کا بیان

ایک مرتبہ حضرتِ علیؓ نے اپنے کسی شاگرد سے بیان فرمایا کہ میاں میں تم کو حضرتِ فاطمہ کا واقعہ بھی عجیب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی بیٹی ہیں وہ خود اپنے ہاتھ سے چکی پیسا کرتی تھیں جس سے ان کے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے اور خود ہی پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینے پر مشک کی رسی کے نشان ہو گئے تھے اور

گھر میں جھاڑو بھی خود ہی لگاتی تھیں جس کے سبب کپڑے بھی صاف نہیں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ غلام اور باندیاں آئیں تو میں نے حضرتِ فاطمہ رضؓ سے کہا کہ تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ایک خدمتگار کی درخواست کرو تاکہ تمہیں بھی کام کاج میں کچھ مدد مل جایا کرے چنانچہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں مجمع کثیر تھا اور ان کے مزاج میں شرم حد سے زیادہ تھی، اس لئے سب کے سامنے اپنے والد ماجد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خادم کی درخواست نہ کر سکیں اور واپس چلی آئیں۔

دوسرے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی تشریف فرما ہو کر دریافت کیا کہ فاطمہ! کل تم کس کام کے لئے میرے پاس گئی تھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سُنکر بھی شرم کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکیں اور خاموش ہو گئیں تو میں نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے اور پانی کی مشک ڈھوتے ڈھوتے سینے پر رسّی کے نشان ہو گئے ہیں نیز ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے بھی صاف نہیں رہتے اس لئے کل خود میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی خادم مانگ لیں ۲ اس لئے یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔

اور روایات میں اس طرح ذکر گیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضؓ نے ذکر کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس صرف ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی کھال ہے رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں اور دن میں اسی کھال پر اونٹ کو گھاس دانہ ڈال کر کھلاتے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ باتیں سُنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کر حضرت موسیٰؑ اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بستر تھا اور وہ بھی حضرت موسیٰ ؑ کا چوغہ، اسی کو بچھا کر رات کو سو جاتے تھے۔ بیٹی تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈرتی رہ۔ اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ۔ اور گھر کے کاروبار کو بھی انجام دیتی رہ، مگر جب تو سونے کے لئے لیٹے تو سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ایک تسبیح تمہارے لئے خادم سے زیادہ بہتر ہے یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا بلکہ میں اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں (یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رضا میرے بارے میں ہو میں اس سے راضی ہوں" اللہ اللہ! یہ ہے دونوں جہاں کے بادشاہ کی چہیتی بیٹی کی زندگی جس سے مسلمان عورتوں کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

تسبیح فاطمہ جس کا اوپر صرف سوتے وقت پڑھنے کا ذکر ہے دوسری حدیثوں میں ہر نماز کے بعد ۳۳۔۳۳۔۳۳ مرتبہ یہ تینوں کلمے اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بھی مذکور ہے

(حکایات صحابہ)

## ۱۱۶- حکایت - حضرت عائشہ رضؓ کا صدقہ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں دو گونیں درہموں کی بھر کر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک طباق منگایا اور اس کو بھر بھر کر درہم تقسیم کر دے، ایک درہم بھی باقی نہیں رہا۔ حالاں کہ خود روزہ دار تھیں شام کے وقت باندی سے افطار کے لئے کہا تو کچھ لے آ، تو وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لے آئی اور عرض کرنے لگی کہ کیا اچھا ہوتا اگر ایک درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں اور آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے، تو فرمانے لگیں اب یہ کہنے سے کیا فائدہ۔ اگر اس وقت یاد دلاتی تو میں منگا بھی لیتی۔

---

فائدہ۔ اس قسم کے نذرانے حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں امیر معاویہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ حضرات کی طرف سے پیش کئے جاتے تھے کیونکہ وہ زمانہ فتوحات کی کثرت کا تھا چناں چہ دوکانوں میں غلہ کی طرح اشرفیوں کے انبار لگے رہتے تھے، مگر اس کے باوجود نہایت سادہ زندگی گذارد جاتی تھی۔ استغنا اس قدر تھا کہ ایک مرتبہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اتنے میں کسی فقیر نے آکر سوال کیا تو خادمہ کو حکم دیا کہ وہ روٹی فقیر کو دے دو۔ خادمہ نے عرض کیا کہ افطار کے لئے تو گھر میں اور کچھ بھی نہیں ہے تو بڑے اطمینان سے فرمایا: کہ کوئی مضائقہ نہیں، تم وہ روٹی اس کو دیدو اسی قسم کے اور بھی واقعات ہیں۔

(حکایات صحابہ)

## ۱۱۷۔ حکایت۔ حضرت عائشہ رضؓ اور خشیتِ الٰہی

اُم المومنین حضرت عائشہ رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں، یہاں تک کہ جب کسی نے حضور اقدس ؐ سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ رضؓ سے۔ ساتھ ہی مسائل فقہیہ سے ان کو اتنی زیادہ واقفیت تھی کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ مسائل کی تحقیق کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر ان کو سلام کیا کرتے تھے اور جنت میں بھی حضرت عائشہ رضؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونے کی بشارت دی گئی اور جب منافقین نے ان پر انگشت نمائی کی تو قرآن شریف میں ان کی براۃ نازل ہوئی اور خود حضرت عائشہ رضؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ مجھ میں دس ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی دوسری بیوی شریک نہیں ہے۔ مگر ان تمام مناقب اور فضائل کے باوجود حضرت عائشہ رضؓ پر خشیۃ الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ کاش میں درخت ہوتی تو خدا کی تسبیح میں مشغول رہتی اور آخرت کا کوئی مطالبہ مجھ سے نہ ہوتا۔ کاش میں پتھر ہوتی۔ کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ کاش میں کوئی گھاس ہی ہوتی تاکہ میں آخرت کے مطالبہ سے محفوظ رہ سکتی۔

(حکایاتِ صحابہ)

## ۱۱۸۔ حکایت۔ اُم سلمہؓ کے شوہر کی مقبول دُعا۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ کے شوہر کی ان کے حق میں دعا اور ہجرت۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور میاں بیوی دونوں میں اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت ابو سلمہؓ سے عرض کیا کہ میں نے سُنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی جس کی وہ بیوی تھی۔ اسی طرح مرد اگر کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تب بھی وہ عورت اسی مرد کو ملے گی۔ اس لئے آؤ ہم تم دونوں اس بات کا عہد کریں کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے تو باقی رہنے والا دوسرا نکاح نہ کرے گا۔ یہ سُن کر حضرت ابو سلمہؓ نے فرمایا کہ ذرا سنو! تم میرا کہنا بھی مان لو گی؟ تو حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کیا، اسی لئے تو میں آپ سے مشورہ کر رہی ہوں کہ آپ کی بات پر عمل کروں۔ تو حضرت ابو سلمہؓ نے فرمایا کہ اچھا تو تم میرے بعد نکاح ضرور کر لینا۔ اور یہ فرما کر ان کے حق میں دعا کی کہ اے اللہ میرے بعد اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر ایسا شوہر عطا فرمانا جو اس کو کوئی ایذا نہ پہونچائے۔

ابتدائے اسلام میں ان دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی ہجرت بھی ساتھ ہی ساتھ کی تھی اور اس کے بعد پھر مدینہ طیبہ کی ہجرت بھی ایک

ساتھ کی جس کے متعلق ام سلمہ رضؓ کا بیان ہے کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اپنے اونٹ پر سامان لاد کر مجھے اور میرے بیٹے سلمہ رضؓ کو اونٹ پر سوار کر دیا، اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنا شروع کیا۔ اتنے میں میرے میکہ کے لوگوں یعنی مغیرہ نے یہ دیکھ کر کہ ابو سلمہ رضؓ اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر ہجرت کر رہے ہیں ان سے کہا تم اپنی ذات کے بارے میں تو مختار ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ کیسے جانے دیں چنانچہ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ابو سلمہ رضؓ کے ہاتھ سے چھین لی اور زبردستی مجھے واپس لے آئے۔ اسی طرح جب میری سسرال والوں بنو عبد الاسد کو جو ابو سلمہ رضؓ کے رشتہ دار تھے یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ میرے میکہ والوں بنو مغیرہ سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا اختیار تو ہے مگر ہم اپنے لڑکے سلمہ رضؓ کو تمہارے ساتھ کس طرح جانے دیں جب کہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے شوہر ابو سلمہ رضؓ کے ساتھ نہیں جانے دیا اور یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ رضؓ کو بھی مجھ سے چھین لیا چنانچہ اب ہم تینوں یعنی خود میں اور میرا لڑکا اور شوہر جدا جدا ہو گئے، شوہر تو مدینہ پہنچ گئے اور میں اپنے میکہ میں رہ گئی اور بیٹا ددھیال میں چلا گیا اس طرح بچھڑ جانے میں میں روزانہ میدان میں نکل جاتی اور وہیں روتے روتے شام کر دیتی تھی بس اسی طرح روتے ہوئے ایک سال گذر گیا میں اپنے شوہر کے پاس جا سکی اور نہ میرا بچہ ہی مجھے ملا، آخر ایک دن میرے چچا زاد بھائی کو میری اس حالت پر رحم آیا اور اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم کو اس مسکینہ پر ترس

کیوں نہیں آتا کہ تم نے اس کو اس کے بچہ اور شوہر سے جدا کر رکھا ہے چنانچہ وہ اس بات پر راضی ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا اگر تو اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو چلی جا۔ اور یہ دیکھ کر بنی عبدالاسد نے میرا لڑکا سلمہ بھی مجھے دیدیا چنانچہ میں ایک اونٹ تیار کر کے اور بچہ کو ہمراہ لے کر تنہا اس اونٹ پر سوار مدینہ کو روانہ ہو گئی۔ ابھی تین چار میل ہی چلی تھی کہ اتنے میں تنعیم میں پہنچ کر عثمان ابن طلحہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے دریافت فرمایا کہ آخر اکیلی کہاں جا رہی ہو میں نے کہا اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں انہوں نے معلوم کیا تمہارے ساتھ بھی کوئی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی ذات ہے اور بس یہ سنکر انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چلدیئے خدا کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف کوئی آدمی نہیں ملا جب اترنے کا وقت ہوتا تو وہ میرے اونٹ کو بٹھا کر خود درخت کی آڑ میں ہو جاتے اور میں اتر جاتی تھی اسی طرح جب سوار ہونے کا وقت آتا تو اونٹ کو سامان وغیرہ لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے اور میں اس پر سوار ہو جاتی تھی تب وہ تشریف لاتے اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے تھے آخر اسی طرح ہم مدینہ منورہ جا پہونچے اور قبا میں پہنچکر انہوں نے کہا کہ تمہارے شوہر یہیں ہیں کیوں کہ اس وقت تک ابو سلمہ رضؓ قبا ہی میں مقیم تھے اور عثمان مجھے وہاں پہنچا کر خود مکہ مکرمہ واپس ہو گئے پھر فرمانے لگیں کہ خدا کی قسم عثمان ابن طلحہ سے زیادہ کریم اور شریف النفس انسان مجھے نہیں ملا اور اس سال جتنی مشقت اور تکلیفیں میں نے برداشت کی ہیں شاید ہی کسی نے کی ہوں۔

فائدہ:۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۔ یعنی جو شخص اللہ پر پورا پورا بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ (غیب سے) اس کی مدد کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ (حکایاتِ صحابہ)

## ۱۱۹۔ حکایت، انصار کے دو نو عمر لڑکوں کی بہادری۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر میں مجاہدین کی صف میں کھڑا ہوا تھا، اتنے میں جو نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں بائیں دونوں جانب انصار کے دو نو عمر لڑکے کھڑے ہیں جن کو دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میں دو قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو وہ وقت پر ایک دوسرے کی کچھ مدد کرتے۔ آخر یہ دو نو عمر لڑکے میرے ہر دو جانب کیا کریں گے۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر دریافت کیا چچا جان آپ ابو جہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے یہ سنکر کہا: ہاں پہچانتا تو ہوں مگر اس سے تمہارا مقصد؟ لڑکا کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ابو جہل کو دیکھ پاؤں تو اس وقت تک واپس نہ ہوں گا کہ ابو جہل نہیں یا میں نہیں۔ ابھی میں بڑی حیرت کے ساتھ اس لڑکے کی یہ گفتگو سن ہی رہا تھا کہ

اتنے میں دوسرے لڑکے نے بھی مجھ سے وہی سوال کیا جو پہلے نے کیا تھا اور میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا جو پہلے کو دے چکا تھا کہ اچانک میدانِ جنگ میں گھوڑے پر سوار ابوجہل مجھے نظر آیا جو صفوں کو درست کرتا ہوا دوڑا پھر رہا تھا اور اس کو دیکھتے ہی میں نے ان دونوں نوعمر لڑکوں سے کہا کہ دیکھو تمہارا مطلوب وہ سامنے دوڑتا پھر رہا ہے۔ بس اتنا سُننا تھا کہ وہ دونوں اس طرح اپنے شکار پر لپکے جیسے کوئی باز یا شکرہ اپنے شکار پر ٹوٹ کر گرتا ہے اور آن کی آن میں شمشیر دوام ہاتھ میں لئے دونوں کے دونوں ابوجہل کے قریب جا پہونچے اور کچھ کہے سُنے بغیر ایک نے اس کے گھوڑے کے پیر قلم کیئے تو دوسرے نے ابوجہل کی ٹانگ کا صفایا کر دیا جس سے ابوجہل اور اس کا گھوڑا دونوں زمین پر آرہے اور پھر وہ اُٹھ نہ سکا۔ یہ دونوں انصاری صاحبزادے معاذ بن عمرؓ اور معاذ بن عفراءؓ ہیں جن میں سے معاذ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں لوگوں سے سُنا کرتا تھا کہ ابوجہل کو کوئی نہیں مار سکتا، کیوں کہ وہ بڑی حفاظت سے رہتا ہے بس اسی وقت سے میرا یہی ارادہ تھا کہ میں اس کو ضرور ماروں گا، بس یہ دونوں صاحبزادے ابوجہل کو اَدھ مرا کرکے چھوڑ آئے کہ پڑا تڑپتا رہے اور اُٹھ کر بھاگ نہ سکے۔ رہا سہا معوذ بن عفراء نے ٹھنڈا کیا مگر انہوں نے بھی کچھ لگا کر چھوڑ دیا کہ آخر وقت میں کچھ تو جانکنی کا مزہ چکھے لیکن آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بالکل ہی سر دھڑ سے علیحدہ کر دیا اور اس طرح آخر ابوجہل کا کام تمام کر دیا گیا۔

حضرت معاذ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ جس وقت میں نے ابوجہل

کی ٹانگ کاٹی ہے تو اس وقت اس کا بیٹا عکرمہ اس کے ساتھ تھا جس نے میرے کھوے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ میرا ہاتھ کٹ کر کھال میں لٹکا رہ گیا تو میں نے اس ہاتھ کو کمر کے پیچھے ڈال لیا اور دن بھر ایک ہی ہاتھ سے لڑتا رہا، لیکن جب میں نے دیکھا کہ اس ہاتھ کے اس طرح لٹکے رہنے سے مجھے دشواری پیش آرہی ہے تو میں نے پیر سے دبا کر رہی سہی کھال بھی توڑ پھینکی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ (حکایات صحابہ)

فائدہ:۔ اللہ جزائے خیر دے اس وقت کے بچے بھی کیسے جری اور بہادر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جانوں پر کھیل جانا ان کے لئے کوئی بات نہ تھی۔

## ۱۲۰-حکایت- بدخصلت آدمی کی عبادت بھی مردود ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بعض لوگوں نے ایک ایسی عورت کا تذکرہ کیا جو دن کو روزہ رکھتی اور رات کو تہجد پڑھا کرتی تھی مگر بدخلق اتنی تھی کہ اس کے ہمسایہ بھی اس کی زبان کی ایذا رسانی سے مامون نہیں تھے۔

اس عورت کی کثرت عبادت یعنی صَائِمَۃُ الدَّھر اور قَائِمَۃُ اللَّیل ہونے کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بدخلقی کی کیفیت سُنی تو ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت تو جہنمی ہے اس کی اس عبادت سے اس کا کوئی فائدہ نہیں جبکہ مخلوقِ خدا کو اس سے تکلیف پہنچ رہی ہو۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ انسان عبادت گذار

نہ ہو لیکن وہ اپنے حُسنِ خُلق کے باعث جنت کا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیتا ہے اور بڑے سے بڑا عابد و زاہد انسان بدخُلقی کے باعث قعرِ جہنم میں پہنچ جاتا ہے (بستان العارفین)

## ۱۲۱۔حکایت۔ مومن کی مَوت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جب کسی مومن کو موت آتی ہے تو خوبصورت اور معطر لباس میں ملبوس فرشتے اس کے سرہانے آکر اس کی روح کو اس طرح آواز دیتے ہیں کہ:۔

| | |
|---|---|
| یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔ | یعنی اے روح قفسِ عنصری میں محبوس مگر اپنے پروردگار کے حکم پر آرام و چین حاصل کرنے والی مبارک روح آ اب تو خوشی خوشی اپنے خالق کے پاس لوٹ چل جو تجھ سے راضی اور خوش ہے پس تو میرے جنتی بندوں میں شامل ہو جا۔ |

پس فرشتوں کی زبانی اپنے پروردگار کی جانب سے یہ دوامی خوشخبری سنتے ہی مُونس انسان کی پاک روح بڑی آسانی سے باہر آجاتی ہے جس کی خوشبو سے عالم معطر ہو جاتا ہے۔ (بستان العارفین)

## ۱۲۲۔حکایت۔ کسی کے بُرا چاہنے اور حسد و چغلخوری کا انجام

کسی بادشاہ نے اپنے وزیر کو مقرب بنالیا تھا تو اس کا کوئی مصاحب یہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکا اور اس کو حسد پیدا ہوا رات دن اسی فکر میں

رہتا کہ جس طرح ممکن ہو سکے اس وزیر کو دربارِ شاہی سے نکلوا دیا جائے۔
چناں چہ ایک روز موقعہ پا کر اس مصاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور! آپ کا وزیر کہتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے سخت بو آتی ہے جس
سے طبیعت کو سخت نفرت ہوتی ہے بس اس بات کا سننا تھا کہ
بادشاہ کی آتشِ غضب بھڑک اٹھی اور بادشاہ نے اس حاسد و مصاحب
سے کہا کہ فوراً وزیر کو بلاؤ۔

بس اب کیا تھا حاسد کا داؤ چل گیا اور وزیر کو دعوت کے بہانے
اپنے گھر لے جا کر ایسا کھانا کھلایا جس میں کثرت سے لہسن ڈالا گیا تھا۔
جب وزیر شرما حضوری کھانے سے فارغ ہوا تو اب اس نے وزیر کو
بادشاہ کا یہ پیغام پہنچایا کہ بادشاہ سلامت نے آپ کو ابھی یاد فرمایا
ہے یہ سنتے ہی وزیر بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہوا اور
اس خیال سے کہ کہیں میرے منہ سے لہسن کی بُو سے بادشاہ کی طبیعت
مکدر نہ ہو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا جس سے بادشاہ کو اس حاسد چغلخور کی
بات کی اور بھی تصدیق ہو گئی اور اس نے یقین کر لیا کہ مصاحب نے
جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے وزیر اسی وجہ سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر آیا ہے۔
یہ دیکھ کر بادشاہ اور بھی آگ بگولا ہو گیا اور اس نے خود اپنے ہاتھ سے وزیر
کی ہلاکت کے لئے اپنے ایک عامل کو خط لکھا اور لفافہ میں بند کر کے اسی
وزیر کو حکم دیا کہ اس فرمان کو فلاں عامل کے پاس پہنچا دو اور وہ حاسد
فکر میں لگا ہوا تھا اور جانتا تھا کہ بادشاہ کے قلم سے تو بھلائی ہی کا حکم صادر
ہوتا ہے غالباً بادشاہ کو میری بات کا یقین نہیں ہوا اور وزیر کو کسی انعام

واکرام کے لئے رقعہ لکھدیا ہے۔

چنانچہ اس حاسد نے وزیر سے دریافت کیا کہ آخر بادشاہ سلامت نے کیا حکم فرمایا ہے، وزیر نے جواب دیا کہ زبانی تو کچھ نہیں فرمایا البتہ یہ فرمان لکھ کر دیا ہے کہ میں فلاں عامل کے پاس پہنچا دوں، اس نے کہا: اگر اتنی سی بات ہے تو پھر آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں، اس خدمت کو میں ہی انجام دیدوں گا۔ یہ سُنکر وزیر نے بادشاہ کا فرمان اس کے حوالہ کیا اور خود اپنے مکان پر چلا گیا، اور وہ چغلخور حاسد خوش ہوتا ہوا انعام واکرام کے لالچ میں عامل کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا فرمان جیب سے نکال کر عامل کے حوالے کیا۔ عامل نے بادشاہ کا حکم پڑھتے ہی فرمان شاہی کے مطابق اس قاصد کو قتل کرا دیا۔

چند روز کے بعد جب وزیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا کہ اے وزیر! کیا تو نے میرا فرمان اس عامل کو نہیں پہنچایا؟ وزیر نے جواب دیا کہ حضور فلاں شخص نے مجھ سے لیکر وہ فرمان عامل کو پہنچا دیا ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اس شخص سے میری بابت ایسا کہا تھا؟

وزیر نے جواب دیا خاکم بدہن، میں اور حضور کے متعلق ایسا کہہ سکتا ہوں میرے تو کبھی ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آیا بادشاہ نے دریافت فرمایا کہ اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم نے فلاں دن دربار میں حاضری کے وقت اپنے منہ پر کپڑا کیوں ڈھانپا تھا۔ وزیر نے بادشاہ کو اس دن کی لہسن کی دعوت

کا واقعہ کہہ سُنایا اور عرض کیا میں نے اس لئے مُنہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا کہ حضور کو ناگوار نہ ہو۔ یہ سُنکر بادشاہ کو یقین ہوا کہ اصل شرارت اسی بدنیت حاسد کی تھی جس نے وزیر کی چغلی کی تھی اور قدرتًا اس کو اپنی بدنیتی کی سزا مل گئی یہ وزیر بے قصور تھا جو قدرت نے قتل ہونے سے بچا دیا اس کے بعد وزیر کو دربارِ شاہی میں وہی تقرب حاصل رہا جو پہلے تھا۔ذخیر المونس

## ۱۲۳ حکایت۔ اللہ کی مخلوق پر رحم کرنے اور ذکرِ الٰہی کی فضیلت

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی شخص نے تحفۃً کوئی پرندہ بھیجا جس کو انہوں نے قبول فرمالیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھ کر اس پرندہ کو رہا کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس پرندہ نے مجھ سے فریاد کی کہ جنید رح! افسوس ہے کہ آپ تو اپنے احباب کی مناجات سے لطف اندوز ہوتے رہیں اور میں بے مونس و غمخوار آپ کے اس پنجرے میں مقید رہوں۔ میں نے اس کی یہ درد بھری فریاد سُنکر اس کو آزاد کر دیا، اور وہ پرندہ جاتے وقت یہ کہہ کر اُڑ گیا کہ جب تک کوئی پرند ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے وہ جال کے پھندے سے آزاد رہتا ہے۔ اور جہاں ذکرِ الٰہی سے غفلت ہوئی کسی نہ کسی جال کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ میں تو بس ایک ہی مرتبہ ذکر سے غافل ہوا تھا کہ مجھے اس کی سزا میں پنجرے کی قید میں مقید ہونا پڑا۔ ہائے افسوس! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر و بیشتر یادِ الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ حضرتِ جُنید رح میں آپ سے مستحکم وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسا نہ کروں گا اس

کے بعد کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنیدؒ کی زیارت کے لئے آتا اور دسترخوان پر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت جُنید کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گرا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر لوگوں نے اس پرند کو بھی حضرت جنیدؒ کے ساتھ ہی دفن کر دیا۔ اور مدت کے بعد حضرت جنیدؒ کے مریدوں میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ حضرت آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ تو حضرت جنیدؒ نے جواب دیا کہ اس پرند پر رحم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی رحم فرما دیا۔ (خیر الموانس)

## ۱۲۴۔ حکایت۔ کلمہ کی فضیلت

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حج کے ارادے سے چلا تھا مگر اچانک میری اونٹنی قسطنطنیہ کی طرف چل پڑی ہر چند میں نے اس کو روک کر مکہ معظمہ کے راستے پر ڈالنا چاہا مگر اونٹنی تھی کہ برابر قسطنطنیہ ہی کی طرف چلتی رہی آخر مجبور ہو کر میں نے اونٹنی کو اسی کے ارادے پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ میں قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف لوگ حیران و پریشان آپس میں کچھ گفتگو کر رہے ہیں اس کا سبب معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے بادشاہ کی بیٹی مجنون ہو گئی ہے اس کے علاج کے لئے لوگ طبیب کی تلاش میں ہیں یہ سنکر میں نے کہا تم مجھے ان کے پاس لے چلو میں اس کا علاج کروں گا —— چنانچہ جب میں اس کے مکان

کے قریب پہنچا تو شہزادوں نے اندر سے آواز دی کہ جنیدؒ! تو نے تو اپنی اونٹنی کو بہت پھیرنا چاہا مگر ہمارا جذبۂ صادق تجھے یہاں کھینچ ہی لایا۔ پس جب سے ہی اس پری چہرہ نازک اندام پر میری نظر پڑی میں بے خود ہو گیا۔ ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس لڑکی کے گلے میں لوہے کا ایک بھاری طوق پڑا ہوا ہے اور ساقِ سیمیں کو لوہے کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے اس لڑکی نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ اے جنیدؒ! میرے مرض کی دوا تجویز کیجئے۔ یہ سُنکر میں نے اس لڑکی سے کہا کہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لے۔ اس کا کلمہ پڑھنا تھا کہ گردن کا وہ مضبوط لوہے کا طوق اور پیروں کی بیڑیاں خودبخود ٹوٹ کر گر گئیں اور لڑکی تندرست ہو گئی۔ لڑکی کے باپ بادشاہ نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگا آپ تو بڑے طبیب حاذق ہیں مجھے بھی کوئی دعا بتائیے میں نے کہا: آپ بھی وہی کلمہ پڑھ لیجئے جو شاہزادی نے پڑھا ہے۔ یہ سُنکر وہ بادشاہ بھی اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اور بھی بہت لوگ یہ کلمہ پڑھ کر اسلام کے محفوظ قلعہ میں داخل ہو گئے (خیر المجالس)

## ۱۲۵۔ حکایت - والدہ کی شفقت و معافی کا ثمر

بیان کیا گیا ہے کہ جانکنی کے وقت ایک شخص کی زبان سے کلمۂ شہادت ادا نہ ہو سکا اس کی اطلاع پانے پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے پاس جا کر لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ شخص نماز روزہ کا بھی پابند رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ نماز بھی پڑھا کرتا تھا اور روزے

بھی رکھتا تھا۔ یہ سُنکر آپ نے دریافت فرمایا کہ اس نے کبھی اپنی والدہ کی نافرمانی تو نہیں کی۔ عرض کیا گیا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا ہے تو آپ نے اس کی والدہ کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ تو اپنے بچے کی خطا معاف کر دے۔ مگر اس کی والدہ نے اس کی خطا معاف کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ اس شخص نے ایک موقع پر اس مصیبت زدہ ماں کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے لڑکے کا قصور معاف نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر رسولِ اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ عورت اپنے لڑکے کا قصور معاف نہیں کرتی تو تم لوگ لکڑیوں کا ایک انبار جمع کر کے اس میں آگ لگا دو۔ یہ سُنکر اس کی والدہ نے معلوم کیا کہ آخر آپ لکڑیوں میں آگ لگا کر کیا کرو گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جس کی والدہ اس سے اس قدر ناراض ہے اس دہکتی آگ میں جھونکوں گا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوا ہے تو مہینے میں نے اس کو پیٹ میں رکھا اور دو سال دودھ پلایا تو میری مادری شفقت کیوں کر گوارا کرے گی کہ میں اس کو جلتا ہوا دیکھ لوں۔ میں نے اس کی خطا معاف کر دی۔ ماں کی زبان سے معافی کا لفظ نکلنا تھا کہ خدا کی قدرت سے اس شخص کی زبان سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جاری ہو گیا۔ (خیر المواعظ)

## ۱۲۶- حکایت، نمرود کی لڑکی کا ایمان

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو نمرود کی ایک کم سن لڑکی نے اصرار کیا کہ مجھے اجازت دی جائے اور میں یہ دیکھ لوں کہ اس آگ میں ابراہیمؑ کا کیا حال ہوا؟ چنانچہ نمرود نے اجازت دیدی تو اس لڑکی نے ایک بلند مقام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی آگ میں صحیح و سالم دیکھ کر بڑی حیرت سے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ آخر یہ شعلہ انگیز آگ آپ کو جلاتی کیوں نہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس کی زبان پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جاری ہو اور قلب معرفتِ الٰہی کے نور سے بھرا ہو اس پر آگ ہرگز اثر نہیں کرتی۔ یہ سنکر اس لڑکی نے عرض کیا کہ اے ابراہیمؑ میں بھی آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں مگر آؤں کس طرح؟ چاروں طرف تو آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر بے خوف چلی آؤ۔ لڑکی نے یہ پاک کلمہ اپنی زبان سے ادا کیا اور بے خوف ہو کر اس آگ میں کود گئی۔ خدا کی قدرت سے آگ سرد ہو گئی اور اس لڑکی پر کچھ اثر نہ کیا لڑکی بالکل صحیح و سالم زندہ رہی جب اس نے اپنے گھر واپس آکر نمرود کو تمام واقعہ کی خبر دی تو نمرود نے لڑکی سے کہا کہ بس اسی میں تیری خیریت ہے کہ ابراہیم کے دین سے باز آ۔ اور بتوں کی پرستش سے منہ نہ پھیر اور ہر طرح نمرود نے اس کو ڈرایا دھمکایا مگر لڑکی کے دل میں

ایمان گھر کر چکا تھا، اس نے نمرود کی ایک نہ مانی۔ یہ دیکھ کر نمرود نے اسے سخت سزائیں دینی شروع کیں۔ جب اس کی سختی حد سے گذر گئی تو خدا کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس لڑکی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا دیا اور انھوں نے اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کر دیا جس سے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوئے۔ (خیر المونس)

## حکایت۔ ۱۲۷۔ آیتہ الکرسی کے فوائد

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں اکثر اوقات آیتہ الکرسی کا وِرد رکھتا تھا۔ اتفاقاً میرے پہلو میں سخت درد ہوا جس کی وجہ سے بڑی بے چینی تھی تو میں نے خواب میں دو مرد دیکھے جس میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ یہ مریض ایک ایسی آیتہ پڑھتا ہے جو تین سو ساٹھ رحمتیں لئے ہوئے تھیں تو کیا ایک رحمت بھی اسے نہ پہونچے گی چنانچہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے آپ کو بالکل صحیح اور تندرست پایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیتہ الکرسی کی برکت سے مجھے شفا عطا فرمائی اور میرا تمام درد دکھ کھو دیا۔

(۲) دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص کسی ویرانہ سنسان جنگل سے گذر رہا تھا کہ خونخوار بھیڑیئے نے اس پر حملہ کیا اس شخص نے بسم اللہ پڑھکر آیتہ الکرسی پڑھنا شروع کی تو بھیڑیا دُم دبا کر بھاگ

گیا۔

(۳) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک بڑا زبردست جن آپ کو دھوکا دینا چاہتا ہے آپ اس کو آیت الکرسی پڑھ کر دفع فرما دیجئے۔

(۴) ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(۵) حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کا نام اُشقیاء کے دفتر سے نکال دیا جائے گا اور جو شخص دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھ دیا جائے گا اور جو شخص تین مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کریں گے اور چار مرتبہ پڑھنے والے کی برگزیدہ انبیاء سفارش کریں گے اور پانچ مرتبہ پڑھنے والے کا نام ابرار کے دفتر میں لکھا جائے گا۔ چھ مرتبہ پڑھنے والے کے لئے مچھلیاں دریا میں مغفرت کی دعا کریں گی اور سات مرتبہ پڑھنے سے جہنم کے ساتوں دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے آٹھ مرتبہ پڑھنے والے کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، نو مرتبہ پڑھنے والے کے لئے دونوں جہاں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے اور تمام دلی مرادوں پر کامیابی حاصل ہو گی اور جو شخص دس مرتبہ پڑھے گا اس پر اللہ تعالےٰ نظر رحمت فرمائے گا اور کبھی عذاب میں مبتلا نہ کرے گا۔ (مجالس الابرار)

## ۱۲۸- حکایت- لاحول کا فائدہ

کسی شخص نے اپنی چچا زاد بہن سے نکاح کرنا چاہا مگر لڑکی کا باپ اس پر راضی نہ ہوا- اس نے کسی دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا- مگر خدا کی قدرت کہ شبِ زفاف میں ہی اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو لڑکی کے والد نے کسی دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا مگر وہ بھی شبِ زفاف میں ہی کام آ گیا پھر تیسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا- اب چوتھے شخص نے اس لڑکی سے نکاح کے لئے پیام بھیجا تو اس کو بھی لڑکی کے باپ نے منظور کر لیا اور مقررہ تاریخ پر اس چوتھے شخص سے لڑکی کا نکاح کر دیا، مگر شب باشی کے وقت وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بھیانک شکل کا جن اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا اگر تو نصف حصے پر تیار ہو تو فبہا ورنہ تیرا بھی وہی حشر ہو گا جو تجھ سے پہلے تین شخصوں کا ہو چکا ہے- آخر مرتا کیا نہ کرتا، مجبوراً اس نے جن کی اس شرط کو منظور کر لیا- اب وہ جن کہنے لگا کہ رات بھر تو میں اس کے پاس رہوں گا البتہ دن کو تو رہ سکتا ہے اس نے یہ بات بھی منظور کر لی- یہ سب باتیں طے ہونے کے بعد جن نے اس لڑکی کے شوہر سے کہا کہ آج کی رات آسمان پر جانے کا میرا نمبر ہے- تجھے بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا- میں وہاں کے احکامات اور باتیں چرانے کے لئے جایا کرتا ہوں- اس نے کوئی بچاؤ کی تدبیر نہ دیکھتے ہوئے جن کی اس بات کو بھی منظور کر لیا اور اس جن نے اس شخص کو اپنے

بازوؤں پر سوار کر کے آسمان کی راہ لی۔ جیسے ہی وہ آسمان کے قریب پہنچا تو اس شخص نے سُنا کہ فرشتے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ رہے ہیں جب اس جن نے فرشتوں کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو اس سے وہاں نہ ٹھہرا گیا بلکہ وہاں سے دُم دبا کر بھاگا اور زمین پر آکر دم لیا۔ اب رات کو جب جن اس شخص کی منکوحہ کے پاس آیا تو اس نے وہی فرشتوں سے سُنے ہوئے الفاظ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہنا شروع کیا جس کے سُننے سے اس جن کے جسم پر آگ بھڑک اٹھی۔ جن جل کر خاک کا ڈھیر ہو گیا اور اس عورت پر قابو نہ پا سکا۔ (خیر الموانس)

## ۱۲۹۔ حکایت، خدا کی مرضی کے مطابق عمل کا نتیجہ

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام بکریاں چراتے چراتے ایک ایسے بھیانک جنگل میں پہنچ گئے جہاں کثرت سے بھیڑیئے رہا کرتے تھے چوں کہ موسیٰ دور دراز کا سفر طے کر کے آئے تھے تھک کر لیٹ گئے اور ٹھنڈی ہواؤں کے خوش آئند جھونکوں میں نیند کا غلبہ ہونے لگا آخر موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ ایسی حالت میں کس طرح بکریوں کی حفاظت کر سکوں گا تکان کے غلبہ نے عاجز کر دیا ہے اگر اسی حالت میں اور زیادہ جاگتا رہا تو ممکن ہے تکلیف کا اضافہ ہو جائے اور اگر آرام حاصل کرنے کے لئے سو جاتا ہوں تو بکریوں کی خیر نہیں کیوں کہ ہر طرف بھیڑیوں کا ہجوم ہے اسی کشمکش میں تھے کہ آسمان کی جانب نظر کر کے فرمانے لگے: الٰہی!

تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے اور تیرا ارادہ و تقدیر سب پر غالب ہے اور یہ کہہ کر ایک پتھر پر سر رکھ کر سو گئے۔ جب سو کر اُٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کندھے پر لکڑی رکھے ہوئے بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ ؑ کو بڑا تعجب ہوا اور حیرت میں پڑ گئے کہ بھیڑیا جو بکریوں کا دشمن ہے وہی خود بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ اتنے میں وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس میں تعجب کی کیا بات ہے تو میری مرضی پر چلتا رہ میں تیری مرضی پوری کرتا رہوں گا۔ یہی مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کی تفسیر ہے یعنی "جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا"۔ (خیر المؤانس)

## ۱۴۰۔ حکایت۔ قرآنِ پاک کی ایک آیت کی برکت

کچھ لوگ کشتی پر سوار دریا کا سفر کر رہے تھے وسطِ دریا میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بغیر کسی سہارے کے دریا کے پانی پر بیٹھا ہوا ہے جس نے کشتی والوں سے کہا کہ میرے پاس ایک کلمہ ہے جس کی قیمت ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ یہ بات سُن کر کشتی والوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ لیجئے میرے پاس ہزار اشرفیاں موجود ہیں۔ اس نے کہا، پھینک دے! اس نے فوراً وہ اشرفیاں پانی میں پھینک دیں تو اس نے کہا کہ اچھی طرح سُن لے! وہ کلمہ یہ ہے "وَمَن یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَل لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ" اشرفیاں پھینکنے والے نے اس کو یاد کرنا شروع کیا تو وہ شخص کہنے لگا کہ اچھی طرح یاد کر لے بھول نہ جانا۔ یہ سُن کر اس شخص نے ان کلمات کو اچھی طرح محفوظ

کرلیا اور کشتی روانہ ہوگئی۔ اتفاقاً چلتے چلتے کشتی کو کوئی حادثہ پیش آیا اور وہ کشتی چلتے چلتے دریا میں ٹوٹ گئی اور یہ شخص ایک چھوٹے تختے پر بہہ نکلا جس کو چاروں طرف سے موجیں ٹکرا رہی تھیں مگر اس آیت کے پڑھنے کے سبب سے وہ شخص صحیح و سالم رفتہ رفتہ ایک جزیرے میں جا پہونچا اور تختے سے اُتر کر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک حسین عورت بیٹھی ہے جس کو دیکھ کر اس شخص نے دریافت کیا تو کون ہے کہاں کی رہنے والی ہے اور یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ عورت نے کہا کہ میں فلاں شہر کی رہنے والی ہوں ایک جن مجھے یہاں لے آیا ہے جو ہر روز فلاں وقت دریا سے نکل کر میری عصمت کے شیشے کو بدنیتی کے پتھر سے چورا چورا کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اب تک مجھے اس موذی سے بچا رکھا ہے۔ یہ سُنکر وہ شخص کہنے لگا اچھا تو مجھے ایسی جگہ بٹھا دے جہاں سے میں تو اسے دیکھ سکوں مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے عورت نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ جن اپنی عادت کے مطابق دریا سے نکل کر آیا اور اس شخص کی نظر اس پر پڑی تو اس نے وہی آیت وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ آخر تک پڑھنی شروع کی۔ ابھی آیت پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس جن میں سے ایک بڑا شعلہ پیدا ہوا جس نے اسے جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیا۔ یہ دیکھ کر عورت کو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی اور وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایسی جگہ لے گئی جہاں موتی اور ہر قسم کے جواہرات کا انبار تھا اور جس قدر ممکن ہو سکا موتی اور جواہرات اُٹھا کر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ اتنے میں ایک کشتی نمودار ہوئی جس کو اشارے سے اپنی جانب بُلایا اور کشتی والوں نے کشتی دریا کے کنارے پر لگا دی

اور وہ دونوں شخص موتی اور جواہرات کا خزانہ لے کر خوشی خوشی سے روانہ ہو گئے
(خیر المونس)

## ۱۳۱۔ حکایت۔ بے نمازی کی نحوست

ایک مرتبہ عیسٰی علیہ السلام کا گذر ایسی بستی پر ہوا جس میں نہایت سرسبز شاداب اشجار لہلہا رہے تھے اور صاف اور ستھرے پانی کے چشمے اُبل رہے تھے۔ بستی والوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی انتہائی عظمت و تعظیم کی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اس بستی کے رہنے والوں کے حُسنِ عبادت سے تعجب ہوا۔ اس کے تین سال بعد پھر حضرت عیسٰی کا گذر اسی بستی پر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تمام درخت سوکھے کھڑے ہیں اور پانی کے چشمے بھی خشک ہو گئے ہیں اور بستی کے تمام مکانات چھتوں کے بل گر پڑے ہیں اب اس بستی کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو انتہائی حیرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ ان کو مطلع کیا کہ اے عیسٰی! اس بستی کے اُجڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہاں سے کسی بے نمازی کا گذر ہوا جس نے بستی کے ایک چشمے سے منہ دھو لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بستی کے تمام چشمے خشک ہو گئے، درخت سوکھ گئے، اور مکانات ویران و تباہ ہو گئے۔ اے عیسٰی! جب نماز کا چھوڑ دینا دین کے ڈھے جانے کا سبب ہو سکتا ہے تو پھر دنیا کی ویرانی کا سبب کیوں نہ ہو گا۔

(خیر المونس)

## ۱۳۲- حکایت- قیامِ لیل قربِ الٰہی کا سبب ہے

ایک روز ابراہیم ابن ادہم نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی جنت میں جو عورت میری رفیق ہوگی اسے مجھے دکھا دیجئے۔ چنانچہ خواب میں ان سے کہا گیا کہ جنت میں جو عورت تمہاری رفیقہ ہوگی وہ نہایت ہی بدصورت ہے جس کا نام سلامہ ہے اور فلاں موضع میں بکریاں چرا رہی ہے۔ یہی عورت جنت میں تمہاری رفافت کرے گی۔ جب ابراہیم نیند سے بیدار ہوئے تو خواب میں بتائے موضع کی جانب چل نکلے۔ وہاں پہنچکر دیکھا تو واقعی ایک کالی عورت بھونڈی جس کو دیکھ کر ابراہیم ابنِ ادہم نے سلام کیا تو عورت نے جواب میں کہا وعلیکم السلام یا ابراہیم۔ یہ سُنکر ابراہیم نے دریافت کیا کہ تجھے یہ کس نے بتایا کہ میں ابراہیم ہوں۔ عورت نے جواب دیا جس نے تجھے اس بات کی خبر دی کہ میں جنت میں تیری بیوی ہوں گی۔ اسی نے مجھے یہ بھی بتہ دیا کہ تو ابراہیم ہے۔ یہ سُنکر ابراہیم ابن ادہم نے اس عورت سے کہا اے سلامہ! مجھے کچھ نصیحت کر تو اس نے کہا کہ شب بیداری اور رات کے قیام پر مداومت کیجئے، کیوں کہ رات کا قیام بندے کو اپنے رب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ تجھے اگر محبتِ الٰہی کا دعویٰ ہے تو نیند اپنے اوپر حرام کرلے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات کی تاریکی میں پڑ کر سو جائے تو وہ اپنے دعوےٰ میں جھوٹا ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے

کہ جب رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل اشجارِ معلومہ کو حرکت دے جب جبرئیل علیہ السلام انہیں حرکت دیتے ہیں تو زندہ دل عاشق اُٹھ کر محبوب کے دروازے پر آ کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح درخواست کرتے ہیں ؎

ببابک عبد من عبیدک مذنب

کثیر الخطایا جاء لبیک العفو

فانزل علیہ الصبر یا من بفضلہ

علیٰ قوم موسیٰ انزل المن والسلوےٰ

## ۱۲۳- حکایت - توحید کے یقین کا ثمرہ

عبد الواحد ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی کشتی میں سفر کر رہا تھا اچانک ہوا کا ایک ایسا جھونکا آیا کہ جس نے ہماری کشتی کو اٹھا کر ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بُت کی پُوجا کر رہا تھا۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ جس کی تو پُوجا کرتا ہے کیا وہ بھی کوئی معبود ہے ہمارے پاس ایسا شخص ہے جو اس جیسے سینکڑوں بُت بنا دے۔ یہ سُنکر اس شخص نے کہا اچھا تم کس کی عبادت کرتے ہو تو ہم نے بتایا اُس قادر و مختار کی جس کا عرش اعظم آسمان پر اور قہر و غلبہ زمین پر ہے تو اس نے دریافت کیا کہ آخر تم کو اس قادرِ مطلق کی کس نے خبر دی ہے تو ہم نے بتایا کہ اس خدا کی طرف سے نبی آخر الزماں ہمارے

پاس بھیجے گئے تھے انہوں نے ہی اس بات کی خبر دی اس کے بعد اس شخص نے دریافت کیا کہ اب وہ پیغمبر کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ ہم نے کہا خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا ہے تو اس نے دریافت کیا اچھا یہ تو بتاؤ کہ اس پیغمبر نے کوئی نشانی بھی تمہارے پاس چھوڑی ہے ہم نے کہا ہاں! وہ ہمارے پاس ایک کتاب چھوڑ گئے ہیں جو خدا کی جانب سے ان پر نازل ہوئی تھی۔ یہ سُنکر وہ شخص کہنے لگا اچھا وہ کتاب مجھے دکھاؤ۔ ہم نے اپنے اسباب میں سے قرآنِ پاک نکال کر سورۂ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی تو جب تک سورۃ ختم ہوئی وہ شخص دردناک آواز سے روتا رہا اور پوری سورت سُنکر کہنے لگا جس کے پاس یہ کلام موجود ہو اسے عصیاں میں مبتلا رہنا ہرگز لائق نہیں اور یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا ہم نے اسے اسلام کے ارکان اور واجبات کی تعلیم دی اور اس کا اسلام بہتر رہا۔ جب رات ہوئی اور ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو اپنے اپنے بستروں پر جا لیٹے یہ دیکھ کر اس نومسلم نے دریافت کیا کہ لوگو یہ تو بتاؤ جس معبود کے اوصاف تم نے مجھ سے بیان کئے ہیں اور جس پر میں ایمان لایا ہوں کیا وہ بھی سوتا ہے؟ ہم نے کہا نہیں! وہ تو حی القیوم ہے وہ کبھی نہیں سوتا۔ یہ سُنکر اس نومسلم نے حسرت ناک لہجہ میں کہا کہ تم تو بہت ہی بُرے غلام ہو۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ تمہارا آقا تو جاگتا ہو اور تم پیر پھیلا کر سویا کرو۔ جب ہم جزیرے سے نکل کر آبادی میں پہنچے تو ہم نے اسے چند درہم دینے چاہے، جس پر اس نے بڑا افسوس ظاہر کیا اور کہا لاالٰہ الا اللہ تم نے مجھے ایک ایسا راستہ بتایا ہے جس پر تم

خود نہیں چلتے۔ بھلا یہ تو بتاؤ جب میں اس کے غیر کی عبادت میں مشغول تھا تو اس نے مجھے بھوکا ننگا نہیں رکھا تو اب جبکہ مجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی ہے تو وہ کیوں کر برباد کرنے لگا ہے۔ ابھی اس واقعہ کو تین ہی دن گذرے تھے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ وہ نومسلم تو حالتِ نزع میں مبتلا ہے میں نے اس کے پاس جا کر دریافت کیا تجھے کوئی حاجت ہے یا کوئی آرزو باقی ہے؟ تو اس نے کہا بھائی جس نے تجھے جزیرے سے نکالا اسی نے میری تمام حاجتیں پوری کر دیں۔ اس رات کو میں اسی کے پاس سو رہا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ نہایت سرسبز شاداب باغ کے اندر قبہ میں ایک نوجوان لڑکی کھڑی کہہ رہی ہے۔ تمہیں خدا کی قسم اسے جلد میرے پاس لاؤ۔ میرا شوق اس کی طرف بہت بڑھ چکا ہے۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اس نومسلم کی روح پرواز کر چکی تھی۔ آخر میں اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اپنے ڈیرے پر چلا آیا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ شخص اسی قبہ میں بیٹھا ہوا یہ آیت پڑھ رہا ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۝

(خیر المؤانس)

## ۱۳۴۔ حکایت۔ چغل خوری کا نتیجہ

کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور بیچنے والے نے اس کو بتایا تھا کہ اس غلام میں چغل خوری کی عادت ہے..... مگر خریدار نے اس کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور بے فکر ہو کر اس غلام کو خرید کر گھر لے آیا۔

اس غلام کو آئے ہوئے چند ہی روز گذرے تھے کہ اپنی عادت کے مطابق اس نے آقا کی بیوی سے کہا کہ تمہارے خاوند تمہیں دوست نہیں رکھتے وہ چاہتے ہیں کہ کوئی خوبصورت لونڈی خرید لیں اور اسے اپنے پاس رکھیں اگر تم چاہتی ہو کہ اپنے شوہر کو اپنے اوپر مہربان بنا لو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تیز استرا لے کر جب وہ سوتے ہوئے ہوں تو ان کی داڑھی کے اندر کے چند بال مونڈ کر اپنے پاس رکھو ادھر تو اس غلام نے عورت کو یہ پٹی پڑھائی اور ادھر آقا کے پاس جا کر کہنے لگا کہ جناب آپ کی بیوی نے ایک اجنبی شخص سے تعلق پیدا کر لیا اور اس سے اس قدر محبت کرتی ہے کہ اس کی محبت کے نشہ میں آپ کے قتل کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہے اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اس طرح آزمائش کیجئے کہ آپ گھر جائیں تو آنکھیں بند کر کے لیٹ رہیں جس سے آپ کے سونے کا یقین ہو جائے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب یہ شخص گھر جا کر لیٹ رہا اور عورت نے جان لیا کہ اب یہ سو گیا ہے تو وہ اس کی داڑھی کے بال مونڈنے کے لیے دھار دار استرا لے کر آئی جس سے اس کے شوہر کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ عورت میرے قتل پر آمادہ ہے اس نے فوراً عورت کے ہاتھ سے استرا چھین کر اس عورت ہی کو قتل کر ڈالا۔ بس اب کیا تھا جب ورثا نے یہ واقعہ سنا پھر جوشِ انتقام میں آگ بگولا ہو گئے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ، آتے ہی اس شخص کو قتل کر ڈالا۔ (خیر المونس)

## ۱۲۵- حکایت- رجب کے ایک روزے اور شعبان کی پندرھویں شب میں دو رکعت کی فضیلت-

ایک مرتبہ حضرتِ مسیح علیہ السلام کا گذر ایک ایسے پہاڑ پر ہوا جو نور سے جگمگا رہا تھا یہ دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا مانگی الٰہی اس پہاڑ کو قوتِ گویائی عطا فرما تاکہ وہ مجھ سے گفتگو کر سکے چنانچہ ان کی دعا کو قبولیت حاصل ہوئی اور وہ پہاڑ اس طرح گویا ہوا کہ اے روح اللہ! آپ کا مقصد کیا ہے اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تو اپنی کیفیت مجھ سے بیان کر تو پہاڑ نے عرض کیا میرے اندر ایک مرد ہے تو عیسٰی علیہ السلام نے جنابِ الٰہی میں گذارش کی کہ اس کو پہاڑ سے نکال کر مجھے دکھا دیجئے چنانچہ وہ پہاڑ پھٹا اور اس میں سے ایک خوبصورت بوڑھا سامنے آکر کہنے لگا اے عیسٰی علیہ السلام میں حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوم سے ہوں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک زندہ رہوں تاکہ ان کی اُمت میں داخل ہو کر فلاحِ دارین حاصل کر سکوں اس وقت میری عمر چھ سو برس کی ہے۔ اور میں اسی پہاڑ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہوں۔ یہ سنکر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ خدایا! کیا روئے زمین پر آپ کے نزدیک اس شخص سے بھی زیادہ کوئی مکرم و محترم ہے؟ ارشاد ہوا اے عیسٰیؑ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو شخص رجب کا ایک روزہ بھی رکھے گا میرے نزدیک اس کا مرتبہ

اس سے زیادہ ہوگا۔ دوسری روایت میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر اس پہاڑ پر ہوا تو آپ نے اس میں سفید پتھر دیکھ کر اور اس کے چاروں طرف گھوم پھر کر بڑا تعجب کیا! اتنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰؑ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سے بھی زیادہ تعجب خیز خبر تمہارے سامنے ۔ ۔ ۔ ۔ ظاہر کروں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے عرض کیا جی ہاں! بس یہ کہتے ہی وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک مبارک شخص نکلا جس کے ہاتھ میں ایک بیری کی شاخ تھی اور انگور کی بیل اس کے پاس پھیلی ہوئی تھی جب حضرت مسیح نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ میری ہر روز کی غذا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کیا تو بتا سکتا ہے کہ اس پتھر میں کتنی مدت سے عبادتِ الٰہی میں مصروف ہے؟ اس نے عرض کیا چار سو برس سے۔ یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں گذارش کی کہ شاید آپ نے اس سے زیادہ افضل و اشرف اور کسی کو پیدا نہ کیا ہو تو ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو شخص شعبان کی پندرھویں شب کو دو رکعت نماز پڑھیگا وہ اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہوگی۔ یہ سُنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمنا ظاہر کی، کاش میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہوتا۔! (نزہۃ المجالس)

## ۱۳۶۔ حکایت۔ چھوٹے بچے کے انتقال یعنی فرط کا فائدہ

حضرت مالک ابن دینار سے جب لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں شراب پیا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی بچی میرے آگے سے شراب کا ساغر اٹھا کر پھینک دیتی تھی مگر جب اس کی عمر دو سال کی ہوئی تو اپنی والدہ کے آغوش محبت سے جدا ہو کر عالم بقا میں جا پہنچی جس کے مرنے کا مجھے سخت صدمہ اور اس کا رنج میرے دل میں بیٹھ گیا جب شعبان کی پندرھویں شب ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک طرف سے ایک بڑا زہریلا اژدہا منہ پھاڑے ہوئے میرا لقمہ کرنے کو بھاگتا چلا آرہا ہے، میں اسے دیکھ کر اُلٹے پاؤں بھاگا تھوڑی دور چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عمر رسیدہ شخص جس کے جسم سے بہتر خوشبو آرہی تھی سامنے کھڑا ہے، میں اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ اے شخص! مجھے اپنی پناہ میں لے لے خدا تجھے پناہ میں رکھے گا میری یہ بات سنکر اس بوڑھے نے رو کر کہا میں نہایت ہی ضعیف اور لاغر ہوں تیرے بچانے کی طاقت نہیں رکھتا البتہ ایک ترکیب بتائے دیتا ہوں اور وہ یہ کہ تو اس طرح آگے دوڑا چلا جا ممکن ہے اللہ تعالیٰ تیرے لئے کوئی نجات کا راستہ پیدا کر دے چنانچہ میں پھر بھاگا اور بھاگ کر آگ کی ایک خندق پر پہنچ گیا وہاں سے ایک آواز آئی کہ پیچھے مڑ جا،

چنانچہ میں پیچھے کی جانب بھاگا اور سانپ ہے کہ میرے پیچھے دوڑا چلا آرہا ہے غرضکہ میں دوڑتے دوڑتے ایک اور بوڑھے شخص کے پاس سے گذرا اور گذرا اور اس سے بھی میں نے یہی درخواست کی کہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے مگر اس نے بھی وہی کہا میں نہایت ضعیف اور کمزور ہوں تو اس پہاڑ پر چڑھ جا کیوں کہ مسلمانوں کی کچھ امانتیں رکھی ہیں ہو سکتا ہے کہ تیری بھی کوئی ودیعت ہو تو وہ تیری ضرور مدد کرے گی میں نے قریب جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چاندی کا پہاڑ ہے جس کے چاروں طرف نہریں بہہ رہی ہیں جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پکار کر کہا دروازے کھول دو ممکن ہے تمہارے پاس اس کی کوئی ودیعت ہو جو اس کے دشمن سے پناہ دے سکے پس جیسے ہی دروازہ کھولا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری وہی چھوٹی لڑکی کھڑی ہے جس کے انتقال سے مجھے سخت صدمہ ہوا تھا اس نے جھپٹ کر اپنے دائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا جس کو دیکھ کر وہ سانپ واپس ہو گیا اس کے بعد لڑکی نے کہا کہ اے میرے باپ کیا ایمانداروں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کی طرف جھک پڑیں میں نے دریافت کیا کیا تو قرآن کی عارف ہے کہا کیوں نہیں میں نے کہا اچھا یہ بتانا کہ وہ ڈراؤنا سانپ کیسا تھا جو میرے پیچھے بڑھا چلا آرہا تھا اس نے کہا وہ تیرا برا عمل تھا اور بوڑھا شخص جو تجھے راہ میں ملا وہ تیرا نیک عمل تھا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں کانپتا

ہوا اُٹھا اسی وقت میں نے خدا کے سامنے توبہ کی اور نہایت مستحکم عہد کر لیا۔

(خیر الموانس)

۱۳۷۔ حکایت

## شبِ قدر کی تعیین

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی قدس سرہٗ مؤلف نزہتہ المجالس ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم شیخ عبدالحسن رحمتہ اللہ علیہ کے قلم سے لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں جب سے میں بالغ ہوا ہوں کوئی برس ایسا نہیں گذرا کہ جس میں میں نے شبِ قدر نہ دیکھی ہو اگر رمضان کی پہلی تاریخ اتوار کی ہو تو شبِ قدر انتیسویں تاریخ کو دکھائی دیتی ہے۔ اور اگر پیر کی پہلی تاریخ ہو تو اکیسویں شب میں شبِ قدر کا ظہور ہوتا ہے۔ اور رمضان شریف کی پہلی تاریخ منگل کی ہو تو شبِ قدر ستائیسویں شب میں معلوم ہوتی ہے اور اگر پہلی تاریخ بدھ کی ہو تب بھی شبِ قدر اتوار کی پہلی تاریخ کی طرح انتیسویں شب میں واقع ہوتی ہے اور اگر جمعرات کو پہلی تاریخ ہوگی تو شبِ قدر پچیسویں شب میں ہوتی ہے اور اگر پہلی تاریخ جمعہ کی ہوگی تو شبِ قدر ستائیسویں شب میں ہوتی ہے اور اگر ہفتہ کی پہلی تاریخ ہو تو شبِ قدر تیئیسویں شب میں ہوتی ہے۔

واللہ اعلم۔ (خیر الموانس)

۱۳۸۔ حکایت۔

## مشرکینِ طائف کا اسلام

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ عرفے کے دن حضرت جبرئیل

علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے چوبیس ہزار بازو موتیوں اور یاقوتوں سے پسے ہوئے اور گوناگوں جواہرات سے بنے ہوئے تھے اور عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ طائف کی جانب تشریف لے جائیے جہاں خدا کے علاوہ ایک ہزار پانچسو بتوں کی پرستش کی جارہی ہے چنانچہ یہ حکم پاتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پہنچ کر توحید کی تبلیغ شروع کر دی تو وہاں کے مشرکوں نے آپ کی دعوت توحید سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے قبیلہ کی ایک لڑکی کو آپ کے پاس بھیجا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں خدا کا سچا رسول ہوں۔ یہ سنکر لڑکی نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے چند مسائل دریافت کئے جن کا شافی جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا گیا جس سے اس لڑکی نے اطمینان حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ اچھا آپ اپنی پشت کھول کر دکھائیے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ نے اپنی پشت کھولی تو اس پر مہر نبوت دیکھ کر فوراً لڑکی نے چوم لیا اور وہ مسلمان ہو گئی اس کے بعد جب اس لڑکی نے اپنے باپ کے پاس واپس ہو کر اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی تو اس ظالم باپ نے لوہے کی چند میخیں تپا کر لڑکی کو عذاب دینا شروع کر دیا۔ لڑکی نے کچھ دیر تو اس جانگاہ عذاب کو برداشت کیا اور پھر طپش

میں آکر کہا کہ یہ تکلیف تو طالبِ فردوس کے لئے بہت ہی کم ہے اور یہی کہتے کہتے جان بحق ہو گئی۔ اب اس کے مرنے کے بعد ان سرکش بت پرستوں نے اس مسلمان لڑکی کی نعش جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب پھینک دی آپ نے اس کی تجہیز و تکفین کے بعد ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک اس لڑکی نے اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لی اس کی روح نے جسم سے مفارقت نہیں کی۔

اتنے میں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ قوم آپ کے قتل پر آمادہ ہو رہی ہے اور اس نے آپؐ کے قتل کے لئے شکاری کتے جمع کئے ہیں چنانچہ جب آپؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے یہ کہہ کر آپؐ پر شکاری کتے چھوڑ دیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھاڑ ڈالو۔ کتوں کو لپکتے ہوئے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا الٰہی بحق یوم عرفہ ان کتوں کی تکلیف مجھ سے دور فرمادے۔ ابھی آپؐ یہ کلمات فرما ہی رہے تھے کہ کتے آپؐ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے تمہیں بھیجا ہے ان ہی کی طرف لوٹ جاؤ۔

چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پاتے ہی کتے مشرکوں کی طرف لپکے اور انہوں نے کتوں پر پتھر مارنے شروع کئے جن میں ایک پتھر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو بھی صدمہ پہنچا

اتنے میں پانچ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور باری باری سے ہر ایک نے عرض کیا کہ آپ کے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تو محمد صلی اللہ کی فرماں برداری کر اور وہ جو حکم فرمائیں بجا لا لہٰذا فرمائیے میرے لئے کیا حکم ہے؟ میں اس کو بجا لاؤں، فرشتوں کی یہ گفتگو سنکر آپؐ نے آبدیدہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ فرشتو! خدا تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ الٰہی! حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت عیسٰی علیہ السلام رمضان المبارک اور عرفہ کے طفیل ان لوگوں کو ایمان عطا فرما دے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بخدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اس قدر جلد مقبول ہوئی کہ ہم نے اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی ہے اتنے میں طائف کے تمام لوگ مسلمان ہونے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔ (خیر المونس)

## ۱۳۹۔ حکایت۔ شیخ احمد رفاعیؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک چُوما۔

حضرت شیخ صالح احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ ہر سال حاجیوں کی معرفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بھیجتے تھے اور قافلے کو رخصت کرتے وقت فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے کھڑے ہو کر میرا اسلام عرض کرنا، مگر جب حق تعالیٰ نے آپ کو حج کرنے کی قدرت عطا فرمائی اور آپ خود مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا:

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کی تحظ بہا شفتی

یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے دور رہنے کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا رہا جو میری قائم ہو کر اس زمین مقدس کو چومتی رہی اور اب خود مجھے حضوری کی دولت میسر ہوئی ہے لہٰذا آپ اپنا داہنا ہاتھ پھیلایئے تاکہ اس کو چوم کر میرے ہونٹ حظ وافر حاصل کرتے رہیں۔

بس شیخ احمد رفاعیؒ کی اس درخواست پر جیسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے باہر نکلا فوراً شیخ احمد رفاعیؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو چوم لیا۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں خود حیات کی حالت میں ہیں اس لئے آپؐ کا دست مبارک قبر سے باہر نکلنا کچھ مستبعد نہیں ہے اس لئے کسی وقت بھی انکار درست نہیں ہے)

حضورؐ تو برابر سب کچھ سنتے دیکھتے اور انعام کئے جاتے ہیں اس پر ایمان کا رکھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ (خیر المؤانس)

## ۱۴۰۔ حکایت۔ ایک دیندار شخص اور بچھڑے کا واقعہ

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک بخت اور دیندار آدمی تھا جس نے گائے کا ایک بچھڑا پال رکھا تھا اس نیک بخت شخص کا ایک کم سن لڑکا تھا جب اس نیک بخت شخص کے مرنے کا وقت قریب

تو اس نے کہا کہ الٰہی میں اس کم سن بچے کی امانت یہ بچھڑا تیرے سپرد کرتا ہوں۔

چنانچہ جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو باپ کی طرح وہ بھی عبادتِ الٰہی میں لگا رہا جس کا عمل یہ تھا کہ وہ تہائی رات سوتا۔ تہائی رات عبادتِ الٰہی میں گذارتا۔ اور ایک تہائی رات میں اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے گریہ وزاری کرتا تھا اور دن میں اپنی محنت و مشقت سے جو کچھ کماتا تھا اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کرتا اور ایک حصہ اپنے خرچ میں لاتا اور ایک حصہ اپنی والدہ کو دیدیتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا کہ تیرا باپ فلاں مکان میں تیرے لئے ایک گائے کا بچھڑا چھوڑ گیا ہے تو اسے جا کر دیکھ لے۔ والدہ کا حکم پاتے ہی لڑکا اس مقام پر گیا جہاں وہ بچھڑا تھا اور اس کو والدہ کے سامنے لے آیا تو اس کی والدہ نے کہا تو اس کو بازار لے جا۔ اور تین دینار کو فروخت کردے۔ مگر میری اجازت کے بغیر فروخت نہ کرنا۔ غرض جب وہ لڑکا بچھڑے کو لے کر بازار گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا لڑکے اپنی ماں کی اجازت کے بغیر اس بچھڑے کے چھ روپے لے کر میرے ہاتھ فروخت کردے۔ یہ سُنکر لڑکے نے کہا جناب والدہ کی اجازت حاصل کرنا تو ضروری ہے میں ان کی اجازت کے بغیر کس طرح فروخت کر سکتا ہوں۔ چنانچہ لڑکے نے بازار سے واپس آکر تمام واقعہ اپنی والدہ کو سنایا تو اس کی ماں نے بتایا بیٹا وہ شخص بادشاہ ہے تو اس کے پاس جا کر اس سے معلوم کر کہ کیا آپ مجھ کو اس بچھڑے کے فروخت کرنے کی اجازت

دیتے ہیں؟ تو بادشاہ نے اس لڑکے کو بتایا کہ ابھی ٹھہر جا تیرے اس بچھڑے کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام خریدیں گے اور اس کی قیمت کا جس قدر اس کی کھال میں آسکے گا سونا تجھے دیں گے۔ غرض اسی طرح ہوا۔ اس لڑکے نے اپنی والدہ کے ساتھ جو نیک عمل کیا تھا اس کی مکافات اور مقتول کے بیان کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس بچھڑے کا ذبح کرنا لازم قرار دیدیا۔ کیوں کہ بنی اسرائیل مرنے کے بعد قیامت میں پھر زندہ کر کے اُٹھائے جانے کے قائل نہ تھے مگر جب اس بچھڑے کو ذبح کرنے کے بعد اس کے جسم یعنی زبان یا پشت کی کھال کا کوئی حصہ مقتول کے جسم پر مارا تو اللہ کے حکم سے مقتول نے زندہ ہو کر خود ہی اپنے قاتل کا نام بتا دیا۔

جس سے بنی اسرائیل پر ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی مُردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ (خیر المونس)

## ۱۴۱۔ حکایت۔ بنی اسرائیل کی دو بوڑھی عورتوں کا قصّہ

ابن جوزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں عجیب و غریب واقعات پیش آئے ہیں ان کے واقعات بیان کیا کرو جن سے کوئی نہ کوئی عبرت حاصل ہوگی۔

دیکھو میں تمہیں دو بوڑھی عورتوں کا واقعہ سناتا ہوں۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنی بیوی کو بہت محبوب رکھتا تھا اور اس کی والدہ نہایت نیک بخت بوڑھی عورت تھی ادھر اس کی بیوی کی والدہ بھی بوڑھی تھی مگر تھی بڑی چنچل، اور اتفاق سے ان دونوں میاں بیوی کی

مائیں دونوں بوڑھی عورتیں نابینا تھیں۔ اس کی بیوی کی ماں اپنی عادت کے مطابق اپنی بیٹی یعنی اس شخص کی بیوی کو بہکاتی اور اکساتی رہتی تھی جس سے آئے دن ساس بہو میں سخت جھگڑا رہتا تھا۔ آخر جب یہ شخص تنگ آ کر اپنی ضعیف و ناتواں والدہ کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا اور ایک لق و دق بے آب و گیاہ جنگل میں اس کو چھوڑ آیا جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ بے آب و دانہ یہاں پڑی رہ کر مر جائے گی اور اس جنگل کے درندے اس کو پھاڑ ڈالیں گے چنانچہ جب وہ شخص اپنی اس صابرہ اور ضعیف ماں کو اس کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ کر چلا اور اس کو جنگل کے درندوں نے آگھیرا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتے نے اس کے پاس آ کر دریافت کیا کہ بڑی بی یہ جو آوازیں آ رہی ہیں کیسی ہیں؟ ضعیفہ نے کہا بہت اچھی آوازیں ہیں۔ اونٹ گائے بکریاں بول رہی ہیں یہ سنکر فرشتے نے کہا بہتر ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ فرشتہ تو چلا گیا اب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام جنگل، ونٹ، گائے۔ بکریوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگلے روز اس کے بیٹے کو خیال آیا کہ چل کر دیکھوں تو سہی آخر بوڑھی ماں پر کیا گذری۔ غرض جب بیٹے نے جا کر دیکھا تو ماں کے قریب تمام جنگل اونٹ، گائے اور بکریوں سے بھرا ہوا ہے جس کو دیکھ کر اس نے حیران ہو کر اپنی والدہ سے معلوم کیا کہ اماں آخر میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں، بتاؤ تو ماجرا کیا ہے؟

ماں نے کہا بیٹے! تو نے میری نافرمانی کی اور اپنی بیوی کی اطاعت

کی اللہ نے یہ مجھے میرے صبر کا پھل دیا ہے اپنی والدہ کی یہ گفتگو سن کر وہ شخص بہت نادم و شرمندہ ہوا اور اپنی والدہ کو اس عطائے خداوندی کے ساتھ گھر لے آیا۔ اب کیا تھا اس کی بیوی کو ساس کی یہ نعمتیں دیکھ کر کیسے برداشت ہو تا اپنے شوہر سے ضد کرنے لگی کہ میں اس وقت تک ہرگز تجھ سے خوش نہ ہوں گی جب تک تو میری بوڑھی نابینا ماں کو بھی اسی جنگل میں نہ چھوڑ آئے جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آیا تھا۔ مجبوراً وہ شخص اپنی بیوی کی ماں کو بھی وہیں لے جاکر چھوڑ آیا۔ اب جب شام ہوئی اور اس بڑھیا کو درندوں نے آکر گھیر لیا تو پھر خدا کے حکم سے اسی فرشتے نے آکر اس بوڑھی عورت سے معلوم کیا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں جو تو سن رہی ہے بڑھیا نابینا تو تھی ہی کہنے لگی یہ تو درندوں کی آوازیں ہیں جو مجھے پھاڑنے کے لئے آئے ہیں یہ سنکر فرشتے نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر فرشتہ تو چلا گیا اور درندوں نے چیر پھاڑ کر بڑھیا کو تکا بوٹی کر دیا جب صبح ہوئی تو اس شخص کی بیوی نے پھر اپنے شوہر پر تقاضہ شروع کیا کہ جاکر دیکھ تو میری ماں پر کیا گذری اور اس نے کیا کچھ جمع کیا (کیوں کہ اس عورت کا خیال تھا کہ شوہر کی ماں کی طرح میری ماں نے بھی اسی طرح مویشی جمع کر رکھے ہوں گے) مگر جب اس شخص نے وہاں جاکر دیکھا تو کیسے مویشی بڑھیا سے جنگل تو کیا جہاں بھی خالی ہو چکا تھا اس کا کہیں نشان بھی نہ پایا کیوں کہ اس کا تو رات ہی کو کام تمام ہو چکا تھا جہاں تہاں ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں

کے سوا کچھ بھی نہ پایا، جو جمع کر کے اس نے اپنی بیوی کے سامنے لاکر رکھدیا اور بیوی ان کو دیکھ کر اپنے خیال کی غلط تعبیر سے حیران رہ گئی آخر اسی غم میں گھل گھل کر وہ بھی خود مر گئی۔ (حسد و بغض کا یہی نتیجہ ہوتا ہے)

(خیر الموانس)

حکایت۔ ۱۴۲۔

## ایک نبی کا خواب

ابو اللیث سمرقندی کے والد کا بیان ہے کہ کسی نبی نے خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے سُنا کہ کل صبح اُٹھ کر پہلے پہل جو چیز تمہیں ملے اسے کھا لینا اور دوسری چیز کو چھپا لینا تیسری کو پناہ دینا اور چوتھی کو نا اُمید نہ کرنا، پانچویں سے بھاگ جانا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے ایک کالا پہاڑ ملا تو حیران ہو کر کہنے لگے کہ الٰہی اس پہاڑ کو کس طرح کھاؤں مگر جب کھانے کا ارادہ کیا تو تمام پہاڑ حلوہ کا ایک لقمہ بن کر منہ میں آگیا۔ آگے چل کر سونے کا ایک تخت ملا آپ نے اسے زمین میں گاڑ دیا، مگر وہ فوراً باہر نکل آیا پھر اس کو گاڑا تو پھر نکل آیا مجبوراً چھوڑ کر چل دیئے آگے بڑھ کر دیکھا ایک پرندکے پیچھے باز لگا ہوا ہے اس پرند نے چلا کر کہا اے نبی میری امداد کیجئے! آپ نے اسے آستین میں چھپا لیا۔ باز نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے روزی سے محروم نہ کیجئے۔ مگر آپ نے اپنی ران کے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اسے کھلا دیا اور پرند کو چھوڑ کر آگے چلے تو راستہ میں ایک مردار جانور پڑا دیکھا وہاں سے وہ تیزی سے بڑھ کر آگے نکل گئے۔ پھر فرمایا الٰہی اس

خواب کی تعبیر کیا ہے؟ تو وحی آئی کہ کالا پہاڑ غصہ ہے جو ابتدا میں تلخ ہے اور انتہا میں شہد اور سونے کا تخت نیکیاں ہیں جنہیں آدمی کتنا ہی چھپائے مگر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی پرند کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کو پناہ دو اور جو تمہیں امانت دار سمجھیں ان سے کبھی خیانت نہ کرو باز سے مراد یہ ہے کہ اہلِ حاجت کی ضرورتیں حتی الوسع پوری کرتے رہو۔ اور مردار سے غیبت مراد ہے جس سے ہمیشہ مُتنفر رہنا چاہیئے۔
(خیر الموانس)

## ۱۴۳۔ حکایت۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر فروخت کرنے کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلہ خریدنے کی ضرورت کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر چھ درم کو فروخت کر دی۔ اتفاقاً راستہ میں ایک سائل ملا تو وہ چھ درم اس کو دیدیئے تھوڑی ہی دور چلنے پائے تھے کہ ایک شخص اونٹنی لئے ہوئے سامنے آیا اور کہنے لگا علیؓ! تم اس ناقہ کو ضرور لو قیمت چاہے پھر دیدینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سَو درم کی وہ اونٹنی خرید لی۔ ابھی تھوڑی ہی دور چلنے پائے تھے سامنے سے ایک شخص نے آکر کہا اگر تم اس کو بیچنا چاہتے ہو تو ایک سو ساٹھ درم لے لو چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ اونٹنی ایک سو ساٹھ درم کی فروخت کر دی اتنے میں پہلا شخص جس نے اونٹنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دی تھی سامنے آکر کہنے لگا میرے سَو درم مجھے

دیدیجئے آپ نے اس کی رقم اس کے حوالہ کی اور باقی ساٹھ درم لے کر گھر آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے معلوم کیا کہ آخر یہ رقم کہاں سے ملی؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے خدا سے تجارت کی تھی، اس میں ساٹھ درم کا نفع ہوا جب واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی تمہیں معلوم نہیں اس اونٹنی کو فروخت کرنے والے جبرئیل تھے اور خریدار میکائیل اور وہ اونٹنی وہ تھی جو قیامت کے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سواری ہوگی۔ (خیر المونس)

## ۱۴۴۔ حکایت۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کا نتیجہ

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کی پولیس نے کچھ رہزنوں کو گرفتار کیا اتفاقاً ان میں سے ایک چور چھوٹ کر بھاگ گیا۔ چوں کہ پوری تعداد کی رپورٹ سرکار میں ہو چکی تھی تو پولیس والوں نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ ظلم کیا کہ کسی غریب راہگیر کو پکڑ کر تعداد پوری کردی ان سب کو حوالات کا حکم ہوا اور معلوم ہونے پر ظالموں کے ورثا اپنے قیدیوں کو چھڑا کر لے گئے، بس یہی ایک غریب مسافر رہ گیا تھا جس نے داروغۂ جیل کو ایک رقعہ دے کر کہا براہِ کرم آپ چھت پر سے اس رقعہ کو ہوا میں اڑا دیجئے۔ داروغۂ جیل نے اس غریب کی عرضداشت کو پورا کیا یعنی اس رقعہ کو بالاخانہ سے ہوا میں اڑا دیا جس میں

لکھا تھا عبدِ ذلیل بحربِ جلیل سے التماس کرتا ہے کہ جن کے سفارشی موجود تھے وہ سب رہائی پاکر چلے گئے مگر میں کہاں جاؤں اور تیرے سوا کس کو سفارشی لاؤں۔ اسی رات کو ہارون رشید نے خواب میں دیکھا کہ فلاں مظلوم مسافر کو فوراً رہا کردو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی ہارون رشید نے دس ہزار درہم، دس طرح کی خلعت اور دس گھوڑے دیکر اس ملزم مسافر کو رہا کردیا۔ اور منادی کرادی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والے کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے۔ (خیر المؤانس)

## ۱۲۵۔ حکایت۔ ایک حاجی کی گرفتاری کا واقعہ

حضرت مالک ابنِ دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستے میں ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک کوّا جو چونچ میں روٹی لئے اُڑا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک مقام پر جہاں وہ کوّا اُترا مشکیں بندھا ہوا ایک بوڑھا شخص پڑا ہوا ہے کوّے نے روٹی کا ایک ایک لقمہ اس کو کھلانا شروع کیا پھر پتے کے دونے میں کہیں سے پانی لاکر اس بوڑھے کو پلا دیا۔ یہ دیکھ کر میں نے اس بوڑھے سے دریافت کیا کہ سچ بتائیے آپ کون ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ میں حاجی ہوں، میرا تمام مال و اسباب چوروں نے چھین لیا اور مجھے اس طرح باندھ کر ڈال دیا ہے۔ آج پانچ روز سے یہ کوّا مجھے اسی طرح کھلاتا پلاتا ہے جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں یہ سنکر ہم نے اس بوڑھے کو کھول دیا اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔ (خیر المؤانس)

## ۱۴۶۔ حکایت۔ ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے ایک مُرید کا واقعہ

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا ایک مُرید اسمِ اعظم سیکھنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اٹھارہ مہینے تک برابر اسی خواہش میں لگا رہا۔ ایک روز اس نے حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ کو قسم دیکر کہا: آپ مجھے اسمِ اعظم سکھا دیجئے تو آپ نے اس کو کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک برتن دے کر فرمایا کہ اے شخص اس کو فلاں شخص کے پاس لے جا۔ چنانچہ وہ اس برتن کو لے کر چلا تو راستہ میں خیال آیا کہ دیکھوں تو سہی آخر اس میں ہے کیا جیسے ہی اس نے برتن کا مُنہ کھولا تو اسی برتن سے ایک چوہا نکل کر بھاگ گیا یہ دیکھ کر غصہ کی آگ سے بھڑک اُٹھا اور جبھی ذوالنون رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور تیور بدل کر اُن سے کہا آپ مجھ سے دل لگی کرتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا: میاں دل لگی میں ہم نے تو ایک چوہے پر تیری آزمائش کی تھی اس میں بھی تو نے خیانت کی پھر آپ پر کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے کہ تو اسمِ اعظم کی امانت پر ثابت قدم رہ سکے گا۔ (خیر الموانس)

## ۱۴۷۔ حکایت۔ ایک بوڑھے شخص کا درخت لگانا۔

کسی بادشاہ کا گذر ایک ایسے بوڑھے شخص پر ہوا جو درختوں کی کاٹ چھانٹ کر رہا تھا اسے دیکھ کر بادشاہ نے جاتے وقت کہا کہ اے

بوڑھے کیا تجھے ان درختوں سے پھل کھانے کی اُمید ہے، جن کی تو خدمت میں لگا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت ہم سے پہلے لوگوں نے زراعت کی تو ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا اسی لئے ہم بھی اپنے آنے والوں کے لئے محنت کر رہے ہیں تاکہ ہماری اس محنت سے وہ فائدہ حاصل کریں۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت ہی پسند آئی اور اس نے خوش ہو کر ایک ہزار اشرفیاں بوڑھے کو انعام دیں۔ اس پر وہ بوڑھا کاشتکار کھِل کھلا کر ہنس پڑا۔ بادشاہ نے حیرت سے دریافت کیا کہ آخر اس میں ہنسی کی کیا بات تھی؟ تو اس نے جواب دیا کہ حضور مجھے اس زراعت کے اس قدر جلد پھل دینے سے تعجب ہوا۔ یہ بات سُنکر بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں اور دیدیں۔ اس پر بوڑھے کو پھر ہنسی آگئی بادشاہ نے معلوم کیا اب ہنسی کی کیا بات ہے؟ تو اس نے عرض کیا کہ حضور کاشتکار پورا سال گذارنے کے بعد ایک ہی مرتبہ فائدہ حاصل کرتا ہے مگر میری اس زراعت نے اتنی سی دیر میں دو مرتبہ خاطر خواہ فائدہ پہنچادیا۔ یہ سُنکر بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں اور دیں اور کاشتکار کو اپنے کام میں لگا چھوڑ کر چلا گیا۔

عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تو اپنی زمین کا بونا جوتنا نہ چھوڑ اگرچہ دجّال پیدا ہو جائے۔

(خیر المونس)

## ۱۴۸۔ حکایت۔ بنی اسرائیل کے ایک گنہگار کی بخشش

بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی بڑا گنہگار شخص تھا جو اپنی آخر عمر میں خواب غفلت سے چونکا اور اپنے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا خدا کے پاس میرا کوئی سفارشی بن سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ہرگز نہیں، یہ سُنکر وہ شخص جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے نفس کو خاک پر ڈال کر کہنے لگا کہ الٰہی تو میرے مرض اور دوا کو خوب جانتا ہے، میں تیرے پاس دشوار حاجت اور ناشائستہ عمل لایا ہوں، میں اپنے لئے کوئی ایسا سفارشی نہیں چاہتا کہ سفارش کرے اور نہ کوئی ایسا قلعہ دیکھتا ہوں جو مجھے بچا سکے، بس اب تو مجھ سے وہ معاملہ کر جو تیرے کرم اور بخشش کے لائق ہو اتنے میں اُسے ہاتف نے آواز دی کہ کریم اور مہربان ایسے شخص کے ساتھ کوئی بُرائی نہیں کرتا جو اس کے دروازے پر آکھڑا ہوتا ہے۔ جا اس نے تیری بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالا اور تیرے درجے بلند کر دیئے۔ (خیر الموانس)

## ۱۴۹۔ حکایت۔ ایک گنہگار کو ولایت کی بشارت۔!

بصرہ میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا جو ہمہ وقت پروردگار کی معصیت میں ڈوبا رہتا تھا اس کی نیک بخت والدہ نے بارہا اس کو ناشائستہ افعال سے بچنے کی نصیحت کی مگر وہ باز نہ آیا، یہ نیک بخت عورت اکثر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مبارک مجلس میں داخل ہوا کرتی تھی اور ان کی نصائح کا برابر بیٹے سے تذکرہ کرتی رہتی تھی

چنانچہ جب نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو عرض کیا کہ اے میری مہربان ماں! حسن بصری کو میرے پاس بُلالا تا کہ وہ مجھے توبہ کی تلقین فرمادیں یہ سُنکر اس کی مہربان والدہ نے حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تمام کیفیت بیان کی تو انہوں نے فرمایا میں اس شخص کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھاؤں گا۔

یہ سُنکر وہ باعصمت عورت کبیدہ خاطر ہو کر واپس ہوئی اور مرنے والے نوجوان کو ان کے جواب سے مطلع کیا جس کو سُن کر اس نوجوان نے بڑی مایوسی کے ساتھ اپنی ماں سے عرض کیا کہ جب میری روح بدن سے نکل جائے تو میری گردن میں ایک سخت رسی باندھ کر گھر کے صحن میں منہ کے بل گھسیٹیو اور یہ اعلان کیجیو کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور میری لحد گھر ہی میں بنا دینا تا کہ جس طرح مجھ سے زندہ لوگ زندگی میں تکلیف اُٹھاتے تھے مرنے کے بعد مجھ سے گزند نہ اُٹھائیں چنانچہ جب اس کی روح پرواز کر گئی تو ماں نے وصیت کے مطابق گلے میں رسّی ڈال کر گھسیٹنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دفعتہً ایک آواز سُنائی دی کہ اے عورت! خدا کے ولی کے ساتھ نرمی اور تلطف کا برتاؤ کر۔ یہ سُنکر اس عورت نے میّت کے گلے سے رسی نکالی اور گھر ہی میں اس کو دفن کر دیا اچانک صبح کو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ عورت نے اندر سے دریافت کیا کون ہے؟ جواب ملا کہ حسن! فرمانے لگے میں نے خواب میں دیکھا

ہے کہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے حسن تو میرے بندوں کو میری رحمت سے نا امید کرتا ہے اور میرے بندے کے منہ پر توبہ کا دروازہ بند کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں نے اس کو بخش دیا۔ اور جنت کی پائیدار نعمتوں میں داخل کر دیا۔ (خیر المؤانس)

## ۱۵۰۔ حکایت۔ مومن اور کافر کی روح نکلنے کی تفصیل

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت سے دریافت کیا تو مومن کی روح کس طرح قبض کرتا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ حضرت جب اس کی دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی اول ساعت ہوتی ہے یعنی جب وہ اپنی عمر کا زمانہ پورا کرنے کے بعد عالم آخرت میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو میں اپنے ماتحتوں کو اس کے پاس بھیجتا ہوں جو جنت کے خوشبودار پھول اور باریک و نازک شاخیں لے کر اس کے پاس جا کر پھولوں کو اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور نرمی اور شفقت کے ساتھ اس کی روح کا علاج کرتے ہیں یہاں تک کہ جب تک اس کا سانس گلے کی ہنسلی تک پہنچتا ہے میں خود اس کے پاس جا کر سلام کر کے روح نکال لیتا ہوں اور فوراً ہی اس روح کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھ جاتا ہوں، فرشتوں کے جس غول پر بھی اس روح کا گذر ہوتا ہے تو ان کی طرف سے مرحبا اور جزاک اللہ کے نعرے بلند ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ وہ پاک روح جناب الٰہی کے تخت کے سامنے کھڑی کی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے پاک روح اور ستھرے نفس کو مرحبا جو پاک

اور طیب جسم میں اپنا گھر بنائے ہوئے تھی پھر حکم ہوتا ہے فرشتو میرے
بندے کا نام علیین کے دفتر میں لکھو۔ فرشتہ اس کی روح کو جنت میں
لے جاکر وہاں جو نعمتیں اس کے لئے تیار کی گئی ہیں ایک ایک کر کے اس کو
دکھاتا ہے اور یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد اس مومن کی روح پھر اس
کے جسم کی طرف واپس کی جاتی ہے اور وہ یہاں آکر اپنے غسل کی جگہ
حنوط کا برتن اور کفن وغیرہ کی تیاریاں دیکھتا ہے اس وقت تک
اس کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور محبوب وہی شخص ہوتا
ہے جو اسے قبر میں دفنانے کی جلدی کرے اور وہ لوگ اسے دشمن معلوم
ہوتے ہیں جو دیر لگاتے ہیں۔ جب یہ بندہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو زمین
کہتی ہے تجھے خوشی ہو کہ تو جانی پہچانی جگہ آیا جب میں تجھے اس وقت
دوست رکھتی تھی جب تو میری پشت پر تھا تو آج میری گود میں آنے کے
بعد تجھے کیوں نہ چاہوں گی۔ اب عنقریب تو مجھ سے وہ سلوک دیکھے گا جو
میں تیرے ساتھ کروں گی چنانچہ اس کی قبر حدِ نظر تک وسیع ہو جاتی ہے
اور اس کے اعزا و اقربا کے قبرستان سے واپس ہو جانے کے بعد قبر
میں دو فرشتے منکر نکیر جاکر اس سے دریافت کرتے ہیں تیرا رب کون
ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کا کیا نام ہے؟ یہ شخص جواب دیتا
ہے کہ میرا رب اللہ ہے، اور دین اسلام، اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور میرا امام قرآنِ پاک ہے۔ یہ سُنکر آزمائش کے لئے سختی
کے ساتھ منکر نکیر اس سے کچھ سوال جواب کرتے ہیں تو یہ کہتا ہے کیا تم

مجھے میرے دین سے فتنہ میں ڈالنا چاہتے ہو، بس میں تو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔ تو یہ سنکر فرشتے اس کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اے نیک نفس بندے تو نے سچ کہا یقیناً تو اسی اعتقاد پر زندہ رہا اسی پر مرا اور اسی پر اٹھایا جائے گا۔ پھر فرشتے دوزخ کا دروازہ کھول کر کہتے ہیں ذرا تو ادھر تو دیکھ، جب وہ شخص دوزخ کی طرف نظر کرتا ہے تو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ اور اس کا دردناک عذاب دیکھ کر کانپ اٹھتا ہے اور آنکھوں میں آنسو بھر لاتا ہے، یہ دیکھ کر فرشتے اس کو اطمینان دلاتے ہیں کہ تو گھبرائے مت یہ تیرا ٹھکانا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے نیک عمل کی وجہ سے ان تمام تکالیف کو تجھ سے دور کر دیا ہے پھر اس دروازہ کو بند کر کے اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

لیکن اس کے برخلاف جب کافر کی دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی گھڑی ہوتی ہے تو اس کے پاس اپنے ساتھیوں کو بھیجتا ہوں جن کے ساتھ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے اور سینڈھ کے درخت کی شاخیں ہوتی ہیں اور یہ فرشتے ان چیزوں کو ساتھ لے کر اس کی آنکھوں کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں اور نہایت ہی سختی اور شدت کے ساتھ اس کی روح نکالنی شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کی روح گردن تک پہنچتی ہے تو وہ اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور خود میں اس کی طرف اترتا ہوں اور اس کو عذاب

الٰہی اور دوزخ کے المناک مناظر کی خبر دے کر نہایت بے دردی سے اس کی روح کھینچ لیتا ہوں اور آسمان کی طرف چڑھتا ہوں تو آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں اور جو فرشتہ بھی اسے دیکھتا ہے اس پر لعنت کرتا نظر آتا ہے۔

اتنے میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ اس خبیث اور ناپاک روح کو مرحبا نہ کہو جو گندے اور خبیث جسم میں رہتی تھی پھر اس کا نام سجّین کے دفتر میں لکھ کر اس کو دوزخ میں دھکیل دیا جاتا ہے اور یہ وہاں پہنچ کر وہ دردناک عذاب دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کئے ہیں اس کے بعد اس کی روح پھر جسم کی طرف واپس کر دی جاتی ہے اور وہ یہاں آ کر اپنے غسل کی جگہ کے برتن اور کفن کی تیاری دیکھتا ہے اور اس وقت اسے سب سے زیادہ پیارے وہ لوگ معلوم ہوتے ہیں جو اس کو دفن کرنے میں دیر لگاتے ہیں اور وہ لوگ اسے سخت دشمن دکھائی دیتے ہیں جو اس کے دفنانے میں جلدی کرتے ہیں۔ پس جب اسے لکڑی کی سواری پر لاد کر قبر کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ تین مرتبہ بڑی حسرتناک آواز کے ساتھ پکارتا ہے جسے جن وانس کے علاوہ باقی تمام مخلوق سنتی ہے وہ کہتا ہے کہ اے

میرے پڑوسیو! دوستو! اور دنیا دی دکھ درد کے شریکو اور آڑے

وقت پر میرے کام آنے والو! اور میری لاش کے اٹھانے والو اچھی طرح سُن لو کہ میری طرح تم کو یہ دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے اور میری طرح تم کو کہیں زمانہ لہو ولعب میں مشغول کر دے جو عذاب الٰہی کا سبب ہے۔

پھر جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے تجھے نامیار کی ہو، مجھے اپنے رب، عزت وجلال کی قسم جب تو میری پُشت پر چلتا تھا تو میں تجھے حد سے زیادہ دشمن رکھتی تھی، اور اب جب تو میرے گڑھے میں آپڑا تو تجھے کیسے دشمن نہ سمجھوں گی عنقریب تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لے گا۔ یہ کہہ کر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے اس کو دبوچتی ہے اور جب اس کے عزیز قریب رشتہ دار قبرستان سے واپس ہوتے ہیں تو اسی وقت منکر نکیر آ کر اس سے دریافت کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ اور تیرے نبی کا کیا نام ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ فرشتے کہتے ہیں تو نے کچھ نہیں جانا اور کچھ نہیں پڑھا۔ اس کے بعد منکر نکیر اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں جسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں خوش نہ ہو یہ تیرا ٹھکانا نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تجھے تیرے کفر و شرک اور نافرمانی کے باعث ان تمام نعمتوں سے محروم کر دیا ہے۔

(خیر المواعظ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ آج اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے کتاب حکایتوں کا گلدستہ کی یہ ڈیڑھ سو حکایتیں تمام ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچائے۔

قارئینِ کرام سے میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی معلوم ہو تو اس کو درست فرمالیں اور اس بندۂ ناچیز کو دعا میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین یا ربّ العالمین

خادم العلماء، دار الحکماء، عبدالاول راسخ القاسمی اجراڑہ
ضلع میرٹھ

۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۷۱ء
یوم جمعرات

ختم شد